رہنمائے حجاج

کتاب وسنت اور آثار سلف کی روشنی میں

تالیف

فضیلۃ الشیخ / عبدالمحسن بن حمد العباد البدر / حفظہ اللہ

ترجمہ

محمد عرفان بن محمد عمر مدنی

المكتب التعاونى للدعوة والارشاد وتوعية الجاليات

فى محافظة السليل

هاتف ٠١٧٨٢٠٥٤٠ فاكس ٠١٧٨٥٦٠٦

عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله
الامين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد :

زیرنظر کتاب (رہنمائے حجاج کتاب وسنت اور آثار سلف کی روشنی میں) (تبصير الناسک باحكام المناسک على ضوء الكتاب والسنة والماثور عن الصحابة) کا اردو ترجمہ ہے، جو عصر حاضر کی ایک عظیم علمی اور دعوتی شخصیت فضیلۃ الشیخ / عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ کی تالیف ہے ،آپ کی شخصیت عالم اسلام کے علمی حلقہ کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے، آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے سابق وائس چانسلر اور عرصہ دراز سے جامعہ اسلامیہ اور مسجد نبوی میں درس وتدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں، مسجد نبوی میں آپ کا حلقہ درس، علم حدیث اور فقہ حدیث کے لئے کافی شہرت رکھتا ہے، زیرنظر کتاب کے ہر صفحہ میں قاری آپ کے محدثانہ طرز تحریر کو محسوس کر سکتا ہے، ہر مسئلہ کو آپ نے مدلل بیان کیا ہے، اور دلیل میں پیش کردہ بخاری ومسلم کی احادیث کے علاوہ ہر حدیث کے درجہ صحت کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، پوری کتاب میں آپ نے کہیں کسی ضعیف حدیث کو جگہ نہیں دی ہے جسے بجا طور پر اس کتاب کا طرہ امتیاز کہا جا سکتا ہے، ہر مسئلہ کو بالتفصیل بیان کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ کتاب

عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے، مختلف اقوال ذکر کرنے کے بجائے عموما
آپ نے راجح قول کو ذکر کیا ہے، مسائل حج کے بیان میں آپ نے ایک نیا طرز
اسلوب اپنایا ہے، آپ نے باختصار اقسام حج کی صفات کو بیان کرنے کے بعد
احرام سے لے کر الوداعی طواف تک تمام مناسک حج کو علیحدہ علیحدہ تفصیل سے
بیان کیا ہے.

اعمال حج میں دعا کا ایک خاص مقام ہے، دوران حج زمان ومکان کی اہمیت
کے پیش نظر ہر حاجی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے اپنے دین ودنیا کی بھلائی
کو اللہ سے مانگ لے، اپنے گناہوں سے توبہ کرلے، اسی جذبہ کے پیش نظر بہت
سارے حاجی نادانستہ طور پر ایسی کتابیں خرید لیتے ہیں جو بدعات وخرافات اور
شرکیہ اذکار واوراد اور ادعیہ پر مشتمل ہوتی ہیں، جس کی تلافی اور صحیح ماثور دعاؤں
سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے آپ نے اس کتاب میں ستر سے زائد قرآن
وحدیث سے ماخوذ مستند اور جامع دعاؤں کو ذکر کیا ہے.

ترجمہ میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ سلیس اور آسان ہونے کے
ساتھ ساتھ متن کا کوئی جزء چھوٹنے نہ پائے، اس میں ہمیں کہاں تک کامیابی
ہوئی ہے اس کا فیصلہ ہمارے قارئین کریں گے، قرآنی آیات کے ترجمہ کو مولانا
محمد صاحب جوناگڑھی رحمہ اللہ کے ترجمہ سے نقل کیا گیا ہے، تکمیل ترجمہ کے بعد

کتاب کو چند اہل علم کی خدمت میں مراجعہ کے لئے پیش گیا جن کے مراجعہ سے کتاب کی سلاست بیان توضیح معانی، تحسین تعبیر میں کافی مدد ملی جن احباب ومشائخ نے کتاب کے ترجمہ کا مراجعہ کیا ہے ان میں فضیلۃ الشیخ مختار احمد مدنی، فضیلۃ الشیخ عبدالمجید مدنی،، فضیلۃ الشیخ نیاز احمد مکی، فضیلۃ الشیخ شمیم احمد مدنی فضیلۃ الشیخ عبدالباسط مدنی فضیلۃ الشیخ صفاء الرحمٰن مدنی قابل ذکر ہیں. بطور خاص اول الذکر نے تو بڑی باریکی سے اردو ترجمہ کا عربی متن سے مقارنہ کیا جس کی وجہ سے کئی تسامحات کی نشان دہی ہوئی، تعبیر کی کئی خامیوں کو دور کیا گیا اور کتاب کو موجودہ شکل میں منظر عام تک لانے میں کافی مدد ملی اللہ تعالی آپ کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے.

اخیر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العالمین اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے، اسے عوام وخواص تمام لوگوں کے لئے نفع بخش بنائے، اور مولف، مترجم ناشر، مراجعین تمام لوگوں کے لئے توشہ آخرت بنائے آمین.

محمد عرفان محمد عمر مدنی

۱۴۳۲/۸/۲۶ھ

مقدمہ

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو پاک اور سلامتی والا ہے، جس نے فرائض کو فرض کیا اور احکام کو بہترین اور درست شکل عطا فرمائی، اور بیت اللہ کے حج کو اسلام کا ایک رکن اور اس کا عظیم ستون قرار دیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ فضل ونوازش اور عزت وجلال والا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے رسول اور بندہ ہیں، امام برحق اور قابل اقتدا رہنما ہیں، جنہوں نے تمام بندوں میں سب سے بہترین نماز پڑھی، صدقہ وخیرات کیا، حج وعمرہ کیا اور روزہ رکھا، اے اللہ رحمت وسلامتی نازل فرما! آپ ﷺ پر، آپ کی لائق عزت واحترام اولاد پر اور آپ کے اصحاب پر جو خلقت کے رہنما اور تاریکی کے چراغ تھے، اور ان تمام لوگوں پر اپنی رحمت وسلامتی نازل فرما! جو ان کے بعد آئے اور ان کے راستہ کو اپنایا، اپنے دلوں میں ان کے خلاف کوئی بغض وکینہ نہیں رکھا، جن کے دل ان کے تعلق سے بالکل صاف اور ستھرے ہیں، ان کی زبانیں ان کی مداح ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ﴾ [سورة الحشر: ١٠] اور (ان کے لئے) جو

ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پرور دگا ہمیں بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے.

یہ بات عوام وخواص سب جانتے ہیں، کہ اللہ رب العالمین نے آخری زمانے میں انسان وجنات کو جو سب سے عظیم نعمت عطا فرمائی ہے، وہ ان کی طرف نبی کریم ﷺ کی بعثت ہے، (اللہ کی آپ پر سب سے بہترین رحمت اور سب سے کامل سلامتی ہو) تاکہ انہیں آپ کے ذریعہ کفر وضلالت کی تاریکی سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لائے، انہیں سیدھے راہ کی رہنمائی فرمائے، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو ہر بھلائی کی تعلیم دی، ہر برائی سے آگاہ کیا، اور اللہ کے دین کو واضح طور پر اس کے بندوں تک پہونچادیا، اللہ نے آپ ﷺ کو جو دین عطا فرمایا اس کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی. (۱) کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی. (۲) نماز کو قائم کرنا. (۳) زکاۃ کی ادائیگی. (۴) ماہ رمضان کا روزہ رکھنا. (۵) بیت اللہ شریف کا حج کرنا. جیسا کہ ان ارکان کی تفصیل حدیث جبریل میں مذکور ہے، جس میں جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ سے اسلام، ایمان، احسان، اور قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں دریافت

کیا تھا، اس حدیث کے آخر میں آپ فرمان ہے یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے، چنانچہ اس حدیث میں جبریل علیہ السلام نے جب آپ سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، ماہ رمضان کا روزہ رکھو اور اگر استطاعت ہے تو بیت اللہ کا حج کرو! (۱)

اور صحیح بخاری (۲) اور صحیح مسلم (۳) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا. نماز قائم کرنا. زکاۃ دینا. ماہ رمضان کا روزہ رکھنا. بیت اللہ شریف کا حج کرنا.

ان پانچوں ارکان میں سب سے بڑا اور اہم رکن کلمہ شہادت یعنی اللہ تعالی کی الوہیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا ہے، اس کلمہ کا تقاضا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے، اور یہ عبادت رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۹۳.

(۲) حدیث نمبر ۸.

(۳) حدیث نمبر ۱۱۳.

مطابق ہو، کیونکہ وہی عمل اللہ کے نزدیک کرنے والے کے لئے سودمند اور نفع بخش ہوگا جو خالص اللہ کے لئے ہوگا اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہوگا۔

کلمہ شہادت کے بعد سب سے اہم رکن نماز ہے، نماز اسلام کا ستون ہے، برائی اور بے حیائی سے روکنے والی ہے، دنیاوی زندگی میں یہی نماز سب سے آخر میں مفقود ہوگی، اور آخرت میں اسی کے بارے میں بندہ سے سب سے پہلے حساب ہوگا، نماز ہی سے اللہ اور بندہ کے درمیان مضبوط رشتہ قائم رہتا ہے، کیونکہ نماز دن اور رات میں پانچ مرتبہ آتی رہتی ہے.

نماز کے بعد تیسرا سب سے اہم رکن زکاۃ ہے، جسے قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے کئی جگہوں پر نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس کا فائدہ دوسروں تک پہنچتا ہے، زکاۃ دینے والے کو اس کا بڑا اجر ملتا ہے، اور غریب محتاج اس سے مستفید ہوتے ہیں، یہ بہت ہی معمولی حصہ ہے جسے اللہ نے مالدار کے مال میں فرض کیا ہے، جس کے نکالنے سے مالدار کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے، جب کہ غریب کو اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے.

زکاۃ کے بعد چوتھا رکن روزہ ہے، جو سال میں ایک ماہ یعنی رمضان کی صورت میں فرض ہے.

پھر روزہ کے بعد [پانچواں رکن] حج ہے جسے اللہ نے زندگی میں ایک

بار(صاحب استطاعت) مسلمان پر فرض کیا ہے.

مسائل حج کے بیان میں خلف وسلف کی مطول ومختصر بہت ساری تصنیفات موجود ہیں،انہیں تصنیفات میں ایک انتہائی مفید اور اہم تصنیف ہمارے استاذ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کی ہے جس کا عنوان ہے(التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنه) ،جس کا اب تک کئی ایڈیشن شایع ہو چکا ہے اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے،اس کا بڑا فائدہ ہوا ہے اور اہل علم کے نزدیک اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے ،اس کا پہلا ایڈیشن۱۳۶۳ھ میں ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے نفقہ خاص پر شائع ہوا تھا، شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ پہلی ایڈیشن کے بعد برابر اپنی زندگی کے آخری ایام(۱۴۲۰ھ) تک اس میں اضافہ کرتے رہے.

ایک زمانے سے میری خواہش تھی کہ مسائل حج کے متعلق ایک کتاب تالیف کروں جس کی تکمیل اللہ رب العالمین نے ۱۴۲۸ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فرمادی،(فللہ الحمد والمنة) جس کا نام میں نے تبصیر الناسك باحكام المناسك على ضوء الكتاب والسنة (رہنمائے حجاج ،کتاب وسنت اور آثار سلف کی روشنی میں) رکھا ہے.

اللہ رب العالمین سے ہم دعا گو ہیں کہ ہماری اس کوشس کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے لئے باعث اجر وثواب بنائے ،اہل علم اور حجاج کرام کو اس سے نفع بخشے ، نیز ان تمام لوگوں کو بہترین اجر وثواب عطا فرمائے جن کا اس کی نشر واشاعت میں کسی بھی طرح کا کوئی حصہ رہا ہے، نیز تمام مسلمانوں کو دین کی سمجھ اور اس پر ثبات قدمی کی توفیق عطا فرمائے آمین !

وہ اخلاق وآداب جن کی پاسداری ہر حج اور عمرہ کرنے والے کو کرنی چاہیئے

ذیل میں کچھ اخلاق وآداب ذکر کیئے جارہے ہیں جن کی تمام حاجیوں کو پاسداری کرنی چاہیئے ،تا کہ ان کا حج بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو.

(۱) اخلاص وللّٰہیت: حج کے اجر وثواب سے بہرہ ور ہونے کے لئے ہر حاجی کو چاہیئے کہ ریا ونمود سے دور خالص اللہ کے لئے حج کرے، صحیح مسلم (۱) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے: ''میں تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی ایسا کام انجام دیا جس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں''.اور سنن ابن ماجہ میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے حج کے موقعہ پر فرمایا: (اَللّٰهُمَّ حَجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ (۲) اے اللہ میرا یہ حج خالص تیری رضا کے لئے ہے اس میں ریا اور نمود کا کوئی دخل نہ ہونے پائے..

---

(۱) (حدیث نمبر: ۵۳۷۵)

(۲) (حدیث نمبر: ۲۸۹۰) اس کی سند کمزور ہے لیکن شیخ البانی نے سلسلہ صحیحہ (۲۶۱۷) کے اندر اس حدیث کے کچھ شواہد ذکر کیئے ہیں جن کی وجہ سے یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ کو پہونچ جاتی ہے.

(۲) مسائل حج کی تعلیم:

حاجیوں کو چاہئے کہ وہ مسائل حج کو سیکھنے کا اہتمام کریں تا کہ اپنا حج علی وجہ البصیرہ، ادا کریں چنانچہ اس موضوع سے متعلق کوئی کتاب اپنے ساتھ رکھیں، اس سلسلے میں جس کی طرف قریب ہی میں اشارہ کر چکا ہوں ہمارے استاذ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کی کتاب ہے.،اور کسی عمل کی ادائیگی سے پہلے اہل علم سے پوچھ لیں تا کہ غلطی کے شکار نہ ہوں.

(۳) نیک اور اہل علم کی رفاقت:

حاجیوں کو چاہئے کہ اپنے سفر حج وعمرہ میں نیک لوگوں کی رفاقت اختیار کریں جن کے علم وادب سے مستفید ہو، چنانچہ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: نیک اور برے ساتھی کی مثال عطر فروش اور لوہار کی ہے، چنانچہ عطر فروش یا تو تمہیں ھدیۃ عطر دے دیگا، یا تم اس سے خرید لوگے، یا پھر[کم از کم] عطر کی خوشبو تمہیں ملتی رہے گی ،اور بھٹی دھو نکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلائے گا یا[کم از کم] کوئلہ جلنے کی بدبو پائے گا.(۱).

(۴) حسب ضرورت زادسفر کا انتظام:

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۵۵۳۴،صحیح مسلم حدیث نمبر۲۶۹۲.

حاجیوں کو چاہیے حسب ضرورت زادسفر اپنے ساتھ رکھیں تاکہ دوران سفر انہیں لوگوں کے مال کی ضرورت پیش نہ آئے.اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''جو شخص پاکدامنی اختیار کرتا ہے اللہ اسے پاکدامن رکھتا ہے،اور جو شخص لوگوں سے بے نیازی اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے''.(۱)

۵--عمدہ اخلاق اور بہترین معاملہ.

حاجی کو[بطور خاص]دوران حج لوگوں کے ساتھ عمدہ اخلاق اور بہترین معاملہ کا برتاؤ کرنا چاہیے،اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''جہاں بھی تم رہو اللہ سے ڈرتے رہو،برائی کے بعد نیکی کرو وہ برائی کو مٹادیگی،اور لوگوں کے ساتھ بہترین اخلاق سے پیش آؤ''.(۲) .

اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''جسے پسند ہے کہ وہ جنت میں جائے اور جہنم سے نجات پائے ،اسے چاہیے کہ جب اس کی موت آئے تو اللہ اور یوم آخرت پر اس کا ایمان ہو،اور لوگوں سے ویسے ہی معاملہ کرے جیسے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۴۶۹،صحیح مسلم حدیث نمبر۲۴۲۴.بروایت ابوسعید الخدری.

(۲).سنن ترمذی حدیث نمبر۱۹۸۷..بروایت ابوذر.

معاملہ کریں''.(۱)

٦--بکثرت ذکرواذکاراورتوبہ واستغفار.

حاجی کو چاہئے کہ [بطور خاص] دوران حج ذکرواذکاراورتوبہ واستغفارمیں مشغول رہے، اپنی زبان کو بھلی بات کے علاوہ بات سے محفوظ رکھے،اورایسے اعمال واقوال بجالائے جواس کے لئے دین ودنیامیں فائدہ مند ہوں.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''جوشخص اللہ اور یوم آخرت پرایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے''.(۲)

نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''دوایسی نعمتیں ہیں،جن کے بارے میں بہت سارے لوگ نقصان میں ہیں:تندرستی اورفراغت''.(۳)

۷-دوسروں کوایذاءرسانی سےاجتناب.

حاجی کوچاہئے اپنے قول وفعل سے دوسروں کوایذاءرسانی سے اجتناب کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''مسلمان وہ ہےجس کے ہاتھ وزبان سے

....

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر:٦٧٧۴

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر٦۴٧۵،صحیح مسلم حدیث نمبر:۴٧.بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر٦۴١٢.بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما

دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''.(۱)

اسی طرح اگر وہ سگریٹ نوشی کی عادت میں مبتلا ہے تو دوسروں کو سگریٹ کی بدبو کی تکلیف سے دینے سے بچتا رہے، بلکہ ہر سگریٹ نوشی کرنے والے پر واجب ہے کہ سگریٹ نوشی ترک کرے اور اللہ سے توبہ کرلے کیونکہ اس میں گناہ کے ساتھ ساتھ اضرار صحت اور اضاعت مال ہے.

مذکورہ اخلاق وآداب کو ہر مسلمان کو چاہئے کہ زندگی کے تمام اوقات میں اپنانے کی کوشس کرے، خاص طور سے حج وعمرہ کے سفر کے دوران تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخ روئی سے ہم کنار ہو.

حج اور عمرہ کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ سے حج وعمرہ کی فضیلت میں کافی حدیثیں وارد ہیں، ذیل میں چند احادیث پیش کی جارہی ہیں:

۱-حج کا بدلا جنت ہے.

۱-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کا صلہ جنت کے سوا کچھ نہیں (۲)

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۴).

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۷۷۳، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۲۸۹. بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲--حج اور عمرہ کرنے سے غریبی ختم ہوتی ہے.

۱--اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''حج عمرہ کرتے رہو اس لئے کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے، اور چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے، اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے''.(۱)

۳--حج عورتوں کے لئے سب سے بہترین جہاد ہے:

۱-ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا! ہم جہاد کو بہترین عمل سمجھتے ہیں، تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، تم لوگوں کے لئے سب سے بہترین جہاد حج مقبول ہے''(۲).

....

(۱)سنن ترمذی حدیث نمبر: ۸۱۰، وصحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر: ۲۵۱۲، وسنن نسائی حدیث نمبر: ۲۶۳۱، بروایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کتابوں میں اس حدیث کی سند حسن ہے، امام نسائی نے اسی حدیث کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے (حدیث نمبر: ۲۶۳۰) صحیح سند سے روایت کیا ہے، البتہ اس حدیث میں: سونا چاندی اور آخری جملہ کا ذکر نہیں ہے

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۲۰. حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری ۳/۳۸۲: فرماتے ہیں: حدیث میں وارد لفظ (لَكُنَّ) کے کاف پر پیش ہے جو عورتوں کے لئے خطاب ہے البتہ بعض روایتوں میں (لَكِنَّ) کاف پر زیر ہے جو استدراک کے معنی میں ہے، لیکن پہلا ضبط (لَكُنَّ) زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اس (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اس حدیث کو امام ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جس کے الفاظ ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں ان پر وہ جہاد ہے جس میں قتال نہیں ہے، یعنی حج اور عمرہ'' (۱)

۴- حج سب سے بہتر عمل ہے.

۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا پھر کیا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا پھر کیا؟ فرمایا: حج مبرور''. (۲)

۵- حج گناہوں کا کفارہ ہے.

(اگلے صفحہ کا بقیہ) سے حج کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور جہاد کے متعلق پوچھے گئے سوال کا جواب بھی پورا ہو جاتا ہے، . حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی بات کو اس سے بھی تقویت ہوتی ہے، کہ (لَكِنَّ) کاف پر زیر پڑھنے سے کبھی کوئی یہ سمجھ سکتا ہے، کہ حج جہاد سے افضل ہے حالانکہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آنے والی حدیث کے خلاف ہے، جس میں صراحت کے ساتھ جہاد کو حج سے افضل قرار دیا گیا ہے.

(۱) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۰۱، صحیح ابن خزیمہ ۳۰۷۴.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۶، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۴۸.

۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے حج کیا اور دوران حج وہ نہ تو شہوانی باتیں کیں، اور نہ ہی فسق وفجور کا ارتکاب کیا، تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح صاف ہوکر واپس ہوا ہے جیسے وہ اپنی پیدائش کے دن [گناہوں سے صاف] تھا''.(۱)

۲- آپ ﷺ نے عمرو بن عاص سے فرمایا: ''اے عمرو! کیا تمہیں نہیں معلوم ہے؟ کہ اسلام سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، اور ہجرت سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، اور حج سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے''.(۲)

حج مبرور اس حج کو کہتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کیا گیا ہو. جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم مجھ سے اپنے احکام حج سیکھ لو، شاید اپنے اس حج کے بعد میں دوبارہ حج نہ کروں''(۳) اس حدیث کو امام نسائی نے بھی جابر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح بخاری ومسلم کی شرط پر روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''اے لوگو تم

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۲۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۲۹۱.

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۲۱.

(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۱۳۷.

اپنے احکام حج کو سیکھ لو، شاید کہ اس سال کے بعد میں دوبارہ حج نہ کروں ''.(۱)

اسی طرح حج مبرور کے لئے ضروری ہے کہ حاجی اتباع سنت کے ساتھ ساتھ فحش اور گناہ کے کاموں سے بھی دور رہے اور ان تمام کاموں سے اجتناب کرے جن سے محرم کو روکا گیا ہے.

حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ حاجی کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو، اس طرح کہ اپنی حالت کو عمدہ سے عمدہ ترین کرلے، اور بری حالت سے اچھی حالت کی طرف پلٹ جائے، اگر وہ کسی گناہ کے کام میں مبتلا تھا، تو دوران حج اس سے خالص توبہ کرکے، اس گناہ کو ترک کردے، ماضی میں اس کے ارتکاب پر نادم ہو، اور مستقبل میں دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ رکھے، اور اگر یہ گناہ انسانوں کے حقوق سے متعلق ہو، تو اگر یہ حق مال ہو اور لوگوں نے معاف نہ کردیا ہو، تو انہیں ان کا حق واپس کردے، اور اگر یہ حق ہاتھ وزبان سے تکلیف پہنچانے سے تعلق رکھتا ہو تو اس سے معافی مانگ لے، البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ اس بات کے بتلانے سے لڑائی، جدائی اور رنجش بڑھنے کا خدشہ ہے، تو ایسی صورت میں عمومی الفاظ میں اس سے معافی مانگ لے، ان کے شایان شان تعریف کرے، اور ان کے لئے دعائے خیر کرے.

بہرحال ہر حاجی کو چاہئے کہ حج کے ذریعہ ایک نئی زندگی کا آغاز کرے، جوتقوی

---

(۱)سنن نسائی حدیث نمبر:۳۰۶۱.

و پرہیز گاری اور دین پر ثبات قدمی سے معمور ہو.

اگر حج سے پہلے بھی حاجی کی حالت بری تھی اور حج کے بعد بھی اسی حالت پر بر قرار رہا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ حج مبرور سے ہم کنار نہیں ہوا .

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اعمالہ صالحہ سے جو گناہ مٹتے ہیں، وہ گناہ صغیرہ ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُم﴾ (۱).''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جس سے تمہیں منع کیا جاتا ہے، تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے.''

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں، اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک، اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے''.(۲)

رہے گناہ کبیرہ تو اس سے توبہ ہی اس کا کفارہ ہے.

لہذا چھوٹے بڑے سارے گناہوں سے توبہ کرکے واپس ہونے پر ہی حاجی اس فضیلت سے سرفراز ہو سکتا ہے کہ گویا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہے، اور

---

(۱) سورۃ النساء:۳۱.

(۲) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۵۵۲.

اگر اس نے گناہوں سے توبہ نہ کی اور اس کا ارتکاب کرتا رہا، یا اس کے کرنے کا عزم کئے رہا، تو اس کا اس پر مواخذہ ہوگا.

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی سورہ انعام کی اس آیت کریمہ ﴿مَــــن جَــــاء بِـالْـحَسَـنَةِ فَـلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاء بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُــمْ لاَ يُظْلَمُونَ ﴾ (۱) ''جو شخص نیک کام کرے گا، اس کو اس کے دس گنا ملیں گے، اور جو شخص برا کام کرے گا، اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی، اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ یاد رکھو کہ گناہ چھوڑنے اور اس پر عمل نہ کرنے کی تین صورتیں ہیں:

۱- کبھی بندہ اسے اللہ کے لئے ترک کرتا ہے، تو اس پر اسے ایک نیکی ملے گی کیونکہ بندہ اللہ کے خوف سے اس گناہ سے باز رہتا ہے، جیسا کہ بعض صحیح حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ''بندہ نے اس گناہ کو میرے لئے چھوڑا ہے''.

۲- کبھی کبھار بندہ بھول کر یا غفلت کی وجہ سے گناہ چھوڑتا ہے، تو ایسی صورت میں نہ تو اسے ثواب ملے گا اور نہ ہی عقاب، کیونکہ اس نے نہ تو خیر کی نیت کی اور نہ شر کا ارتکاب کیا.

---

(۱) سورۃ الانعام: ۱۶۰.

۳-کبھی کبھار کمزوری وسستی کی وجہ سے گناہ چھوڑ دیتا ہے، تو ایسا شخص گناہ کرنے والے کی طرح ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے مدمقابل آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائینگے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ قاتل (جو قتل کیوجہ سے جہنم میں جائے گا) مقتول کی کیا غلطی ہے (جس کیوجہ سے وہ جہنم میں جائے گا) تو آپ نے فرمایا: کیا وہ اپنے ساتھی کے قتل کرنے کے تاک میں نہیں تھا؟ (۱)

حج وعمرہ کا وجوب

استطاعت ہونے کے فورا بعد زندگی میں ایک بار حج وعمرہ کرنا فرض ہے، اور جو زیادہ ہوگا وہ نفل ہوگا، اسی طرح نذر ماننے سے بھی حج وعمرہ واجب ہو جاتے ہیں چنانچہ اگر کوئی حج وعمرہ کرنے کی نذر مانتا ہے، تو اس پر اپنی نذر پوری کرنا فرض ہے، اسی طرح جب نفلی حج وعمرہ کا احرام باندھ لیا جائے تو اس کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (۱) حج اور عمرے کو اللہ کے لئے پورا کرو!

حج کی فرضیت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے:

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۵۳. بروایت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ

۱-دلیل باری تعالی کا یہ ارشاد ہے﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ الله غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾(۲)''اور اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے''.

۲-نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے :کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا.نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا.ماہ رمضان کا روزہ رکھنا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا.(۳)

۳-اسی طرح مشہور حدیث جبریل علیہ السلام میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور محمد(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، ماہ رمضان کا روزہ رکھو اور اگر استطاعت ہے تو بیت اللہ کا حج کرو!''(۴)

۴/اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خطبہ دیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارے اوپر حج فرض ہے، سو تم حج کرو! ایک

....

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۹۶.

(۲) سورۃ آل عمران:۹۷.

(۳) صحیح بخاری: حدیث نمبر ۸ و صحیح مسلم حدیث: نمبر ۱۱۳. بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما.

(۴) صحیح مسلم حدیث نمبر:۹۳. بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ.

آدمی نے کہا: کیا ہر سال فرض ہے اے اللہ کے رسول! آپ خاموش رہے یہاں تک کی اس نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تمہارے اوپر (ہر سال) فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے (۱)

مذکورہ دلائل اور ان جیسے دیگر دلائل کی وجہ سے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس شخص میں شروط حج پائے جاتے ہیں، اس پر حج کرنا فرض ہے.

عمرہ کی فرضیت کے دلائل

عمرہ کے وجوب پر درج ذیل حدیثیں دلالت کرتی ہیں:

۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا! کیا عورتوں پر بھی کوئی جہاد ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ان پر وہ جہاد ہے جس میں قتال نہیں ہے یعنی حج اور عمرہ''.(۲)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالی اس حدیث (عليهن جهاد لا قتال فيه) کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں، آپ ﷺ کا یہ خبر دینا کہ عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۲۵۷.

(۲) مسند امام احمد، حدیث نمبر ۲۵۳۲۲. سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: ۲۹۰۱، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر: ۳۰۷۴، حدیث کی سند سنن ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے.

ہے،اس بات کی دلیل ہے عمرہ بھی حج کی طرح فرض ہے کیونکہ لفظ (علیهن) سے بظاہر وجوب کا ثبوت ہوتا ہے، اس لئے کہ عربی زبان میں یہ جائز نہیں ہے کہ لفظ (علی المرء) کسی سنت اور غیر واجب امر کے لئے استعمال کیا جائے.

۲-عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جبریل علیہ السلام میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، ماہ رمضان کا روزہ رکھو اور حج اور عمرہ کرو، جنابت سے غسل کرو، کامل وضو کرو اور رمضان کے روزہ رکھو!(۱).

۳-ابورزین العقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور سوال: اے اللہ کے رسول! میرے باپ انتہائی بوڑھے ہو چکے ہیں حج وعمرہ اور سواری کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، تو آپ نے کہا'' کہ تم ان کی طرف سے حج اور عمرہ کرو!''(۲)

....

(۱) صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۳۰۶۵، اس کی سند صحیح ہے اور تمام رجال ثقہ ہیں، دارقطنی ۲۸۲/۲. امام دارقطنی حدیث کی روایت کے بعد لکھتے ہیں، اس کی سند ثابت اور صحیح ہے.

(۲) سنن ترمذی حدیث نمبر ۹۳۰. امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ھ. سند مسلم کی شرط پر ہے

شروط حج وعمرہ

حج وعمرہ، ہر، عاقل، بالغ، آزاد صاحب استطاعت (جسمانی ومالی) مسلمان مرد عورت پر فرض ہے، نیز عورت کے لئے مزید ایک چھٹی شرط بھی ہے، وہ ہے محرم کا ہونا ہے جو اس کے ساتھ سفر کرے.

چنانچہ کافر جب تک مسلمان نہ ہوجائے، اس سے حج وعمرہ کے لئے نہیں کہا جائے گا، اگر کافر حج وعمرہ کرلے بھی تو اس کا حج وعمرہ صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ کافر سے پہلا مطالبہ اصول یعنی ایمان کا ہے، اور صحیح قول کے مطابق جہاں کفار سے فروع شریعت کا مطالبہ کیا گیا ہے وہاں فروع اصول کے تابع ہیں (یعنی اصول کے بعد فروع کا مطالبہ کیا گیا ہے) ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ،الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴾(۱) ''اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے جو زکاۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی منکر رہتے ہیں''.

نیز اللہ رب العالمین کا کافروں کے بارے میں فرمان ہے کہ جب ان سے کہا جائے گا کہ جہنم میں تمہارے داخلہ کا سبب کیا ہے، تو وہ کہیں گے ﴿قَالُوا لَمْ

(۱) سورۃ فصلت: ۶/۷.

نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (43)وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ (44)وَکُنَّا نَخُوضُ مَعَالْخَائِضِیْنَ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ (46)حَتَّی أَتَانَا الْیَقِیْنُ (47)﴾(۱)وہ جواب دیں گے ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے، اور ہم بحث والے (انکاریوں) کا ساتھ دے کر، بحث میں مشغول رہا کرتے تھے، اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی، نیز ارشاد باری تعالی ہے﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّی ،وَلَکِن کَذَّبَ وَتَوَلَّی﴾(۲)''اس نے نہ تصدیق کی نہ نماز ادا کی، بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی''

کفار سے فروع شریعت کے مطالبہ کا فائدہ یہ ہے کہ کفار کا اصول کے ساتھ ساتھ فروع کے ترک پر بھی مواخذہ کیا جائے گا، یہی وجہ ہے جہنم میں کافروں کے درجات مختلف ہوں گے جس طرح جنت میں مسلمانوں کے درجات مختلف ہوں گے، اور درجات کے اس فرق کا سبب کفر کی شدت میں فرق مراتب ہے، جیسے منافقین، مجوس، اور اہل کتاب کے کفر میں فرق ہے، اور اللہ کے راستے سے روکنے اور اس پر اذیت دینے میں فرق ہے. ارشاد باری تعالی ہے﴿الَّذِیْنَ کَفَرُواْ وَصَدُّواْ عَن سَبِیْلِ اللّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَاباً فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا کَانُواْ یُفْسِدُون﴾(۳)

---

(۱)سورۃ المدثر:۴۳، ۴۷.

(۲)سورۃ القیامۃ:۳۱/۳۲.

(۳)سورۃ النحل:۸۸

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انہیں عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے یہ بدلہ ہوگا ان کی فتنہ پردازیوں کا.

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ رب العالمین کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو کفر کی وجہ سے ایک عذاب ہوگا نیز مزید ایک عذاب انہیں لوگوں کو راہ حق سے روکنے کیوجہ سے ہوگا، ارشاد باری تعالی ہے. ﴿إِنَّ الَّـذِيـنَ كَـفَرُوا۟ بَـعْـدَ إِيـمَـانِهِـمْ ثُـمَّ ازْدَادُوا۟ كُـفْـراً لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الـضَّـآلُّون﴾(۱) بے شک جو لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کریں، پھر کفر میں بڑھ جائیں، ان کی توبہ ہرگز ہرگز قبول نہ کی جائے گی، یہی گمراہ لوگ ہیں، نیز رشاد باری تعالی ہے ﴿إِنَّ الَّـذِيْنَ كَفَرُوا۟ وَظَلَمُوا۟ لَمْ يَكُنِ اللّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلاَ لِيَهْـدِيَهُـمْ طَـرِيْقاً (168)إِلاَّ طَـرِيْـقَ جَهَـنَّـمَ خَـالِـدِيْنَ فِيْهَا أَبَــداً﴾(۲) جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، انہیں اللہ تعالی ہرگز ہرگز نہ بخشے گا، اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے گا، سوائے جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش پڑے رہیں گے.

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۹۰

(۲) سورۃ النساء: ۱۶۸/۱۶۹.

پاگل: پاگل سے حج وعمرہ کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، اور اگر وہ حج وعمرہ کر بھی لیں تو عقل نہ ہونے کیوجہ سے ان کا حج وعمرہ صحیح نہیں ہوگا، علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تین لوگ مکلّف نہیں ہیں: سونے والا جب تک بیدار نہ ہوجائے، بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہوجائے، اور پاگل جب تک کہ اسے عقل نہ آجائے''.(۱) اسی مضمون کی حدیث عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی بسند صحیح مروی ہے.

غلام اور بچہ: غلام اور بچہ پر حج وعمرہ واجب نہیں ہے، لیکن اگر وہ کرلیں تو ان کا حج بطور نفل صحیح ہوگا، جس کا اجر انہیں حج وعمرہ کروانے والے کو ملے گا، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے بچے کو اٹھا کر اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا، کیا اس کے لئے حج ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور تمہیں اس کا اجر ملے گا''.(۲)

نیز صحیح بخاری (۳) میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حج کروایا گیا اس وقت میری عمر سات سال کی تھی.

البتہ یہ حج حج اسلام نہ ہوگا، بلکہ بلوغت وآزادی کے بعد انہیں دوبارہ حج کرنا ہوگا.

....

(۱) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۴۴۰۳. بسند صحیح علی شرط الشیخین

(۲) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۲۵۴. (۳) صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۸۵۸.

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھ سے یہ حدیث یاد کرلواور یہ نہ کہنا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا ہے(یعنی یہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے) اگر کسی غلام نے اپنے مالک کے ساتھ حج کیا، پھر اسے آزادی مل گئی تو اسے دوبارہ حج کرنا ضروری ہے،اسی طرح اگر کسی بچے کواس کے گھر والوں نے حج کرایا پھر وہ بالغ ہوگیا تو دوبارہ اسے فریضہ حج ادا کرنا ہوگا(۱)

صاحب استطاعت: استطاعت سے مراد یہاں مالی اور بدنی دونوں استطاعت ہے،جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾(۲) بنابریں جوکوئی بڑھاپے یاایسی بیماری کیوجہ سے جس سے شفایاب ہونے کی امید نہیں ہے جسمانی طاقت نہیں رکھتا ہے یا جسمانی طاقت تو ہے لیکن حج وعمرہ کرنے کی مالی طاقت نہیں ہے تو دونوں صورتوں میں اس پر حج وعمرہ واجب نہیں ہیں،البتہ اگر مالی طاقت ہے لیکن بدنی طاقت نہیں ہے،تو ایسی صورت میں اس پر واجب ہوگا، کہ وہ کسی کو مال دے کر اپنی

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر ۱۴۸۷۵،اوراس کی سند صحیح ہے،امام ابن ابی شیبۃ امام بخاری وامام مسلم دونوں کے استاذ ہیں اوراس حدیث کی سندان دونوں کی شرط پر ہے، نیز اس روایت کو بیہقی (۳۲۵/۴) نے مرفوع روایت کیا ہے،،ابن ابی شیبۃ کی روایت میں عبداللہ بن عباس کا یہ کہنا کہ: یہ نہ کہنا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا ہے،اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہے.

(۲) سورۃ آل عمران:۹۷.

طرف سے حج وعمرہ کروائے ،اور دوسرے کے لئے بھی مشروع ہے کہ اس کی طرف سے حج وعمرہ کرے..جیسا کہ ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے باپ حج وعمرہ ادا کرنے اور سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں،تو آپ نے فرمایا:تم اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو.(۱)

نیز فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا : اے اللہ کے رسول ﷺ! بندوں پر اللہ تعالی کی فریضہ حج نے میرے باپ کو بھی پالیا ہے جبکہ وہ اس قدر بوڑھے ہیں کہ سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے ہیں .تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں.(۲)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج بدل میں عورت مرد کی نیابت کرسکتی ہے،اور مالی استطاعت کے باوجود اگر کوئی حج کرنے سے پہلے مرجائے تو اس کے ترکہ سے اتنا مال نکال لیا جائے جس سے اس کی طرف سے حج کیا جاسکے اسی طرح کوئی دوسرا بھی اس کی طرف سے حج کرسکتا ہے.

---

(۱) سنن ترمذی حدیث نمبر ۹۳۰.امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ھ.سند مسلم کی شرط پر ہے

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۸۵۴،وصحیح مسلم حدیث نمبر:۳۲۵۲.

جیسا کہ بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک ایسی عورت جس کی والدہ کا انتقال ہوگیا تھا اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری والدہ نے کبھی حج نہیں کیا ہے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: اس کی طرف سے حج کرلو.(۱)

محرم کا ہونا: عورت مالی اور جسمانی قدرت رکھنے کے باوجود اس وقت تک صاحب استطاعت نہ تسلیم کی جائے گی جب تک اس کے ساتھ سفر حج کرنے کے لئے محرم نہ ہو. جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، اور نہ ہی محرم کی موجودگی کے بغیر کوئی مرد اس کے پاس آئے. [یہ سنا] تو ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں فلاں فلاں غزوہ میں شرکت کرنا چاہتا ہوں، اور میری بیوی حج کرنا چاہتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو!(۲)

چنانچہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے صحابی کو جہاد ملتوی کر کے بیوی کی صحبت میں حج کرنے کا حکم دیا ہے، [جو محرم کی اہمیت کی دلیل ہے.]

البتہ اگر عورت بغیر محرم کے حج کرتی ہے تو اس کا حج صحیح ہے، لیکن تنہا سفر کرنے

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۶۹۷)

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۸۶۲، وصحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۲۷۲.

کیوجہ سے گنہگار رہوگی، کیونکہ محرم کا ہونا فرض ہونے کے لئے شرط ہے نہ کہ حج کی صحت کے لئے.

مکہ کی رہنے والی عورت کیلیئے قابل اعتماد جماعت کے بغیر محرم کے حج کرنا جائز ہے، کیونکہ مکہ مکرمہ سے حج کرنے میں سفر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی بنا بریں محرم کی بھی شرط نہیں ہے.

عورت کے محرم سے مراد اس کا شوہر اور وہ مرد ہیں جن سے اس عورت کی شادی کرنی ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہے، خواہ ان کا تعلق نسب سے ہو یا کسی مباح سبب سے ہو، نسب سے محرم جیسے عورت کا باپ، بیٹا، بھائی، چچا ماموں وغیرہ، اور سببی محرم یا تو رضاعی ہوگا جیسے رضاعی (دودھ کی وجہ سے) باپ، بیٹا، بھائی، چچا، ماموں، یا سسرالی جیسے سسر، شوہر کا لڑکا (جو دوسری عورت کے بطن سے ہے) ماں کا شوہر بشرط کہ ماں کی اس کے ساتھ رخصتی ہوچکی ہو اور داماد.

مباح سبب کی قید سے لعان کرنے والا مرد خارج ہوگیا کیونکہ جس عورت سے لعان کیا ہے وہ عورت بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کے لئے حرام ہے حالانکہ وہ اس کا محرم نہیں بن سکتا ہے.(۱)

---

(۱) لعان کی صورت یہ ہے: شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے لیکن اس کے اثبات میں گواہ پیش کر سکے اور نہ ہی اپنی تہمت سے رجوع کرے، اور نہ ہی بیوی اس کی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسی طرح وہ لوگ بھی عورت کا محرم نہیں بن سکتے ہیں، جن پر وہ عورت وقتی طور پر حرام ہو، جیسے سالی، بیوی کی پھوپھی، بیوی کی خالہ، بیوی کی بھانجی اور بھتیجی، وغیرہ (۱) کیونکہ عورت کا محرم بننے کے لئے شرط ہے کہ وہ عورت اس مرد پر ہمیش ہمیشہ کے لئے حرام ہو.

....

(اگلے صفحہ بقیہ) تہمت کا اقرار کرے، تو ایسی صورت میں دونوں کو حاکم وقت یا اس کے نائب کے سامنے پیش کیا جائے گا جہاں شوہر چار مرتبہ اپنے سچ ہونے پر اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے گا اور پانچویں بار کہے گا اللہ کی اس پر لعنت ہو اگر وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے، پھر عورت اس کے جواب میں چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے گی کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے گی کہ اگر وہ سچا ہے تو اس پر اللہ کا غضب ہو، لعان کے بعد عورت تو حد زنا سے بچ جائے گی لیکن اس شوہر پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہو جائے گی. مترجم).

(۱) کیونکہ یہ عورتیں اسی وقت تک اس شخص پر حرام ہیں جب تک کی اس کی بیوی اس کے عقد میں ہے، اور اگر طلاق یا وفات کی وجہ سے بیوی سے جدائی ہو جائے تو مدت عدت کے بعد ان عورتوں میں سے کسی سے بھی وہ شادی کر سکتا ہے. مترجم).

أرکان حج وعمرہ

أرکان حج وعمرہ سے مراد، حج وعمرہ کے وہ اعمال ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے، اوران کے بدلےکوئی دوسرا عمل ان کی طرف سے کفایت نہ کرے گا.

عمرہ کے تین ارکان ہیں: (۱)احرام (۲) طواف، (۳) سعی، نیز یہ ارکان حج بھی ہیں، البتہ اس میں ایک چوتھا رکن بھی ہے وقوف عرفہ.

۱-احرام: حج میں داخل ہونے کی نیت کو احرام کہتے ہیں، چنانچہ بلا نیت قلب کے احرام صحیح نہیں ہوگا، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر انسان کو اسی چیز کا اجر ملےگا جس کی اس نے نیت کی ہے)(۱).

امام ابن منذر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں: اس بات پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے حج کا تلبیہ پکارنا چاہا، لیکن تلبیہ پکارتے ہوئے غلطی سے عمرہ کا تلبیہ پکار دیا یا کسی نے عمرہ کا تلبیہ پڑھنا چاہا لیکن تلبیہ پکارتے ہوئے غلطی سے حج کا تلبیہ پکار دیا، تو اس پر اسی نسک کا پورا کرنا لازم ہے جس کا اس کے دل میں ارادہ تھا نہ کہ جو اس کی زبان سے ادا ہوا(۲)

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱، وصحیح مسلم حدیث نمبر:۴۹۲۷). بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

(۱)الاجماع، ص۵۵.

۲-طواف: حج کے رکن طواف سے مراد طواف افاضہ ہے جو عرفہ اور مزدلفہ سے واپس آنے کے بعد کیا جاتا ہے، اس کی دلیل اللہ رب العالمین کا یہ ارشاد ہے ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (۱) اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں.

نیز ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ حج کیا، قربانی کے دن جب ہم نے طواف افاضہ کرلیا، تو صفیہ (رضی اللہ عنہا) حائضہ ہوگئیں اسی اثناء میں آپ ﷺ نے ان سے ہم بستری کرنے کا ارادہ فرمایا: تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول وہ تو حائضہ ہیں، تو آپ ﷺ نے (حیرانگی سے) کہا کیا یہ ہمیں روکنے والی ہیں؟ تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول وہ یوم النحر کو طواف افاضہ کرچکی ہیں، آپ ﷺ نے کہا تب کوئی بات نہیں ہے تم نکلو (یعنی مدینہ کا سفر کرو) (۲)

آپ ﷺ کا یہ فرمانا: (کیا یہ ہمیں روکنے والی ہیں؟) کا معنی یہ ہے کہ ان کے حیض کی وجہ سے اب ہمیں مکہ میں اس وقت تک رکنا پڑے گا جب تک یہ پاک ہوکر طواف افاضہ نہ کرلیں.

(۱) سورۃ الحج: ۲۹.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۷۳۳، وصحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۲۲۳).

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طواف افاضہ حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوگا میرے علم کی حد تک اس کی رکنیت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے .اس لئے کہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (١) ''اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں''.

ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طواف افاضہ حج کے فرائض میں سے ہے، اس بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے. (٢)

عمرہ کا رکن پہلا وہ طواف ہے جو عمرہ کرنے والا مکہ میں داخل ہونے کے بعد کرتا ہے، امام ابن رشد فرماتے ہیں : باتفاق علماء عمرہ کرنے والے پر صرف طواف قدوم واجب ہے جسے طواف عمرہ کہتے ہیں. (٣)

ابن قدامہ رحمہ اللہ طواف افاضہ کی رکنیت کی دلیل بیان کرنے کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں: چونکہ حج دونسکوں (حج وعمرہ) میں سے ایک ہے، سو طواف عمرہ کی طرح حج کا بھی رکن ہے. (٤)

....

(١) سورۃ الحج: ٢٩.

(٢) المغنی ٥/٣١١.

(٣) بدایۃ المجتہد ٥/٣٤٤.

(٤) المغنی لابن قدامۃ ٥/٣١٢.

عمرہ کے لغوی معنی زیارت کرنے کے ہیں،اور اصطلاح شریعت میں عمرہ بیت اللہ شریف کا طواف،اور صفاو مروہ کی سعی (حلق یا تقصیر کے ساتھ) کا نام ہے.

نیز آپ ﷺ نے جب عمرہ قضا اور عمرہ جعرانہ ادا فرمایا تو دونوں میں آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا تھا.

بخاری ومسلم میں عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا،جس نے عمرہ میں بیت اللہ شریف کا طواف تو کرلیا ہے لیکن صفا ومروہ کی سعی نہیں کیا،کیا وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرسکتا ہے،؟ تو آپ نے فرمایا: رسول پاک ﷺ نے جب عمرہ کیا تھا تو آپ نے بیت اللہ شریف کا سات چکر طواف کیا،اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی،صفا ومروہ کے درمیان سات چکر سعی کی،اور تمہارے لئے رسول پاک ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے.(۱).

عمرہ میں سعی طواف کے بعد ہے جیسا کہ عمرہ قضاو جعرانہ اور حدیث ابن عمر میں آپ ﷺ کے فعل سے ثابت ہے،البتہ حج میں اگر حاجی حج تمتع کرتا ہے،تو سعی طواف افاضہ کے بعد کرے گا،اور اگر حج قران یا حج افراد کرتا ہے،تو طواف قدوم یا طواف افاضہ کے بعد کرے گا،چنانچہ اگر طواف قدوم کے بعد نہیں کیا ہے تو طواف

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۷۹۳،وصحیح مسلم حدیث نمبر:۲۹۹۹.

افاضہ کے بعد سعی کرنا واجب ہوگا.

ارشاد باری تعالی ہے﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾(۱) بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، اس لئے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والوں پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں.

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو سعی کرو کیونکہ تمہارے اوپر سعی کرنا فرض کیا گیا ہے.(۲)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالی بندے کے حج وعمرہ کو پورا نہیں کرتا جب تک وہ صفا ومروہ کی سعی نہ کر لے(۳)

....

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۵۸.

(۲) سنن الدارقطنی ۲/۲۵۵، اور دارقطنی کے طریق سے بیہقی ۵/۹۷ نے روایت کیا ہے، دارقطنی کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے معروف بن مشکان کے ان کے بارے میں حافظ ابن حجر نے تقریب میں (صدوق) لکھا ہے بایں طور یہ سند حسن ہوئی، امام نووی نے مجموع (۸/۸۲) میں اس حدیث کو حسن کہا ہے اور امام مزی اور ابن عبدالھادی نے صحیح کہا ہے دیکھئے شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتاب ارواء الغلیل (۱۰۷۲) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس سند کے علاوہ حدیث کی دوسری سندیں بھی ذکر کی ہیں)

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۷۹۰، وصحیح مسلم حدیث نمبر:۳۰۸۰.

ابن جریر رحمہ اللہ نے سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر کو ان لفظوں میں ذکر کیا ہے: باقسم اس نے حج نہیں کیا جس نے صفا ومروہ کی سعی نہیں کی، کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّهِ ﴾[بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں] اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر ہے.

ان تینوں ارکان (احرام، طواف، سعی) میں سوائے سعی کے بقیہ دونوں رکن تمام علماء کے درمیان متفق علیہ ہیں، جمہور کے نزدیک سعی بھی رکن ہے.

حج میں چوتھا رکن میدان عرفات میں وقوف ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ﴾ (البقرة:١٩٨) جب تم عرفات سے لوٹو.

اس لئے کہ عرفات سے لوٹنا وقوف عرفہ کے بعد ہی ہوتا ہے، یہی وہ رکن ہے جس کے فوت ہوجانے سے پورا حج فوت ہوجاتا ہے، جیسا کہ عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: اللہ کے رسول ﷺ میدان عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھے میں آپ کے ساتھ موجود تھا کہ کچھ لوگ علاقہ نجد سے آپ کے پاس آئے، اورعرض کیا: اے اللہ کے رسول حج کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: حج میدان عرفات میں وقوف ہے، جو مزدلفہ کی رات فجر کی نماز سے پہلے میدان عرفات

---

(١) سورة البقرة:١٩٨.

میں پہونچ جائے تو اس کا حج پورا ہو گیا.(۱)

علامہ ابن منذر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں کہ: اہل علم کا اتفاق ہے کہ میدان عرفات میں وقوف فرض ہے،اس شخص کا حج نہیں ہوگا جس نے میدان عرفات میں وقوف نہیں کیا.(۲).

واجبات حج وعمرہ

واجبات حج وعمرہ سے مراد وہ اعمال ہیں جنکی ادائیگی ضروری ہے،اور اگر کسی وجہ سے ترک ہوجائیں تو ان کی تلافی دم سے ہوجاتی ہے.دم کے گوشت کو دم دینے والے کے لئے کھانا جائز نہیں ہے، بلکہ پورے گوشت کو فقراء حرم میں تقسیم کر دینا چاہیئے، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو اپنے نسک (حج وعمرہ) کا کوئی عمل بھول جائے یا چھوڑ دے تو اسے چاہیئے کہ دم دے.(۳)

واجبات عمرہ دو اور واجبات حج سات ہیں:

---

(۱)اسے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور الفاظ ابن ماجہ[۳۰۱۵] کے ہیں اس کی سند بخاری ومسلم کے شرط پر صحیح ہے،البتہ ایک راوی بکیر بن عطاء بخاری ومسلم کے راوی نہیں ہیں لیکن وہ بھی ثقہ ہیں)

(۲)الاجماع:ص،۶۴.

(۳)مؤطا امام مالک(۴۱۹/۱) بسند صحیح.

۱-میقات سے احرام باندھنا: اس لئے کہ آپ ﷺ نے میقات (احرام باندھنے کی جگہوں) کومقرر کیا اور فرمایا: یہ میقات ان جگہوں میں مقیم لوگوں کے لئے بھی ہے اوران لوگوں کے لئے بھی جو حج اور عمرہ کے ارادے سے ان اطراف سے آئیں.اور جوان مقامات کے بعد ہوں وہ جہاں سے نیت کریں وہیں احرام باندھیں حتی کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندھ لیں.(۱)

بنابریں حج وعمرہ کی نیت سے جس کا بھی ان مواقیت سے گزر ہو خواہ وہ ان مواقیت کا رہنے والا ہو یا کسی اور جگہ کا اس پر یہاں سے احرام باندھنا واجب ہے.

۲رحلق یاتقصیر: حج یا عمرہ سے حلال ہوتے وقت [پورے] سر کے بال کا منڈوانا یا [پورے] سر کے بال کٹوانا.اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاء اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُؤُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ﴾(۲)یقیناً اللہ تعالی نے اپنے رسول کو خواب سچا دکھایا کہ ان شاءاللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے،سر منڈواتیہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے (چین کے

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۸۴۵،وصحیح مسلم حدیث نمبر:۲۸۰۴.بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

(۲) سورۃ الفتح:۲۷.

ساتھ) نڈر ہوکر.

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿ وَلاَ تَحْلِقُواْ رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّه ﴾(۱) اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہونچ جائے.

نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما! صحابہ نے عرض کیا، اور بال ترشوانے والوں کے لئے بھی، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما، صحابہ نے دوبارہ عرض کیا، اور بال ترشوانے والوں کے لئے بھی اے اللہ کے رسول، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما! صحابہ نے سہ بارہ عرض کیا، اور بال ترشوانے والوں کے لئے بھی اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بال ترشوانے والوں کی بھی مغفرت فرما.(۲)

میقات سے احرام باندھنا، اور حلق یا تقصیر یہ حج اور عمرہ دونوں میں واجب ہے.

۳رغروب آفتاب تک میدان عرفات میں وقوف کرنا: جو حجاج دن سے میدان عرفات میں وقوف کرنا شروع کریں، ان کے لئے غروب آفتاب تک

(۱) سورۃ البقرۃ: ۱۹۶.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۷۲۸، وصحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۱۴۸. بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

وہاں ٹھہرنا واجب ہے ،جیسا کہ نبی ﷺ کے حج کے بیان سے متعلق حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آپ ﷺ قبلہ رخ ہوکر (سورج کے ڈھلنے کے بعد سے لے کر) سورج ڈوبنے تک میدان عرفات میں ٹھہرے رہے اور تھوڑی سی زردی جاتی رہی ،اور سورج کی ٹکیہ مکمل غائب ہوگئی (۱)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے اپنے حج کے اعمال سیکھ لو مجھے نہیں معلوم ہے شاید میں اس حج کے بعد دوبارہ حج نہ کروں.(۲)

۴--مزدلفہ میں رات گزارنی: دلیل اللہ رب العالمین کا یہ قول ہے ﴿فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾(۳) جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو.

مشعر حرام سے مراد مزدلفہ ہے.

اور اس لئے بھی کہ آپ ﷺ نے صبح ہونے تک رات وہیں گذاری تھی اور کمزور لوگوں ،بچوں اور عورتوں کو صبح سے پہلے رات کے آخری پہر میں منی

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۵۰.

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۱۳۷. بروایت جابر رضی اللہ عنہ

(۳) سورۃ البقرۃ:۱۹۸.

جانے کی رخصت مرحمت فرما دی تھی.(۱) اسی طرح یہ حدیث بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے.(۲)

واضح رہے کہ ان لوگوں کو مزدلفہ میں شب باشی سے رخصت دینا وجوب کی دلیل ہے کیونکہ اگر واجب نہ ہوتا تو اس سے رخصت دینے کی حاجت نہ تھی.

۵-جمرات کی رمی: دسویں تاریخ کو زوال سے پہلے اور اس کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کرنا اور ایام تشریق میں زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے ،جیسا کہ. جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے قربانی کے دن تو جمرہ عقبہ کی چاشت کے وقت رمی کی البتہ اس کے بعد[ایام تشریق میں] زوال کے بعد کیا(۳)

اسی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے قربانی کے دن (اس دن کے اعمال کے آگے پیچھے کرنے کے بارے میں)پوچھا جاتا تو آپ جواب دیتے کرو کوئی حرج نہیں ہے. چنانچہ ایک

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۶۷۶،وصحیح مسلم حدیث نمبر:۳۱۳۰.بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۶۷۷،وصحیح مسلم حدیث نمبر:۳۱۲۶.

(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر:۳۱۴۱.

آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نے ذبح سے پہلے حلق کر دیا؟ تو آپ نے فرمایا: ذبح کرو کوئی حرج نہیں ہے، مزید سوال کیا: اے اللہ کے رسول میں نے شام ہونے کے بعد رمی کی ہے تو آپ نے جواب دیا کوئی حرج نہیں ہے (۱).

اسی طرح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ (ایام تشریق میں) ہم انتظار کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا تو ہم رمی کرتے. (۲).

نیز عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منی سے باہر رات گزارنے کی اجازت دے دی، اس طرح وہ قربانی کے دن کنکری ماریں، اور اس کے بعد جو دو دن ہیں انہیں ایک ساتھ اکٹھا کر کے دونوں دنوں میں سے کسی ایک دن میں ماریں (۳)

آپ ﷺ کا چرواہوں پر سے کنکریوں کا مارنا ساقط کرنے کے بجائے انہیں دو دنوں کی کنکریوں کو اکٹھا کرنے کی اجازت دینا، کنکری مارنے کے واجب ہونے کی دلیل ہے.

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۷۳۵.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۷۴۶.

(۳) سنن نسائی حدیث ۳۰۶۹، اور دیگر محدثین نے صحیح سند سے روایت کیا ہے.

٦/ایام تشریق کی راتوں کو منی میں گزارنا: تاخیر کرنے والے کے لئے ایام تشریق کی تین راتیں اور جلدی کرنے والے کے لئے دو راتیں.

دلیل، اللہ رب العالمین کا یہ ارشاد ہے ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى﴾(١). اور اللہ تعالی کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں، اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں یہ پرہیز گار کے لئے ہے.

اور اس لئے بھی کہ ایام تشریق کی تینوں راتوں کو آپ ﷺ نے منی میں گزار کر تیسرے دن زوال کے بعد کنکری مار کر وہاں سے واپس ہوئے تھے.

اور اس لئے بھی کہ آپ ﷺ نے پانی پلانے والوں کو اور چرواہوں کو منی سے باہر رات گزارنے کی رخصت دی. جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایام تشریق کی راتوں کو حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے مکہ مکرمہ میں گزارنے کے لئے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ انہیں اجازت دی)(٢)

....

(١)سورۃ البقرۃ:٢٠٣.

(٢)صحیح بخاری حدیث نمبر:١٦٣٤، وصحیح مسلم حدیث نمبر:٣١٧٧).

نیز عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث.

چرواہوں اور پانی پلانے والوں کو منی سے باہر رات گزارنے کی اجازت دینا، اسکے واجب ہونے کی دلیل ہے.

چرواہے اور پانی پلانے والوں کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے ان لوگوں کے لئے بھی منی سے باہر رات گزارنے کی اجازت ہے، جنہیں منی سے باہر رہنے کی ضرورت ہو، جیسے سیکورٹی اور طبی عملہ اور ان جیسے دوسرے لوگ اگر انہیں عملی ضروریات کے پیش نظر منی سے باہر رہنا پڑتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے.

۷۔ طواف وداع: اس لئے کہ مکہ سے روانہ ہوتے وقت نبی ﷺ نے طواف وداع کیا ہے نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ: لوگوں کو حکم دیا گیا سب سے آخر میں ان کا عمل بیت اللہ کا طواف ہو، مگر حائضہ عورت کے لئے تخفیف کی گئی ہے(۱)

حائضہ عورتوں کو ترک طواف کی رخصت عطا کرنا، اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے. اس سلسلہ میں نفاس والی عورت بھی حائضہ عورتوں کی طرح ہیں.

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ ہر جہت سے واپس

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۷۵۵، وصحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۲۲۰).

ہور ہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی اس وقت تک واپس نہ جائے جب تک کہ اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف نہ ہو(۱)

نیز ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب صفیہ رضی اللہ عنہا (طواف افاضہ کے بعد) حائضہ ہوگئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہمیں یہ روکنے والی ہیں تو آپ سے کہا گیا کہ وہ طواف افاضہ کرچکی ہیں تو آپ نے فرمایا: تو نکلو!(۲) یہ حدیث ارکان حج وعمرہ کے بیان میں گزر چکی ہے.

حج وعمرہ میں مستحب امور

مستحب کو مندوب بھی کہتے ہیں، حج وعمرہ کرنے والے کو انہیں کرنا چاہئے تا کہ انہیں اجر وثواب حاصل ہو، ان اعمال کے ترک کرنے پر نہ تو دم لازم آتا ہے اور نہ ہی گناہ ہوتا ہے. البتہ اگر کوئی انہیں بطور اعراض اور روگردانی کے ترک کرے تو اسے گناہ ہوگا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (من رغب عن سنتي فليس مني) جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے (۳). اس حدیث میں سنت سے مراد وہ تمام اعمال شریعت ہیں جن کا کتاب وسنت

....

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۲۱۹.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۷۳۳، وصحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۲۲۳).

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۰۶۳، وصحیح مسلم حدیث نمبر: ۱۴۰۱.

سے ثبوت ہے، خواہ وہ فرض ہوں یا واجب ہوں یا سنت (بنا بریں اگر کوئی وہ سنت بھی جو فرض وواجب کے ماسوا ہے بطور اعراض ترک کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا)

حج اور عمرہ میں مستحب امور بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱/رمل: (رمل سے مراد دونوں کندھوں کو جنبش دیتے ہوئے تیز چلنا ہے) یہ صرف حج وعمرہ کے طواف قدوم میں مشروع ہے.

۲/اضطباع: اضطباع سے مراد دوران طواف چادر اس طرح اوڑھے کہ دایاں کندھا کھلا رہے اور بایاں کندھا ڈھک جائے.

یہ بھی صرف حج وعمرہ کے طواف قدوم میں مشروع ہے. اور بقیہ کسی طواف میں اس کا کرنا مشروع نہیں ہے.

۳/حجر اسود کا بوسہ دینا یا اس کا چھونا یا اس کی طرف اشارہ کرنا.

۴/حجر اسود کا بوسہ دینے یا اس کے چھونے یا اس کی طرف اشارہ کرتے وقت (اللہ اکبر) کہنا.

۵-رکن یمانی کا چھونا.

۶-سنت طواف: طواف خواہ وہ فرض ہو یا سنت اس کے بعد دو رکعت سنت طواف ادا کرنا سنت ہے.

۷/آب زمزم کا پینا

۸/صفا ومروہ کے اوپر چڑھنا (۹)، اور قبلہ رخ ہو کر وہاں دعا کرنا.

۱۰/صفا ومروہ کی سعی کرتے ہوئے دونوں سبز لائٹوں کے درمیان تیز چلنا.

۱۱/یوم ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) اور یوم عرفہ کی رات کو منی میں بسر کرنا

۱۲/ایام تشریق میں پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا. وغیرہ.

۱۳/رمی جمار کرتے وقت تکبیر کہنا وغیرہ.

حج وعمرہ کے لئے میقات زمانی ومکانی

میقات مکانی: میقات مکانی سے مراد وہ مقامات ہیں جہاں سے حج وعمرہ کی نیت سے گزرنے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے، ان مقامات کا بیان حدیثوں میں آپ ﷺ سے وارد ہے چنانچہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لئے جحفہ، اہل نجد کے لئے قرن المنازل، اہل یمن کے لئے یلملم بطور میقات مقرر فرمائے، [نیز آپ ﷺ نے فرمایا:] یہ میقات ان جگہوں میں مقیم لوگوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی جو حج اور عمرہ کے ارادے سے ان اطراف

سے آئیں.اور جو ان مقامات کے اندر رہوں وہ جہاں سے نیت کریں وہیں سے احرام باندھیں حتی کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندہ لیں.(۱).

اس حدیث میں اہل مکہ کے لئے جو مکہ سے احرام باندھنا ان کے حج کے احرام پر محمول ہے کہ وہ حج کا احرام اپنے گھر سے باندھیں، البتہ انہیں عمرہ کا احرام حدود حرم سے باہر باندھنا ہوگا، اس لئے کہ آپ ﷺ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم جانے کا حکم دیا کہ وہاں سے احرام باندھیں،.ان دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل مکہ اور ان میں رہائشی حاجی اور معتمر اپنے حج وعمرہ میں حل اور حرم دونوں شامل کرلیں گے.

ان مذکورہ چاروں مقامات کا ذکر بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں بھی ہے(۲)

مذکورہ چاروں میقات کے علاوہ ایک پانچویں میقات ذات عرق ہے جو اہل عراق کے لئے ہے، اس کا ذکر ان چاروں میقات کے ساتھ ساتھ ام المومنین

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۵۲۴، وصحیح مسلم حدیث نمبر:۲۸۰۳.
(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۷۶۲، وصحیح مسلم حدیث نمبر:۲۹۱۰.بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا
(۲) دیکھئے صحیح بخاری حدیث نمبر:۱۳۳، وصحیح مسلم حدیث نمبر۲۸۰۵.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے(۱).

نیز اس پانچویں میقات کا ذکر سنن ابوداؤد (۲) میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں تنہا بھی آیا ہوا ہے: (اللہ کے رسول ﷺ نے اہل عراق کے لئے ذات عرق کو میقات متعین کیا) اور اس حدیث کے بھی تمام راوی امام ابوداؤد کے استاذ کو چھوڑ کر وہی ہیں جو سنن نسائی والی حدیث کے ہیں.

رہی صحیح بخاری (۳) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث جس میں ہے کہ جب یہ دونوں شہر (کوفہ وبصرہ) فتح ہوگئے، تو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے امیر المؤمنین اللہ کے رسول ﷺ نے اہل نجد کے لئے قرن منازل میقات متعین کیا ہے جو ہمارے راستہ سے ہٹ کے ہے، اگر ہم قرن منازل جاتے ہیں تو یہ ہمارے لئے مشکل ہے، تو آپ نے کہا دیکھو تمہارے راستے میں قرن منازل کے مقابل کون سی جگہ ہے، چنانچہ اہل عراق کے لئے ذات عرق کو آپ نے میقات متعین کیا.

....

(۱) دیکھئے سنن نسائی (حدیث نمبر ۲۶۵۶) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں.

(۲) حدیث نمبر ۱۷۳۹.

(۳) حدیث نمبر ۱۵۳۱.

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں مرفوع حدیث کا علم نہیں تھا، چنانچہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے اسے میقات متعین کیا جو آپ ﷺ کی تعیین کے موافق نکلا، اس طرح یہ عمل بھی عمر رضی اللہ عنہ کی موافقات حق میں شمار کیا جاتا ہے.

اور جو لوگ ان مقررہ میقات میں سے کسی سے بھی نہیں گزرتے ہیں انہیں چاہئے جس میقات کے برابر سے وہ گزریں وہیں سے احرام باندھ لیں خواہ ان کا سفر زمینی ہو یا فضائی یا سمندری .

اگر کوئی حدود میقات سے پہلے احرام باندھ لے تو اس کا احرام صحیح ہے، لیکن بہتر کے خلاف ہے. علامہ ابن منذر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں: تمام علماء کا اتفاق ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنے والے کا احرام صحیح ہے(۱)

اور جو شخص ان میقات یا ان کے محاذات سے گزر رہا ہے، اور اس کی نیت حج وعمرہ کی نہیں ہے، تو اس پر احرام یہاں سے باندھنا ضروری نہیں ہے، جیسا کہ سابقہ حدیث کا مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جو حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو.

....

(۱) الاجماع: ص۵۴.

اور جو میقات سے بغیر احرام باندھے تجاوز کر جائے جیسے کوئی یمن کا باشندہ جو اپنی میقات یلملم سے گزرتا ہوا پہلے مدینہ منورہ جانا چاہتا ہے، یا جو شخص جدہ بذریعہ ہوائی جہاز پہونچا اور وہ مدینہ منورہ مسجد نبوی کی زیارت کو جانا چاہتا ہے، اور پھر اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا چاہتا ہے،تو اس تجاوز میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی میقات سے احرام باندھنے کا ارادہ نہیں کیا، بلکہ اس راستہ سے گزر کر مدینہ منورہ کی زیارت اور پھر وہاں سے احرام باندھنے کا ارادہ رکھتا ہے،اور جس نے اپنی میقات سے احرام باندھا اور جدہ پہونچنے کے بعد اسے مدینہ منورہ جانے کا حکم ہوگیا تو وہ اپنے احرام پر باقی رہے گا ،کیونکہ جو شخص کسی نسک (حج وعمرہ) میں داخل ہونے کی نیت کرلے (احرام باندھ لے) تو اس کے لئے اس سے نکلنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس نسک کو پورا کرے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿وَأَتِمُّواْ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّهِ﴾(۱) حج اور عمرے کو اللہ تعالی کے لئے پورا کرو.

میقات زمانی: میقات زمانی سے مراد وہ مہینے ہیں جن میں حج وعمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے، حج وعمرہ کا میقات زمانی سال کے سارے مہینے ہیں مخصوص مہینہ میں عمرہ کو خاص کرنے کے متعلق کوئی دلیل وارد نہیں ہے

البتہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں باندھا جائے گا، جو شوال، ذی القعدہ، کا مہینہ

اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام ہیں ارشاد باری تعالی ہے ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِ ﴾(۲) حج کے مقررہ مہینے ہیں، اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے، اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے.

ان مہینوں کا بیان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اثر میں وارد ہے جسے امام بخاری نے (باب قول اللہ: الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَات) میں معلقا اورامام حاکم نے باسناد صحیح امام بخاری ومسلم کی شرط پر موصولا روایت کیا ہے اورامام ذھبی نے اس کی تصحیح پرامام حاکم کی موافقت کی ہے(۱)، نیز ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس اثر کی نسبت عمر، علی، ابن مسعود، ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی طرف بھی کی ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں باندھا جائے گا، کیونکہ حج کی یہ سنت ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں باندھا جائے. اس قول کو امام ابن خزیمہ نے نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے (۲)

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۹۶.

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۹۷.

اورامام بخاری نے (باب قول اللہ:الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَات) میں اس اثر کو معلقاً روایت کیا ہے،جس کے الفاظ یہ ہیں:عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سنت کا طریقہ ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں ہی باندھا جائے.

واضح رہے کہ صحابی کا کہنا یہ سنت ہے حدیث مرفوع کے حکم میں ہے.

بنابریں حج کے احرام کا وقت شوال کی پہلی رات سے شروع ہوگا اور دس ذی الحجہ کی رات طلوع فجر کے وقت ختم ہوجائے گا،اس طرح اگر شوال اور ذی الحجہ کا مہینہ پورے رہے تو حج کے احرام کے کل (۷۰) دن ہوں گے اور (۶۹) دن ہوگا اگر ان میں سے کوئی مہینہ (۲۹) کا مہینہ ہوگا اور (۶۸) دن ہوگا اگر دونوں مہینہ ناقص ہوں گے،ان ایام کا آغاز شب عیدالفطر سے ہوگا،اور انتہا شب عید الاضحیٰ میں (طلوع فجر سے پہلے) ہوگی.

شبہ اور اس کا ازالہ: یہاں یہ اشکال نہیں وارد ہونا چاہئے کہ آپ کہتے ہیں:ان ایام کی انتہا شب عیدالاضحیٰ میں (طلوع فجر سے پہلے) ہوجاتی ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں حج کا ایک معتد بہ کام ایام تشریق (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ) میں ادا کئے

---

(۱) مستدرک:۲/۲۷۶.

(۲) صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۲۵۹۶.اس حدیث کی سند امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے.

جاتے ہیں،تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ایام حج کی بات نہیں کر رہے ہیں، بلکہ ان ایام کی بات کر رہے ہیں جن میں احرام باندھنا جائز ہے،جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ ﴾اورظاہر بات ہے کہ شب عیدالاضحیٰ میں طلوع فجر کے بعد احرام کا وقت نہیں رہ جاتا ہے، کیونکہ وقوف عرفہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے.

شبہ اوراس کا ازالہ: یہاں یہ اشکال بھی نہیں وارد ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے لفظ (أَشْهُر) کہا ہے جو جمع کا صیغہ ہے جو عموما تین یا اس زائد کے لئے بولا جاتا ہے، جبکہ ہم دیکھتے ہیں، کہ یہاں تین سے کم ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ عربی زبان میں دو پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے اس کی کافی مثالیں موجود ہیں جیسے اللہ رب العالمین کا یہ قول:﴿فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ﴾(۱) یہاں لفظ قلوب استعمال کیا گیا ہے جب کہ دو ہی دل تھے اسی طرح اللہ رب العالمین کا یہ قول:﴿وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ (78)﴾(۲) اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کیجئے، جبکہ وہ کھیت کے معاملہ میں فیصلہ کر رہے تھے کہ کچھ لوگوں کی

---

(۱) سورۃ التحریم:۴

(۲) سورۃ الانبیاء:۷۸.

بکریاں رات کو چر چگ گئی تھی اوران کے فیصلہ میں ہم موجود تھے.

اس آیت کریمہ بھی میں دو کے لئے جمع کے لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اسی طرح اللہ رب العالمین کا یہ قول: ﴿فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلأُمِّهِ السُّدُس﴾(۱) ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو پھر اس کی ماں کو چھٹا حصہ ہے.

یہاں بھی جمع کے لفظ کو استعمال کیا گیا ہے، جبکہ ماں کا حصہ ثلث سے گھٹ کر سدس دو یا اس سے زیادہ بھائی کی موجودگی میں بھی ہو جاتا ہے.

اسی طرح کبھی کل بول کر جزء مراد لیا جاتا ہے، جیسے اللہ رب العالمین کا یہ قول: ﴿فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْه﴾(۲) دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں. کیونکہ دو دن مکمل نہیں ہوتا ہے بلکہ ڈیڑھ دن ہوتا ہے.

اگر کوئی حج کا احرام حج کے مہینوں کے علاوہ کسی اور مہینہ میں باندھتا ہے، تو اس کا احرام صحیح ہے لیکن عمرہ کر کے احرام ختم کر دے گا، چنانچہ طواف، سعی، اور حلق یا سعی کر کے حلال ہو جائے گا، اور یہ عمرہ، حج تمتع کے عمرہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا جو حج کے تین قسموں میں سے ایک ہے، کیونکہ محرم نے اشہر حج میں عمرہ کا احرام نہیں باندھا ہے.

....

(۱) سورۃ النساء:۱۱

(۲) سورۃ البقرۃ:۲۰۳

رہے وہ حرمت والے مہینے جن کا ذکر اللہ کے اس قول میں ہے ﴿إِنَّ عِـدَّةَ الشُّهُـورِ عِـنـدَ الـلّـهِ اثْـنَـا عَشَـرَ شَهْـراً فِيْ كِتَـابِ اللّـهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّـمَـاوَات وَالْأَرْضَ مِـنْهَـا أَرْبَعَةٌ حُـرُمٌ ﴾(۱) مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے اس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت واُدب کے ہیں.

تو ان سے مراد: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، اور رجب کے مہینے ہیں. تین ان میں سے مسلسل ہیں اور ایک اکیلا ہے چنانچہ رجب کا مہینہ درمیانی سال میں ہے اور حرمت والے مہینوں سے منفرد ہے، جو تین مسلسل ہیں ان میں سے ایک وہ مہینہ ہے جس میں حج ادا کیا جاتا ہے (ذوالحجہ کا مہینہ)، اور ایک مہینہ اس سے پہلے جس میں لوگ حج کے لئے جاتے ہیں، (ذوالقعدہ کا مہینہ)، اور ایک مہینہ اس کے بعد جس میں لوگ حج سے واپس ہوتے ہیں (محرم کا مہینہ)،، اس طرح محرم اور رجب حرام مہینوں میں سے تو ہیں لیکن حج کے مہینے نہیں ہیں اور شوال حج کا مہینہ ہے لیکن حرام مہینہ نہیں ہے. اور ذوالقعدہ حج اور حرام دونوں مہینوں میں سے ہے، اور ذوالحجہ حرام مہینوں میں سے ہے، اور اس کا پہلا عشرہ حج کے مہینہ میں سے ہے.

---

(۱) سورة التوبة: ٣٦.

دور جاہلیت میں اہل عرب حرام مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتل وقتال سے باز رہتے تھے، یہی وجہ ہے جب قبیلہ عبدالقیس کے لوگوں نے آپ سے ایسے عمل کی تعلیم کا مطالبہ کیا جس پر وہ عمل کر کے خود جنت میں جا سکیں اور اپنے قبیلہ والوں کو بھی اس کی تعلیم دے سکیں تو انہوں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ کے پاس صرف حرام مہینوں میں آ سکتے ہیں، کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کا کافر قبیلہ آباد ہے.(۱)

ان حرمت والے مہینوں کا ذکر ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ہوا ہے.(۲).

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۵۳، وصحیح مسلم حدیث نمبر ۱۱۵.

(۲). صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۱۹۷ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۴۳۸۳.

ممنوعات احرام

ارکان حج کے بیان میں گزر چکا ہے کہ احرام،نسک (حج،عمرہ) میں داخل ہونے کی نیت ہے،اوراس میں داخل ہونے کواحرام اس لئے کہتے ہیں کہ نیت احرام کے بعد کچھ ایسی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جواحرام سے پہلے حلال تھیں،احرام کی مثال بالکل نماز میں تکبیر تحریمہ کی ہے، کیونکہ تکبیر تحریمہ کے بعد کچھ ایسی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جواس سے پہلے حلال تھیں،نیت احرام کے بعد جو چیزیں حرام ہوتی ہیں انہیں اصطلاح شریعت میں محظورات [ممنوعات] احرام کہتے ہیں،اور وہ کل نو (۹) ہیں: ا ربال کاٹنا،۲ رناخن تراشنا،۳ رخوشبواستعمال کرنا،۴ رمردوں کا سر ڈھانکنا،۵ رمردوں کا سلا ہوا کپڑا پہننا،۶ رخشکی کے جانور کا شکا کرنا، ۷ رعقد نکاح کرنا، ۸ رہمبستری کرنا، ۹ ربوس وکنار یا بغل گیر ہونا.

ا ربال کاٹنا: جسم کے کسی حصہ سے بال کاٹنا یا تراشنا یا اکھاڑنا جائزنہیں ہے خواہ وہ بال سر کا ہو یا بغل یا زیرناف یا جسم کے کسی حصہ کا ہو، دلیل ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَلاَ تَحْلِقُواْ رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۹۶] اوراپنے سر نہ منڈاؤ جب تک کی قربانی قربان گاہ تک نہ پہونچ جائے البتہ تم میں سے جو بیمار ہو، یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو

(جس کی وجہ سے سر منڈا لے) تو اس پر فدیہ ہے خواہ روزہ رکھ لے، خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کر لے.

سر کے بال کے حکم میں جسم کے دوسرے بال بھی ہیں، کیونکہ ہر جگہ کے بال نکالنے سے عیش وعشرت کا اظہار ہوتا ہے. رہا داڑھی کا مسئلہ تو اس کا تراشنا یا مونڈنا ہر وقت حرام ہے، خواہ وہ حالت احرام ہو یا غیر حالت احرام، اس لئے کہ:

۱--عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :(خالفو المشركين، احفوا الشوارب، وأوفوا اللحى).(۱) مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ.

بخاری کی روایت میں ہے (وفروا اللحى) داڑھی بڑھاؤ، اور بخاری اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے (واعفوا اللحى) داڑھی کو بڑھاؤ !

۲--ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :(جزوا الشوارب، وأرخوا اللحى خالفو المجوس).(۲)
مونچھیں کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ، اور مجوس کی مخالفت کرو!

مذکورہ دونوں حدیثوں میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم چار مختلف لفظوں کے ساتھ

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۸۹۲ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۰۲.
(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۰۳.

دیا گیا ہے (اعفاء، ایفاء، ارخاء، توفیر).

۲- ناخن تراشنا: امام ابن منذر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاجماع میں لکھتے ہیں: تمام علماء کا اتفاق ہے کہ محرم کے لئے ناخن تراشنا جائز نہیں ہے، اور علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ﴾(۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: علی بن ابی طلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جملہ کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ اس سے مراد سر منڈا کر، کپڑا پہن کر، ناخن تراش کر، احرام کھول دینا ہے. یہی عطاء، مجاہد، عکرمہ، محمد بن کعب القرضی وغیرہ سے بھی مروی ہے.

نیز صحیح مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے بال کو نہ کاٹے اور نہ ناخن کو تراشے.(۲)

تو قربانی کرنے والے کے مقابلہ میں محرم ان چیزوں سے باز رہنے کا زیادہ حقدار ہے.

۳-- خوشبو استعمال کرنا: چنانچہ اپنے جسم یا کپڑے میں محرم خوشبو استعمال کرنے

....

(۱) سورۃ الحج: ۲۹

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۱۱۹.

سے رکے گا جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی وہ حدیث ہے جس میں محرم کو بعض جسم کے لباس کو روکا گیا ہے اس میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (حالت احرام میں) تم ایسے کپڑے نہ استعمال کرو جس میں زعفران یا ورس استعمال کیا گیا ہو.(۱)

اور یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقام جعرانہ میں ایک اعرابی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا، جس نے ایسا جبہ پہن رکھا تھا جس میں خوشبو لگی ہوئی تھی، اس نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے خوشبو استعمال کرنے کے بعد جبہ میں احرام باندھا ہو؟ تو آپ نے فرمایا: رہا خوشبو تو اسے تم اپنے بدن سے تین بار دھولو، اور رہا جبہ تو اسے نکال دو، پھر تم اپنے عمرہ میں ویسے کرو جیسے تم اپنے حج میں کرتے ہو.(۲)

نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک آدمی حج کر رہے تھے، حالت احرام ہی میں وہ تھے کہ ان کی اونٹنی نے انہیں پچھاڑ دیا جس سے ان کی موت ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: انہیں پانی اور بیر

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۵۴۲۰ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۷۹۱.(ورس ایک خوشبودار گھاس کا نام ہے)

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۳۲۹ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۲۷۹۸.

کے پتوں سے غسل دو، اور انہیں ان کے احرام کے دونوں کپڑوں میں کفناؤ، اور انہیں خوشبو لگاؤ اور نہ ہی ان کے چہرے کو ڈھانپو! کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنی قبر سے تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھیں گے.(۱)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو حالت احرام میں خوشبو استعمال نہ کرے گا، کیونکہ خوشبو کا استعمال آرام اور عیش نمائی کی علامت ہے، البتہ احرام باندھنے سے پہلے کپڑے کو چھوڑ کر بدن پر خوشبو استعمال کرنا جائز ہے، جسم پر استعمال کئے ہوئے خوشبو کے اثرات اگر احرام کے بعد بھی باقی رہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ مسئلہ اس فقہی قاعدہ میں داخل ہے: (یجوز فی الاستدامة مالا یجوز فی الابتداء) استمرار میں جو جائز ہے وہ آغاز میں جائز نہیں ہے.

اس کی دلیل ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے کے لئے، اور آپ کے حلال ہونے کے لئے بھی میں خوشبو لگاتی تھی قبل اس کے کہ آپ ﷺ بیت اللہ کا طواف کریں.(۲)

نیز ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جس میں وہ فرماتی ہیں کہ گویا کہ

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۸۵۱ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۹۲)

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۳۹ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۴۱)

میں آپ ﷺ کے مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں حالانکہ آپ حالت احرام میں ہوتے.(۱)

۴--محرم کا کسی متصل چیز سے سر یا چہرے کا ڈھانپنا: جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث میں ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے حالت احرام میں ممنوع لباس کے ضمن میں بھی فرمایا: (لا یلبس القمیص ولا العمائم)(۲) محرم قمیص پہنے اور نہ ہی پگڑی باندھے. اور جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی سابق حدیث میں حالت احرام میں اونٹنی سے گر کے مرنے والے صحابی کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: انہیں پانی اور بیر کے پتوں سے غسل دو، اور انہیں ان کے احرام کے دونوں کپڑوں ہی میں کفنا دو اور انہیں نہ خوشبو لگاؤ اور نہ ہی ان کے چہرے کو ڈھانپو! کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنی قبر سے تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھیں گے.(۳)

رہا چھتری، گاڑی کا چھت، خیمہ یا اس جیسی دیگر چیزیں جو انسان کے سر یا چہرے

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۷۱ صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۳۲.

(۲) بخاری حدیث نمبر ۱۵۴۲ و مسلم حدیث نمبر ۲۷۹۱

(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۹۶.

سے متصل نہ ہوں تو ان سے سایہ حاصل کرنا جائز ہے. کیونکہ آپ ﷺ جب جمرہ عقبہ کی رمی کر رہے تھے تو ایک کپڑے سے آپ پر سایہ کیا گیا تھا.

نیز جابر رضی اللہ عنہ کی صفت حج کے متعلق والی حدیث میں ہے ، کہ آپ ﷺ کے لئے مقام نمرہ میں قبہ نصب کیا گیا جس میں آپ ﷺ زوال آفتاب تک تشریف فرما رہے.(۲)

۵/ مردوں کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا:

حالت احرام میں مردوں کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے ، خواہ وہ کپڑا پورے بدن پر ہو جیسے قمیص یا جسم کے کچھ حصوں پر ہو جیسے پاجامہ ،موزہ ، اور بنیائن وغیرہ.

اور جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ محرم کیسا لباس پہنے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: محرم قمیص پہنے ، نہ عمامہ باندھے ، اور نہ پاجامہ ، کٹ ٹوپ ، اور موزہ وغیرہ پہنے ، البتہ اگر کسی کو جوتا نہ ملے تو اسے چاہئے کہ موزہ کو ٹخنہ کے نیچے سے کاٹ لے اور اسے پہنے ، اور کوئی ایسا

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۰۳۱۳۸ بروایت ام الحصین رضی اللہ عنہا
(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۰۲۹۵۰

کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگی ہو (۱)(۲)
جوتوں کے حکم میں وہ چرمی موزہ بھی ہیں جو ٹخنہ سے نیچے ہوں جیسا کہ حدیث مذکور اس پر دلیل ہے، اور اس حدیث میں موزوں کو ٹخنے کے نیچے سے جو کاٹ دینے کا حکم ہے یہ پہلے کی بات ہے جب آپ مدینہ میں تھے، لیکن جب آپ ﷺ میدان عرفات میں تھے تو بغیر کاٹے ہوئے موزہ پہننے کی اجازت دی جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سنا کہ آپ خطبہ میں فرما رہے تھے: جس کے پاس دو جوتیاں نہ ہوں وہ دو موزہ پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے. (۳)

آپ ﷺ کے اس خطبہ کو ہر طرف سے آئے ہوئے حاجیوں نے سنا (اس موقعہ پر آپ ﷺ نے موزہ کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا) جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور حکم کے لئے ناسخ ہے جس میں موزہ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے.

یہاں سلا ہوا کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے جو انسان کے جسمانی ہیئت کے

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۴۲ ۱ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۷۹۱

(۲) ورس ایک خوشبودار گھاس ہے جس سے کپڑوں کو رنگا جاتا تھا.

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۸۴۱ اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۷۹۴.

مطابق سلا گیا ہو، جیسے قمیص اور پاجامہ وغیرہ بنا بریں محرم کے لئے لنگی کے کناروں کو باندھنا، دھاگا، رسی یا بیلٹ سے کمر کا کسنا، سلے ہوئے منی پاکٹ کا پہننا، سلے ہوئے جوتا کا پہننا، اسی طرح پھٹے ہوئے احرام کا سل کر پہننا بشرطیکہ اس کا دونوں کنارہ کھلا ہو، یا دو ٹکڑوں کو سل کر ایک چادر یا لنگی بنا لینا یہ سب جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے. (کیونکہ اسے جسمانی ہیئت کے مطابق نہیں سلا گیا ہے)

اور اگر محرم حج وعمرہ کی نیت سے میقات سے گزرتا ہے اور اس کے پاس تہبند اور چادر نہیں ہے، تو اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے ایک کپڑے (قمیض یا پاجامہ) کو بطور تہبند باندھ لے بشرطیکہ شرمگاہ ناف سے لے کر گھٹنے تک چھپ جائے، اور دوسرے کپڑے (قمیض یا پاجامہ) کو بطور چادر پہن لے یہاں تک کہ اسے اسے تہبند اور چادر میسر ہو جائے.

محرم کے لئے گھڑی اور انگوٹھی وغیرہ پہننا جائز ہے، اسی طرح وقت ضرورت گھٹنے اور پنڈلی پر (بطور علاج) کپڑا وغیرہ باندھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے.

البتہ عورت اپنا عام شرعاً جائز لباس پہنے گی، صرف ہاتھوں پر دستانے اور اس لباس سے رکے گی جو چہرے کے بقدر سلا گیا ہو جیسے نقاب اور برقعہ جیسا کہ اللہ

کے رسول ﷺ نے فرمایا: احرام والی عورت نقاب اور دستانہ استعمال نہ کرے (۱).

لیکن عورت جب غیر محرم مردوں کے سامنے ہو، تو اپنے کپڑے سے ہاتھ اور دوپٹہ سے چہرہ چھپا لے گی جیسا کہ. ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتے تھے، اور قافلے ہمارے سامنے سے گزرتے، جب وہ ہمارے سامنے آتے تو ہم اپنی چادریں منہ پر لٹکا لیتیں، اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتیں. (۲) لیکن اس کی سند ضعیف ہے، البتہ اسے تقویت دینے والی ایک روایت ہے جسے امام مالک نے مؤطا میں (۳) فاطمہ بنت منذر سے روایت کیا ہے، وہ کہتی ہیں: ہم لوگ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے ساتھ حالت احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتے تھے.

ان مذکورہ پانچوں ممنوعات احرام میں سے کسی کا بھی اگر کوئی شخص جہالت میں یا بھول کر کرتا ہے، تو نہ تو اس کے اوپر کوئی فدیہ ہے اور نہ ہی کوئی گناہ ہے، البتہ جاہل کو جب اس کا علم ہو جائے، اور بھولنے والے کو جب یاد آ جائے تو اسے

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر/۱۸۳۸. بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

(۲) حدیث سنن ابوداؤد: ۱۸۳۳.

(۳) مؤطا امام مالک ۱/۳۲۸.

چاہئے کہ سلا ہوا کپڑا سر پوش اور خوشبو کو فورا زائل کردے.

اور جس نے جان بوجھ کر مذکورہ ممنوعات کو بلا ضرورت ارتکاب کیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اس پر فدیہ بھی واجب ہوگا، اور جس نے ضرورت کے تحت کیا تو وہ گنہگار نہیں ہوگا، لیکن اس پر فدیہ واجب ہوگا، البتہ خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مذکورہ ممنوعات میں فدیہ سے مراد ایک بکری ذبح کرنا، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہر مسکین کو آدھا صاع (تقریبا ڈیڑھ کلو چاول) غلہ دینا، یا تین دن روزہ رکھنا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُك ﴾ (۱) البتہ تم میں سے جو بیمار ہو، یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈا لے) تو اس پر فدیہ ہے خواہ روزہ رکھ لے، خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کر لے.

قرآن مجید میں وارد فدیہ کے اس حکم کو کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نے بیان کر دیا ہے، جب ان کے سر میں جوں انہیں پریشان کر رہے تھے، تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے بال منڈا لیں اور [فدیہ میں] ایک بکری ذبح کریں یا چھ مسکینوں کو کھانا کو کھلائیں ہر مسکین کو آدھا صاع (تقریبا ڈیڑھ کلو چاول) خوراک دیں، یا تین

....

(۱) سورة البقرة:۱۹۶.

روزہ رکھیں.(۱)

مذکورہ فدیہ اگر چہ قرآن وحدیث میں بال منڈانے کے بارے میں ہے لیکن یہی حکم بقیہ اور چاروں ممنوعات احرام پر لاگو ہوگا، کیونکہ پانچوں چیزوں میں علت ایک ہی ہے وہ ہے عیش وعشرت کا اظہار.

٦۔خشکی کے جانور کا شکار کرنا: ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَقْتُلُواْ الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ﴾(۲) اے ایمان والو! (وحشی) شکار کو مت قتل کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً﴾(۳) اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں رہو.

نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿غَيْرَ مُحِلِّيْ الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ﴾ (۱) مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والا نہ بننا.

نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (۲) ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو.

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۵۱۷ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۸۳.

(۲) سورة المائده : ۹۵.

(۳) سورة المائده : ۹۶.

ان آیات سے معلوم ہوا کہ محرم جب سے حج وعمرہ کے لئے احرام باندھے اور جب تک کہ احرام نہ کھول دے،اس کے لئے خشکی کا شکار کرنا حرام ہے، بلکہ شکار پر کسی دوسرے کی مدد کرنا یا شکار کی جگہ بتانا بھی اس کے لئے جائز نہیں ہے، جیسا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے،ان کے ساتھی حالت احرام میں تھے لیکن وہ حالت احرام میں نہیں تھے،انہوں نے وحشی گدھوں (زیبرا) کو دیکھا،تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک [جنگلی] گدھی پر حملہ کیا اور اس کا شکار کرلیا،اور سب نے مل کر اس کا گوشت کھایا ،پھر وہ آپس میں کہنے لگے ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں حالانکہ ہم حالت احرام میں ہیں؟.چنانچہ بقیہ گوشت لے کر یہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے (اور کھائے ہوئے گوشت کے بارے میں استفسار کیا) تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے انہیں شکار کرنے کے لئے کہا تھا، یا شکار کی طرف اشارہ کیا تھا،لوگوں نے کہا نہیں،آپ نے فرمایا تو جاؤ اس کے بقیہ گوشت کو بھی کھالو.(۱)

اللہ تعالی نے عمداً شکار کرنے کا فدیہ قرآن میں بیان فرمادیا ہے ارشاد باری

---

(۱)سورۃ المائدہ : ۱ .

(۲) سورۃ المائدہ : ۲ .

تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقْتُلُواْ الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّداً فَجَزَاء مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْياً بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَو عَدْلُ ذَلِكَ صِيَاماً لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ﴾ (۲) اے ایمان والو! (وحشی) شکار کو مت قتل کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو، اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا، جو کہ مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں. خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہونچایا جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزہ رکھ لئے جائیں تا کہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے!

بنابریں اگر کوئی خشکی کا شکار کرتا ہے اور اس شکار کا چوپایہ (بھیڑ بکری اونٹ) میں مثل پایا جاتا ہے تو اسے اختیار ہوگا یا تو وہ مثل کو حرم میں ذبح کرے اور اس کے گوشت کو حرم کے فقراء میں تقسیم کر دے اور اس میں سے خود کچھ نہ کھائے، یا اس کی قیمت کے برابر غلہ خرید کر حرم کے فقراء میں تقسیم کرے، ہر مسکین کو آدھا صاع دیا جائے یا ہر مسکین کے عوض ایک دن روزہ رکھا جائے، اور

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۸۲۴ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۵۵.

(۲) سورۃ المائدہ: ۹۵.

اگر اس شکار کا مثل دستیاب نہ ہو تو اس کی قیمت لگائے اور مذکورہ حساب سے اسے اختیار ہوگا یا تو غلہ تقسیم کرے یا روزہ رکھے.

یاد رہے شکار کا یہ فدیہ (ضمانت) جان بوجھ کر شکار کرنے والے پر ہے، اگر کوئی بھول کر یا غلطی سے شکار کرتا ہے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے، جیسا کہ آیت کریمہ کے ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا ہے، اسی کو ہمارے استاذ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے راجح قرار دیا ہے، نیز ہمارے استاذ شیخ محمد امین الشنقیطی اور شیخ عبدالرحمٰن سعدی رحمہما اللہ نے بھی اپنی اپنی تفاسیر میں سورہ مائدہ کی مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اسی کو راجح قرار دیا ہے.

رہا حرم کا شکار تو یہ محرم اور غیر محرم سب کے لئے حرام ہے، بلکہ اس کے شکار کو اپنی جگہ سے بھگانا بھی حرام ہے، وہاں کے خودرو درخت جسے انسانوں نے نہیں لگایا ہے ان کا کاٹنا بھی حرام ہے. جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے مکہ کو حرام کیا ہے، مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے حلال نہیں تھا، اور نہ ہی میرے بعد وہ کسی کے لئے حلال ہوگا ،میرے لئے بھی صرف دن کے ایک مختصر سے حصہ میں حلال کیا گیا تھا، اس کے تر

---

(۱) مجموع الفتاوی ۱۷/۲۰۳.

(۲) اضواء البیان ۲/۱۶۹.

گھاس کو نہ اکھاڑا جائے اور نہ ہی اس کے درخت کو کاٹا جائے، اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے، اور نہ ہی اس کی گری ہوئی چیز کو اٹھائی جائے سوائے اس شخص کے جو اس کا اعلان کرے.(۱)

یہی حکم مدینہ کے بھی حرم کا ہے جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور میں نے مدینہ کو اس کی دونوں سوختہ سنگلاخ زمینوں کے درمیان حرام قرار دیتا ہوں، نہ اس کے کانٹے کو کاٹا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کا شکار کیا جائے.(۲).

ساتواں ممنوع نکاح کا عقد کرنا: عقد کرنے والا خواہ شوہر ہو یا ولی، جیسا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: محرم نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے، اور نہ ہی پیغام نکاح بھیجے(۳).

بنا بریں اگر محرم عقد نکاح کرتا ہے تو اس کا عقد صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اس کا یہ نکاح ، نکاح مشتبہ ہوگا، اگر وہ اس نکاح کو باقی رکھنا چاہتا ہے تو نکاح کی تجدید کرے.

آٹھواں جماع ومباشرت: محرم کے لئے بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۱۸۳۳ اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۳۰۲.

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۳۱۷.

(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۴۴۶.

کرنا، یا دیگر اعضائے جسم کے ساتھ مباشرت کرنا سب کے سب حرام ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِيْ الْحَجِ﴾(۲) حج کے مقررہ مہینے ہیں، اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کر لے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے، اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے.

آیت کریمہ میں مذکور لفظ **رفث** عام ہے، جس میں ہمبستری اور بوس وکنار دونوں داخل ہیں، نیز فحش وبے حیائی بھی کو شامل ہے، اور لفظ **فسوق** سے مراد ہر طرح کا گناہ ہے، اور جس **جدال** سے روکا گیا ہے وہ باطل جدال اور بلا وجہ بحث ومباحثہ ہے جس سے بغض وعداوت جنم لیتی ہے رہا وہ جدال جو بہترین انداز میں ہو، حق کی وضاحت کے لئے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَجَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَن﴾(۱) اوران سے بہترین طریقہ سے بحث ومباحثہ کیجئے.

نیز ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوا مِنْهُم﴾(۲) اور اہل کتاب سے بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں.

---

(۲) سورۃ البقرۃ:۱۹۷.

حالت احرام میں جماع یا مباشرت کرنے والے پر کیا لازم ہوگا؟ اس سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ سے کسی سنت کا ثبوت نہیں ہے البتہ اس کے متعلق صحابہ کرام سے کچھ آثار منقول ہیں ان میں سے ایک اثر عمرو بن شعیب عن ابیہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی عبداللہ بن عمر و رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ایک محرم کے بارے میں سوال کیا جس نے حالت احرام میں اپنی بیوی سے ہم بستری کیا تھا، تو آپ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا کہ جا کر ان سے سوال کرو، شعیب کہتے ہیں وہ آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نہیں پہچانتا تھا، اس لئے میں اسے لے کر ان کے پاس گیا، اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اپنا سوال کیا، تو آپ نے فرمایا تیرا حج باطل ہوگیا، آدمی نے کہا تو پھر اب میں کیا کروں؟ آپ نے کہا: لوگوں کے ساتھ تم بھی چلو اور ویسے ہی کرو جیسے وہ کرتے ہیں، اور آئندہ سال اس کے بدلے دوسرا حج کرو اور ھدی ذبح کرو، پھر وہ آدمی لوٹ کر عبداللہ بن عمر و رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور میں (شعیب) بھی اس کے ساتھ تھا، اس نے آپ سے عبداللہ بن عمر کے فتوی کے بارے میں بتایا، تو آپ نے اس سے کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے بھی

....

(۱) سورۃ النحل: ۱۲۵

(۲) سورۃ العنکبوت: ۴۶.

یہ سوال کرو، شعیب کہتے ہیں پھر میں اسے لے کر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی وہی جواب دیا جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیا تھا، پھر میں اس آدمی کے ساتھ لوٹ کر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، اس نے آپ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوی کے بارے میں بتایا، پھر اس نے آپ سے کہا اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے کہا میرا بھی وہی جواب ہے جو ان دونوں کا جواب ہے.(۱)

اس صحیح اثر میں [تین صحابہ کرام] عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی [تحلل اول سے پہلے] اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا اور اسے اس فاسد حج کو پورا کرنا ہوگا، اور آئندہ سال اسے اس حج کا بدل کرنا اور ھدی ذبح کرنا ہوگا.

یہ واقعہ حالت احرام میں تحلل اول سے پہلے تھا اس کی دلیل ان اصحاب کا یہ قول ہے: لوگوں کے ساتھ تم اپنے اس (فاسد) حج میں جاؤ اور ویسے ہی کرو جیسے وہ

---

(۱) مستدرک امام حاکم (۶۵/۲) امام حاکم اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور حافظ ہیں نیز یہ حدیث شعیب بن محمد کی اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماعت کی صحت پر واضح دلیل ہے، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کرتے ہیں.

اس حدیث میں ھدی [جو فی الواقع فدیہ ہے] سے مراد ایک اونٹ ہے جسے ذبح کر کے فقراء حرم میں میں تقسیم کر دیا جائے گا، اور اگر جماع تحلل اول کے بعد ہوا ہے تو متفقہ طور سے اس کا حج فاسد نہیں ہوگا اور اس کا فدیہ ایک بکری ہے.

البتہ عمرہ میں اگر محرم طواف یا سعی کرنے سے پہلے جماع کرتا ہے، تو عمرہ فاسد ہو جائے گا، اس فاسد عمرہ کو پورا کرے گا، اور اس کے بدلہ اسی میقات سے جس میقات سے اس نے پہلے عمرہ کا احرام باندھا تھا احرام باندھ کر دوسرا عمرہ کرے گا، نیز فدیہ میں ایک بکری ذبح کر کے فقراء حرم میں تقسیم کرے. اور اگر عمرہ کرنے والے نے طواف اور سعی کرنے کے بعد سر کے بال منڈانے یا کٹوانے سے پہلے جماع کیا ہے تو اس کا عمرہ صحیح ہے لیکن اسے فدیہ میں ایک بکری ذبح کرنی ہوگی.

اگر حج کرنے والا جماع کے علاوہ صرف بوس و کنار کرتا ہے، اور منی کا انزال ہو جاتا ہے، تو اس کا حج تو فاسد نہیں ہوگا، کیونکہ ایسی صورت میں انسان کے اوپر حد نہیں واجب

....

(اگلے صفحہ کا بقیہ) امام ذہبی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے، نیز امام بیہقی نے اس حدیث کو امام حاکم کی سند سے روایت کرنے بعد کہا ہے یہ سند صحیح ہے اور یہ حدیث شعیب بن محمد کی اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماعت کی صحت پر واضح دلیل ہے.

ہوتی ہے(۱)

باقی اس کا حکم وہی ہے جو جماع کرنے والے کا ہے، یعنی اگر بوس وکنار سے انزال تحلل اول سے قبل ہوا ہے تو اس پر اونٹ کا فدیہ ہے اور اگر تحلل اول کے بعد ہے تو اس پر بکری کا فدیہ ہے..

اس حکم میں عورت بھی مرد کی طرح ہے الا یہ کہ عورت سے بطور زبردستی مذکورہ چیزیں کی گئی ہیں تو اس پر فدیہ واجب نہیں ہے.

....

(۱) یعنی اگر کوئی شخص کسی دوسری عورت سے جماع نہیں صرف مباشرت کرتا ہے اور منی کا انزال ہو جاتا ہے تو اس پر حد زنا نہیں ہے بلکہ اسے تعزیری سزائیں دی جائیں گی اسی طرح اگر محرم بھی صرف مباشرت کرتا ہے جماع نہیں کرتا تو حج فاسد نہیں ہوگا بلکہ بطور تعزیر اس پر فدیہ واجب ہوگا.

حج وعمرہ کا اجمالی اور تفصیلی طریقہ

عمرہ کا اجمالی طریقہ

عمرہ کا اجمالی طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا میقات سے احرام باندھے، بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرے اور سر کے بال منڈوا کر یا کٹوا کر حلال ہو جائے ،اور اگر مکہ کا رہنے والا ہے تو وہ حرم سے باہر کسی حلال جگہ سے احرام باندھے.

حج کا اجمالی طریقہ

حج کا بالاختصار طریقہ یہ ہے کہ آفاقی [باہر سے آنے والا] میقات سے احرام باندھے اور اہل مکہ ،یا مکہ میں مقیم مکہ ہی میں (اپنی رہائش گاہ سے) احرام باندھے.

حج افراد اور حج قران کرنے والا طواف قدوم کرے،اس کے بعد صفا اور مروہ کی سعی کرے ،ان دونوں کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ سعی موخر کر کے طواف زیارت کے بعد کریں.

آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور نو ویں ذی الحجہ کی رات تمام حجاج منی میں رہیں.

پھر حاجی نو ذی الحجہ کوعرفہ میں وقوف کے لئے میدان عرفات جائیں.اور رات کو مزدلفہ میں گزاریں. دسویں ذی الحجہ کی صبح کو عید کے دن بڑے جمرہ کی رمی کریں،اگراس پر ھدی واجب ہےتو ھدی کو ذبح کرے،سر کے بال منڈ وائے یا کٹوائے ،طواف زیارت کرے،اگر حج تمتع کررہا ہےتو صفاومروہ کی سعی کرے، اور حج افراد یا حج قران کرنے والا اگراورطواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کیا ہےتو سعی کرے،اوراگرطواف قدوم کے ساتھ سعی کرلیا ہےتو سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہے.پھرایام تشریق کی راتیں منی میں گزارے.

اورایام تشریق میں ہردن زوال کے بعدتینوں جمروں کی رمی کرے.

اورآخر میں جب مکہ سے روانہ ہونے کا ارادہ کرے،تو بیت اللہ شریف کا سات چکرطواف وداع کرے.

حج اورعمرہ کے اعمال کاتفصیلی بیان

احرام کے لئے تیاری

حج وعمرہ کا سفراگر ہوائی جہاز یا گاڑی کے ذریعہ ہے،اورحج کرنے والے کا مکان میقات کےقریب ہے،تووہ اپنے گھر ہی سے احرام کی تیاری کرسکتا ہے، چنانچہ اگر حاجت ہوتواپنے ناخن اورمونچھ کوتراش لے،بغل اورزیرناف بالوں کو صاف کرلے،احرام کے لئے غسل کرکےخوشبو استعمال کرلے،تہبند اور چادر

پہن لے،اور اگر وہ عشرہ ذی الحجہ کے داخل ہونے کے بعد احرام باندھتا ہے اور قربانی کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہے،تو وہ بال اور ناخن وغیرہ کو نہ کاٹے جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کو قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے بال اور ناخن نہ تراشے..(۱).

البتہ اس حکم میں (عشرہ ذی الحجہ میں) عمرہ کے بعد بال کا کٹوانا داخل نہیں ہے، کیونکہ یہ عمرہ کے واجبات میں سے ہے.

پھر جب عمرہ یا حج کرنے والا سمندری یا زمینی یا فضائی راستہ سے میقات یا اس کی سیدھائی پر پہونچے تو حج یا عمرہ جس کے بھی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے،اس کے احرام میں داخل ہونے کی نیت کرلے،اور اگر وہ کسی دور دراز علاقہ سے آیا ہے اور اس کا گزر میقات سے ہو رہا ہے جیسے یمن کا رہنے والا جب یلملم سے گزرے تو اسے چاہئے کہ میقات پر ٹھہر کر غسل کر لے اور اگر بال وغیرہ کی صفائی کی ضرورت ہے تو صاف کر کے اور چادر تہبند پہن کر وہیں سے احرام باندھ لے.

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۱۱۹.

احرام

۱- حج وعمرہ میں داخل ہونے کی نیت کواحرام کہتے ہیں، بنا بریں آدمی اس وقت تک محرم نہیں ہوتا ہے جب تک وہ احرام میں داخل ہونے کی نیت نہ کرلے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ) عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، رہا بلا نیت چادر وتہبند کا پہن لینا تو یہ احرام نہیں ہے، احرام یہ ہے کہ بندہ احرام باندھنے کی تیاری کرے پھر حج وعمرہ میں سے جس کا بھی ارادہ ہو اس کی دل سے نیت کرے، اگر حج تمتع کا ارادہ ہے تو عمرہ کی نیت کرے، اور اگر حج افراد کا ارادہ ہے تو حج کی نیت کرے، اور اگر حج قران کا ارادہ ہے تو حج وعمرہ دونوں کی نیت کرے، یہ اس شخص کے لئے ہے جو حج کے مہینوں یعنی شوال، ذوالقعدہ اور عشرہ ذی الحجہ میں میقات یا اس کی سیدھائی سے گزر رہا ہے، اگر کوئی ان مہینوں کے علاوہ میقات یا اس کی سیدھائی سے گزر رہا ہے، تو وہ صرف عمرہ کا احرام باندھے گا، اور اس عمرہ کا حج سے کوئی تعلق نہیں ہوگا (۱)

۲- احرام باندھنے والے کے لئے جائز ہے کہ دل سے نیت کرنے کے بعد زبان

---

(۱) (یعنی اگر کوئی ماہ رمضان یا اس سے قبل کسی ماہ میں عمرہ کرتا ہے اور مکہ ہی میں قیام پذیر رہتا ہے پھر وہ حج کرتا ہے تو اس کا حج حج تمتع نہیں ہوگا کیونکہ اس نے عمرہ حج کے مہینوں میں نہیں کیا ہے۔ مترجم)۔

سے نیت کردہ نسک کا اظہار کردے، چنانچہ اگر اس کی نیت عمرہ کی ہے تو (لَبَّيْكَ عُمْرَةً) کہے، اور اگر اس کی نیت حج افراد کی ہے تو (لَبَّيْكَ حَجًّا) کہے، اور اگر اس کی نیت حج قران کی ہے تو (لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا) کہے.(۱)

اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حج قران کیا تھا اور حج وعمرہ دونوں کا تلبیہ پکارا تھا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سنا کہ آپ اپنے تلبیہ میں کہہ رہے تھے (لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)(۲)

یا احرام باندھنے والا (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ عُمْرَةً) یا (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ حَجًّا) یا (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ عُمْرَةً وَحَجًّا) کہے، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حج کے لئے آئے اور ہم یہ کہہ رہے تھے (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ) تو اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم اس حج کو عمرہ میں تبدیل کردیں (۳)(۴)

....

(۱) اور اگر اس کی نیت حج تمتع کی ہے تو (لَبَّيْكَ عُمْرَةً متمتعا بها الى الحج) کہے

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۹۵.

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۷۰.

(۴) یعنی عمرہ کرنے کے بعد حلال ہوجائیں اور پھر حج کا احرام باندھیں اس طرح حج تمتع ہوجائے گا.

حج وعمرہ کو چھوڑ کر بقیہ کسی اور عمل میں جیسے نماز، روزہ، زکاۃ، طواف اور سعی وغیرہ زبان سے نیت کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے کچھ وارد نہیں ہے، اگر زبان سے نیت کرنا بہتر ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ اور دیگر سلف صالحین اس پر ضرور عمل کئے ہوتے.

۳- حاجی اور معتمر کو احرام کے وقت شرط لگانی جائز ہے جس کے الفاظ یہ ہیں (اِنْ حَبَسَنِیْ حَابِسٌ فَمَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ) اگر مجھے کسی روکنے والے نے روک دیا، تو میرے احرام کھولنے کی وہی جگہ ہوگی جہاں اے اللہ! تو نے مجھے روک دیا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ضباعۃ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، تو انہوں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں بیمار ہوں اور حج کا ارادہ رکھتی ہوں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم حج کرو مگر یہ شرط لگالو (اِنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ) میرے احرام کھولنے کی وہی جگہ ہوگی جہاں اے اللہ! تو نے مجھے روک دیا.(۱)

اس شرط کا یہ فائدہ ہوگا کہ اگر بیماری، اکسیڈنٹ، یا کسی اور وجہ سے حج یا عمرہ

---

(۱) یعنی حاجی یا معتمر کو اگر اکمال حج میں دشمن یا بیماری کی وجہ سے کسی رکاوٹ کا اندیشہ ہے تو اس کے لئے یہ شرط لگانی جائز ہے.

نہ کرسکا اسے آگے جانے سے روک دیا گیا تو وہ احرام سے حلال ہوجائے گا اور اس پر کوئی فدیہ وغیرہ واجب نہیں ہوگا.

۴-اگر حاجی اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ سے احرام باندھ رہا ہے تو اسے چاہئے احرام باندھنے سے پہلے نماز پڑھ لے خواہ نماز فرض ہو یا نفل جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو وادی عقیق میں فرماتے ہوئے سنا: آج کی رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا، اس بابرکت وادی میں نماز پڑھو اور کہو: (عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ) یہ عمرہ حج کے ساتھ ہے(۱)

اور بہتر ہے کہ احرام کی نیت سواری پر بیٹھ جانے کے بعد کرے جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اس وقت لبیک پکارا جس وقت آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی (۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں باب باندھا ہے (سواری پر بیٹھتے وقت لبیک پکارنے سے پہلے سُبْحَانَ اللَّهِ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ، اَللَّهُ اَكْبَرُ کہنے کا بیان) اور اس باب کے تحت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث نمبر ۱۵۵۱، ذکر کی ہے جو مذکورہ اذکار پر مشتمل ہے.

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۰۸۹ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۰۳.

.حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کے ضمن میں لکھتے ہیں: مذکورہ اذکار کا سواری پر بیٹھتے وقت لبیک پکارنے سے پہلے کہنا مستحب ہے حالانکہ ثبوت کے باوجود کم ہی لوگوں نے (مناسک حج میں) اس کا ذکر کیا ہے.

۵-بلا احرام میقات سے آگے نہ بڑھے کیونکہ آپ ﷺ نے جب مواقیت کی تحدید کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میقات ان جگہوں میں مقیم لوگوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو حج اور عمرہ کے ارادے سے ان پر سے گزریں.

۶-جن کا مکان مکہ اور میقات کے درمیان ہے وہ اپنے مکان ہی سے احرام باندھیں گے اور بغیر احرام کے وہاں سے آگے نہ بڑھیں کیونکہ ان کی وہی میقات ہے، آپ ﷺ نے جب میقات کی تعیین فرمائی اور وہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیا تو فرمایا: .اور جو ان مقامات کے اندر ہوں وہ جہاں سے نیت کریں وہیں سے احرام باندھیں حتی کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندہ لیں.

۷-اہل مکہ، مکہ ہی سے حج کا احرام باندھیں گے البتہ عمرہ کے لئے اہل مکہ یا مکہ میں اقامت پذیر لوگوں حرم سے باہر کسی حلال جگہ سے احرام باندھیں گے.

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۳۴.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۵۲ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۲۱.

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد جب عمرہ کرنا چاہا تو اللہ کے رسول ﷺ کے اجازت سے انہوں نے تنعیم سے احرام باندھا تھا (۱)

اہل مکہ کے لئے عمرہ میں [حل] سے احرام باندھنے کی حکمت یہ ہے کہ تاکہ عمرہ میں ان کے لئے حل وحرم دونوں اکٹھا ہو جائے ، جس طرح حج میں وقوف عرفہ کی وجہ سے ان کیلئے حل وحرم دونوں اکٹھا ہو جاتا ہے.

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۷۸۵ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۱۰.

حج تمتع

حج تمتع: یہ ہے کہ آدمی حج کے مہینوں میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور بیت اللہ شریف کا طواف، صفا ومروہ کی سعی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوا یا کٹوا کر حلال ہو جائے، پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے اور تمام اعمال حج کو ادا کرے، اس پر ایک ھدی واجب ہے جو اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ یا ایک بکری کا ذبح کرنا ہے، اور اگر ھدی کے ذبح کرنے کی طاقت نہ ہو، تو اس کے بدلے دس روزہ رکھے، تین دن ایام حج میں اور سات دن اپنے گھر واپس ہونے کے بعد جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَام﴾(۱) تو جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے، پس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالے، جسے طاقت ہی نہ ہو تو وہ تین روزہ حج کے دنوں میں رکھ لے، اور سات واپسی میں، یہ پورے دس ہو گئے یہ حکم ان کے لئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں.

....

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۹٦.

یہ دم جو حج تمتع کرنے اور حج قران کرنے والے پر واجب ہے یہ دم واجب ہے ، یہ شکریہ کا دم ہے کسی کمی کی تلافی کے لئے نہیں ہے، اس معنی میں کہ بندہ نے جب ایک ہی سفر میں دو دو عبادتیں یعنی حج وعمرہ ادا کیا تو بطور شکریہ کے اللہ کے حضور یہ قربانی پیش کرتا ہے، نہ کہ اس نے کوئی کمی کی ہے جس کی تلافی ہے .

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ ﴿ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴾(۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی جب تم اعمال حج کی ادائیگی کرلو تو تم میں سے جس نے حج وعمرہ کر کے تمتع کیا ہو [وہ ھدی دے] یہ حکم اس کو بھی شامل ہے جس نے ایک ہی ساتھ حج وعمرہ کا احرام باندھا ہو (یعنی حج قران کیا ہو) اور ان کو بھی شامل ہے جس نے پہلے عمرہ کا احرام باندھا ہو، اور اس سے فراغت کے بعد حج کا احرام باندھا ہو، یہی وہ خاص تمتع ہے جسے اصطلاح فقہاء میں حج تمتع کہا جاتا ہے، اور تمتع عام حج تمتع اور حج قران دونوں دونوں کو شامل ہے جیسا کہ کچھ راویوں نے آپ ﷺ کے حج کو حج تمتع سے تعبیر کیا ہے اور کچھ نے حج قران سے تعبیر کیا ہے جبکہ اس بات پر تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ اپنے ساتھ ھدی لائے تھے اور حج قران کیا تھا.(۲)

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۹۶.

(۲) بنابریں یہ آیت کریمہ تمتع اور قران دونوں طرح کے حج کرنے والوں پر ھدی کے واجب ہونے کی دلیل ہے).ا

حج قران

حج قران یہ ہے کہ آدمی میقات سے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھے، جب مکہ پہونچے تو [بیت اللہ شریف کا] طواف قدوم کرے اور صفا ومروہ کی سعی کرے اس کے بعد اپنے احرام میں قربانی کے دن تک باقی رہے، پھر قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی اور سر کے بال منڈوا کر یا کٹوا کر حلال ہو جائے ، حج تمتع کی طرح حج قران میں بھی ھدی واجب ہے.

حج افراد

حج افراد یہ ہے کہ آدمی میقات سے حج کا احرام باندھے، اور وہی سارے کام کرے جو قارن کرتا ہے سوا اس کے کہ قارن پر ھدی واجب ہے اور مفرد پر ھدی واجب نہیں ہے.

تینوں اقسام حج میں سب سے بہترین قسم، حج تمتع ہے، کیونکہ آپ کے ساتھ حج کرنے والے صحابہ کرام میں سے کچھ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، کچھ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا،، اور کچھ نے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، آپ ﷺ جب مکہ پہونچے تو ان تمام صحابہ کو جنہوں نے حج افراد یا حج قران کا احرام باندھا تھا اور اپنے ساتھ ھدی کا جانور نہیں لائے تھے، انہیں آپ ﷺ نے عمرہ کر کے

احرام کھول دینے کا حکم دیا تا کہ ان کا حج حج تمتع ہو جائے ،اور ظاہر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی امت کو اچھی اور کامل ہی بات بتائیں گے ،اور چونکہ آپ ﷺ قارن تھے اور اپنے ساتھ ھدی لائے تھے اس لئے آپ ﷺ اپنے احرام میں باقی رہے، چنانچہ جب صحابہ کرام نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے کہا: اگر پہلے مجھے وہ بات معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں اپنے ساتھ ھدی نہ لاتا ،اور اگر میرے ساتھ ھدی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا (۱)

کچھ علماء کرام کے نزدیک حج تمتع کرنا واجب ہے، جبکہ جمہور علماء کے نزدیک واجب نہیں ہے (۲) کیونکہ خلفاء راشدین ابو بکر ،عمر ،اور عثمان رضی اللہ عنہم حج افراد کرتے تھے، اگر یہ لوگ آپ ﷺ کے حج کو عمرہ میں تبدیل کرنے کے حکم سے یہ سمجھتے کہ اب ہمیشہ ہمیش کے لئے حج تمتع کرنا واجب ہو گیا ہے تو کبھی دوسرا حج نہ کرتے.

اسی طرح آپ ﷺ کا خبر دینا کہ آخری زمانہ میں جب عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو تینوں انواع حج میں سے کوئی ایک حج کریں گے.

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۵۱ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۴۳. بروایت جابر رضی اللہ عنہ.
(۲) یعنی تینوں انواع حج میں سے کوئی بھی حج کیا جاسکتا ہے.

چنانچہ صحیح مسلم میں حنظلہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو اللہ کے رسول ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور ایسا ہوگا کہ عیسی بن مریم (آسمان سے نازل ہونے کے بعد) روحاء کے درہ سے حج یا عمرہ یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھیں گے.(۱)

قارن اور مفرد جب اپنے ساتھ ہدی لے کر چلیں یا گاڑی میں لائیں تو وہ قربانی کے دن تک احرام میں باقی رہیں گے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے حج میں کیا تھا ،اور اگر ھدی لے کر چلیں یا گاڑی میں نہ لائیں تو ان کے لئے افضل ہے کہ اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کردیں جیسا کہ اس سے پہلے گزرا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا (پھر وہ حج کریں اور ان کا حج تمتع ہو جائے گا).

عمرہ کرنے والا اگر حج کے مہینوں میں یا حج کے علاوہ کسی اور دن میں اپنے ساتھ ھدی لاتا ہے اور صرف اس کا ارادہ عمرہ کرنے کا ہے،تو وہ عمرہ ادا کرنے کے بعد اپنے ھدی کو ذبح کردے، کیونکہ آپ ﷺ عمرہ حدیبیہ کے موقعہ پر اپنے ساتھ ھدی لائے تھے اور جب مشرکوں نے آپ کو عمرہ پورا کرنے سے روک دیا تو آپ ﷺ نے حدیبیہ ہی میں اپنے ھدی کو ذبح کردیا تھا.

---

(۱) صحیح سلم حدیث نمبر ۳۰۳۰.

اور اگر ھدی اپنے ساتھ لے کر چلنے والا یا اپنی سواری میں لانے والا حج تمتع کا احرام باندھا ہے تو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور حج قران کرے، اور قربانی کے دن تک اپنے احرام میں باقی رہے جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے(۱)

۱۲- اگر حج یا عمرہ کرنے والے مرد یا عورت کے ساتھ کے ساتھ کوئی نابالغ بچہ ہے ،تو ان کے ولی کے لئے جائز ہے کہ اپنے ساتھ اس کو بھی حج یا عمرہ کروائیں یہی حکم نابالغ بچی کا بھی ہے، اگر بچہ یا بچی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں تو ولی کی اجازت کے سے خود احرام باندھ لیں، اور اگر وہ سوجھ بوجھ نہیں رکھتے ہیں تو ان کے ولی ان کی طرف سے نیت کرلیں، واضح رہے کہ بچہ یا بچی کی طرف سے احرام باندھنا ان کے ولی پر واجب نہیں ہے، لہذا وہ اگر احرام نہ باندھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے .نابالغ بچہ یا بچی کا عمرہ اور حج نفلی ہوگا، جب وہ بالغ ہوں گے تو انہیں دوبارہ فریضہ حج ادا کرنا ہوگا، جیسا کہ اس کی وضاحت دلائل کے ساتھ شرائط حج میں گزر چکی ہے.

اگر بچے بذات خود رمی نہ کر سکتے ہوں تو ان کی طرف سے ان کے اولیاء رمی کریں گے، امام ابن منذر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں: تمام

....

(۱)(صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۵٦ و ۴۳۹۵ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۱۰].

علماء کا اتفاق ہے کہ جو بچہ بذات خود رمی نہیں کرسکتا ہے تو اس کی طرف سے دوسرا رمی کرے گا.(۱)

نابالغ بچہ اور بچی بھی وہی اعمال کریں جو بڑے کرتے ہیں ،اور ان تمام ممنوعات سے بچیں جس سے بڑے بچتے ہیں ، اگر ان کا سرپرست انہیں اٹھا کر طواف یا سعی کررہا ہے،تو اسے اپنی اوران کی دونوں کی طرف سے طواف یا سعی کی نیت کرنی چاہئے .،ان کی طرف سے مستقل الگ طواف کرنا ولی پر ضروری نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس عورت کو جس نے اپنے بچے کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے دریافت کیا تھا کہ کیا اس کے لئے حج ہے تو آپ نے فرمایا تھا :ہاں اور تمہارے لئے اجر ہے، .آپ نے اسے مستقل طواف کرنے کا حکم نہیں دیا .جیسا کہ اس سے پہلے شرائط حج وعمرہ میں گزر چکا ہے.

۱۳-حیض اور نفاس والی عورتیں جب حج وعمرہ کے ارادہ سے میقات سے گزریں تو وہ بھی (غسل وغیرہ سے فراغت کے بعد) احرام باندھ لیں اور ہر وہ عمل انجام دیں جو دیگر حاجی انجام دیتے ہیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے، جب وہ حیض ونفاس سے پاک ہوجائیں تو بیت اللہ کا طواف کریں .جیسا کہ صفت حج سے متعلق جابر بن عبداللہ کی لمبی حدیث میں ہے کہ: ہم آپ ﷺ کے

---

(۱)الاجماع ص:٦٦.

ساتھ مدینہ سے نکل کر ذوالحلیفہ پہونچے جہاں اسماء بنت عمیس کے یہاں محمد بن ابوبکر کی پیدائش ہوگئی تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پوچھنے کے لئے بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ غسل کر کے کسی کپڑے سے لنگوٹے باندھ لو (تا کہ خون کپڑے پر نہ لگے) اوراحرام باندھ لو (۱)

اورجیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہ حجۃ الوداع میں انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ عمرہ کا احرام باندھا تھا تو (ادائیگی عمرہ سے قبل) انہیں حیض آ گیا، اوران کا یہ حیض اس وقت تک باقی رہا یہاں تک کہ لوگوں کے حج لئے مکہ سے نکلنے کا وقت آ گیا تو آپ ﷺ انہیں حکم دیا کہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ لیں، اس طرح ان کا حج حج قران ہوگیا اورآپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اپنے حج میں وہ تمام اعمال کرو جو دیگر حجاج کرتے ہیں البتہ پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرنا (۲).

چونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حیض کی وجہ سے حج سے پہلے مستقل عمرہ نہیں کرسکی تھیں، اس لئے حج سے فراغت کے بعد انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عمرہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۵۰.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۰۵ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۱۹.

بکر کو حکم دیا کہ انہیں تنعیم لے جائیں(۱)، چنانچہ انہوں نے وہاں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا. بنابریں اگر کسی عورت کو عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی کیفیت لاحق ہوجائے، تو اسے بھی دوبارہ عمرہ کرنے کی اجازت ہے، رہا بعض حاجیوں کا بار بار تنعیم وغیرہ سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا تو یہ مناسب نہیں ہے، کیونکہ جب آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو آپ نے تمام صحابہ کرام کے ساتھ ان کے عمرہ سے فراغت کا انتظار کیا، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح کسی دوسرے صحابی کو آپ ﷺ نے دوسرا عمرہ کرنے کی رہنمائی نہیں کی، خاص کر ایسا کرنا بھیڑ میں اضافہ کرنا اور طواف وسعی کرنے والوں کو تنگی میں ڈالنا ہے نیز آپ ﷺ نے اپنے تمام عمرہ کو مکہ جا کر ادا کیا ہے، مکہ سے نکل کر آپ نے کبھی کوئی عمرہ ادا نہیں کیا ہے.

احرام کا لباس ایک چادر اور ایک تہبند ہونی چاہئے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم میں ہر آدمی ایک چادر ایک تہبند اور دو جوتوں میں احرام باندھے(۲)

اور مستحب یہ ہے کہ چادر اور تہبند دونوں سفید ہوں.

---

(۱) تنعیم حدود حرم سے قریب ترین ایک مقام ہے

(۲) مسند امام احمد حدیث نمبر: ۴۸۹۹، اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے.

دوران احرام اگر چادرو تہبند گندہ ہوجائے تو اس کا دھلنا یا بدلنا جائز ہے، اسی طرح محرم دوران احرام بھی غسل کرسکتا ہے، اس لئے کہ امام بخاری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی کے کنواں سے غسل فرمایا تھا (۱) اسی معنی میں ایک حدیث ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے.

بلا تفریق امیر وغریب حاکم ومحکوم سب کا اپنے عام لباس کو اتار کر یکساں چادرو تہبند زیب تن کرنا، موت کے وقت سب کا یکساں کفن پہننے کے منظر کو یاد دلاتا ہے، جب ایک مومن اس منظر کو دیکھتا ہے، تو موت کے لئے اعمال صالحہ کے ذریعہ تیاری شروع کردیتا ہے.

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے والا اگر اپنے وطن یا رہائشی جگہ پر واپس آجاتا ہے، پھر اسی سال حج کرتا ہے تو اس کا حج، حج تمتع نہیں ہوگا، کیونکہ [وطن یا رہائش پر واپس آنیکی وجہ سے] اس کا سفر ختم ہوگیا.

اگر کوئی عمرہ کرنے کے بعد علی سبیل المثال مدینہ جاتا ہے، اور پھر وہاں سے آکر حج کرتا ہے تو اس کا حج تمتع ہوگا، کیونکہ اس کے حج کا سفر باقی ہے، اور اسے

---

(۱) [صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۵۳].

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۸۴۰ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۸۹.

چاہئے کہ [مدینہ کے]میقات سے گزرتے ہوئے حج کا یا ایک دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لے، اور یہی بہتر ہے، اس طرح اسے دو عمرہ اور ایک حج کا فائدہ ہوجائے گا، اس صورت میں اس پر ایک ہی ھدی واجب ہوگی وہی جو حج تمتع کی ھدی ہوگی.

۱۸- جس نے اپنی طرف سے فرض حج یا عمرہ ادا کرلیا ہے، وہ دوسرے ایسے شخص کی طرف سے حج بدل یا عمرہ بدل کرسکتا ہے جس کی طرف سے حج بدل یا عمرہ بدل کیا جاسکتا ہو، خواہ وہ بطور احسان یہ حج وعمرہ کررہا ہو، یا اس کے بدلہ مال لے کر کررہا ہو، لیکن مال لینے کی صورت میں اس کی نیت اس حج سے حصول مال نہ ہو اس لئے کہ عبادت کے ذریعہ یہ مال کمانا انتہائی مذموم ہے، کیونکہ یہ انسان کا اپنی عبادت کے ذریعہ دنیا کمانے کے زمرہ میں داخل ہے.

یاد رکھیں حج کے لئے مال لینا، اور مال کے لئے حج کرنا دونوں میں فرق ہے، مال کے لئے حج کرنا مذموم ہے کیونکہ ایسی صورت میں مال اصل مقصد ہوا اور حج وسیلہ ہوا، اور حج کے لئے مال لینا یہ پسندیدہ ہے کیونکہ ایسی صورت میں حج اصل مقصد ہوا اور مال وسیلہ ہوا، جیسے کوئی انسان حج کرنے کی خواہش رکھتا ہو لیکن اس کے پاس مال نہ ہو ایسی صورت میں کسی سے مال لے کر حج کرتا ہے تو یہ پسندیدہ عمل ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

اور جب حج بدل کر رہا ہو تو جس کی طرف سے حج کر رہا اس کی دل سے نیت کرے، اور زبان سے بھی اس کا اظہار کرنا اس کے لئے جائز ہے، مثلاً یوں کہے (لَبَّيْكَ حَجًّا عَنْ أَبِي) یا (لَبَّيْكَ حَجًّا عَنْ أُمِّي) یا (لَبَّيْكَ حَجًّا عَنْ فُلَانٍ) یعنی لَبَّيْكَ حَجًّا کے بعد جس کی طرف سے حج کرے اس کا نام لے جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو (لَبَّيْكَ حَجًّا عَنْ شُبْرُمَةَ) کہتے ہوئے سنا، تو آپ نے کہا تم نے [اپنی طرف سے] حج کر لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے تم اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرو (۱)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نے اپنی طرف سے حج نہ کیا ہو اس کے لئے دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنا جائز نہیں ہے.

عورت کا مرد کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے جیسا کہ فضل بن عباس رضی اللہ

(۱) المعجم الصغیر للطبرانی: ص ۲۲۶، سند کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے عبدالرحمٰن بن خالد الرقی جنہیں حافظ بن حجر نے صدوق لکھا ہے بنابریں حدیث کی سند حسن ہے نیز علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل ۹۹۴ میں اس حدیث کے کئی طریق ذکر کئے ہیں جس سے یہ سند صحیح لغیرہ تک پہونچ جاتی ہے نیز علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے اور لکھا ہے کہ امام بیہقی، ابن الملقن اور ابن حجر نے بھی اسے صحیح کہا ہے)

عنہما کی حدیث میں خثعمیہ عورت کا اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کا ذکر ہے

اسی طرح مرد کا عورت کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا: ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کا قرض ادا کرو اس کا قرض ادا کرنے کے زیادہ حقدار ہے''.

جن کی طرف سے حج بدل اور عمرہ بدل کرنا جائز ہے وہ تین طرح کے لوگ ہیں، ایک مرا ہو شخص، دوسرا انتہائی بوڑھا جو سواری کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، تیسرا ایسا [کمزور] مریض جس کے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو.

اس سے قبل مذکورہ حدیث جس میں مرد کے اپنی بہن کی طرف سے حج کرنے کا ذکر ہے میت کی طرف سے حج بدل کی دلیل ہے، اور خثعمیہ عورت کا اپنے باپ کی طرف سے حج کرنا بوڑھے آدمی کی طرف سے حج بدل کرنے کی دلیل ہے، یہی حکم اس مریض کا بھی ہے جس کے شفایاب ہونے کی امید نہیں ہے.

تلبیہ

تلبیہ: (لبی) کا مصدر ہے جس کا معنی حج وعمرہ میں (لَبَّيْكَ) کہنا ہوتا ہے، ابھی قریب ہی گزرا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے احرام کے وقت (لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا) کہا تھا.

لفظ (لَبَّيْكَ) کوکسی کی پکار کا اچھے انداز میں جواب دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں ہے کہ صحابہ کرام کو جب آپ ﷺ پکارتے تو کوئی (لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ) اور کوئی (لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ) کہہ کر آپ کا جواب دیتا (۱).

[احرام کے وقت تلبیہ کی حکمت یہ ہے کہ] اللہ رب العالمین نے لوگوں کو حج کے لئے بلایا ہے چنانچہ اس نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام سے کہا: ﴿وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ (۲) اور لوگوں میں حج کی منادی کردے لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی

---

(۱) دیکھئے صحیح بخاری : ۱۲۸، ۴۵۷، ۵۳۷۵، ۶۲۶۸ نمبر احادیث اور سنن ابوداؤد کتاب الادب ، باب الرجل ینادی فیقول: لبیک. حدیث نمبر ۱۶۷، اور کتاب ادب المفرد للامام البخاری میں ہے باب من یقول لبیک عندالجواب، باب نمبر ۴۲۷)

(۲) سورۃ الحج: ۲۷.

بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے.

سواسی پکار کے جواب میں ایک مسلمان میقات پر پہونچا اور احرام باندھا تو اس نے تلبیہ پکارا،تلبیہ کا معنی ہوتا ہے: اے اللہ تو نے مجھے اپنے گھر کے حج کے لئے بلایا،اور میرے یہاں تک پہونچنے کا راستہ آسان کیا،تو اللہ میں اس کے لئے حاضر ہوا.(لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْك) کا معنی یہ ہے کہ: اے اللہ میں بار بار آپ کی پکار کا جواب دینے کے لئے حاضر ہوں.

۲--اللہ کے رسول ﷺ تلبیہ ان الفاظ کے ذریعہ پکارتے تھے:(لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ،لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ،لَا شَرِيْكَ لَكَ) حاضر ہوں اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں: تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں،، بیشک ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں اور ساری نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے.

چنانچہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا تلبیہ اس طرح تھا:(لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ،لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)(۱)

....

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۴۹ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۱۱:.

اور تلبیہ کے ذکر کے بعد بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: آپ ان الفاظ پر زیادہ نہیں کرتے تھے،(۱)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ صحیح مسلم (۲) میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں بھی مروی ہے جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیان کردہ تلبیہ کی طرح ہے، اور صحیح بخاری (۳) میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے البتہ اس میں (لا شريك لك) کا لفظ نہیں ہے، نیز سنن نسائی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری کی شرط پر صحیح سند سے مروی ایک حدیث میں آپ ﷺ کے تلبیہ میں (لبيك اله الحق) کا لفظ بھی ہے.

اور صحیح مسلم کی حدیث (۲۸۱۲) کے بعد ذکر ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تلبیہ میں یہ الفاظ زیادہ کرتے تھے (لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ). اور صحیح مسلم ہی میں حدیث (۲۸۱۴) کے بعد ذکر ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کا تلبیہ پڑھتے اور مزید کہتے:

---

(۱)، صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۹۱۵ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۱۴.

(۲) حدیث نمبر: ۲۹۵۰.

(۳) حدیث نمبر: ۱۵۵۰.

(لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ،لَبَّيْكَ،لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ،لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ).میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں بار بار حاضر ہوں، ساری سعادت اور بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے، میں حاضر ہوں، میں تیرا محتاج ہوں، اور تیرے لئے ہی سارا عمل ہے.

۳- اللہ کے رسول ﷺ کا تلبیہ اثبات توحید اور شرک سے براءت پر مشتمل ہے ،اور یہی کلمہ اخلاص (لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ) کا تقاضا ہے کیونکہ (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ) (اِلَّا اللّٰهُ) کا معنی دے رہا ہے، جب بندہ (لَا شَرِيْكَ لَكَ) کہتا ہے تو اس کے ذریعہ تمام معبودان باطلہ کی الوہیت کا انکار کرتا ہے اور یہی (لَااِلٰهَ) کا معنی ہے. بنا بریں تلبیہ کا وہی مفہوم ہے جو (لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه) کا مفہوم ہے.

حج بھی اپنے علاوہ دیگر عبادت کی طرح ضروری ہے کہ خالص اللہ کے لئے ادا کی جائے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو.

۴- تلبیہ اللہ کی مدح وثنا اور اس کی عظمت کے بیان پر مشتمل ہے، اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہی مالک ملک، نعمتوں سے نوازنے والا، اور ہر قسم کی حمد وثنا کا مستحق ہے.

جبکہ اس سے پہلے مشرکوں کا تلبیہ شرک پر مشتمل اور سراسر توحید کے مخالف تھا،

کیونکہ وہ اپنے تلبیہ میں کہتے تھے،(لبيك لا شريك لك الا شريكا هو لك تملكه وما ملك).میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے سوائے ایسے شریک کے جو فی الواقع تیرا ہی ہے اور جس کا اور اس کی تمام ملکیت کا تو ہی مالک ہے.

چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ جب مشرکین اپنے تلبیہ میں طواف کرتے ہوئے کہتے تھے(لبيك لا شريك لبيك) تو آپ ﷺ کہتے تھے تمہارے لئے ویل ہو اسی پر رک جاؤ، اس پر شرک کا اضافہ نہ کرو، لیکن وہ اس کے بعد کہتے تھے:(الا شريكا هو لك تملكه وما ملك).(۱)

۴-مردوں کے لئے بلند آواز میں تلبیہ پکارنا مستحب ہے، جیسا کہ سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے اور مجھ سے کہا اے محمد! (ﷺ) آپ اپنے ساتھیوں کو حکم دیں وہ تلبیہ پکارتے ہوئے اپنے آواز کو بلند کریں (۲).

البتہ عورتیں تلبیہ پکارتے ہوئے اپنی آواز پست رکھیں گی امام ترمذی نے اپنی

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۸۱۵.

(۲) سنن نسائی حدیث نمبر ۲۷۵۳، حدیث کی سند صحیح ہے.

سنن میں حدیث نمبر (۹۲۷) کے بعد لکھتے ہیں: عورت کو بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا مناسب نہیں ہے.

۵--حج وعمرہ کا احرام باندھنے کے بعد ہی سے حاجی کو تلبیہ پکارنا شروع کرنا چاہئے، اور (قربانی کے دن) جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد تلبیہ پکارنا بند کرے، جیسا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں روایت ہے [کہ آپ ﷺ برابر تلبیہ پکارتے رہے یہاں تک کہ آپ نے بڑے جمرہ کی رمی کی.](۱) حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں (۲) کہ علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی حاجی تلبیہ پکارنا بند کردے گا یا پوری کنکری مارنے کے بعد، جمہور کہتے ہیں کہ پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی تلبیہ پکارنا بند کردے گا، جبکہ امام احمد اور کچھ اصحاب شافعی کہتے ہیں پوری کنکری مارنے کے بعد تلبیہ پکارنا بند کرے گا، دوسرے قول کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام ابن خزیمہ نے جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن الحسین عن ابن عباس کی سند سے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ عرفات سے لوٹا آپ ﷺ برابر تلبیہ پکارتے رہے یہاں تک کہ آپ نے

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۸۵.

(۲) فتح الباری: ۳/۵۳۳.

بڑے جمرہ کی رمی کر لی آپ ہر کنکری کے ساتھ (اللہ اکبر) کہتے اور آخری کنکری پر آپ ﷺ نے تلبیہ پکارنا بند کر دیا.(۱).

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اس سے دیگر احادیث میں موجود ابہام کہ تلبیہ پکارنا آپ نے کب بند کیا تھا کی تفسیر ہو جاتی ہے، اور یہ کہ راوی کا قول (یہاں تک آپ جمرہ عقبہ کی رمی کی) سے مراد یہ ہے کہ آپ نے رمی مکمل کر لی.

عمرہ کرنے والا طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پکارنا بند کر دے گا جیسا کہ سنن بیہقی (۵/۱۰۴) میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل بسند صحیح مروی ہے، اور امام ترمذی حدیث نمبر (۹۱۹) کے بعد لکھتے ہیں: یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے، اسی کے قائل سفیان، احمد، شافعی، اسحق رحمہم اللہ بھی ہیں، البتہ امام ترمذی نے جو حدیث اس کے بارے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے اس کی سند ضعیف ہے.

---

(۱) صحیح ابن خزیمہ: حدیث نمبر ۲۸۸۷، ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنے شیخ عمر بن حفص بن غیاث الشیبانی عن ابیہ سے اسی سند اور متن کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کے بعد لکھتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آخری کنکری مارنے کے بعد تلبیہ پڑھنا بند کیا ہے نہ کہ پہلی کنکری مارنے کے ساتھ البتہ سند میں ان کے شیخ عمر کا نام غلطی سے محمد لکھ دیا گیا ہے، لیکن بیہقی (۵/۱۳۷) نے ابن خزیمہ کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جس میں انہوں صحیح نام ذکر کیا ہے .

مسجد حرام میں داخلہ

۱-مسجد حرام کا اطلاق دو جگہوں پر ہوتا ہے ایک وہ مسجد جس میں کعبہ شریف واقع ہے، اور دوسرا پورا شہر مکہ، جیسا کہ اللہ رب العالمین کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا ﴾[التوبۃ:۲۸] اے ایمان والو! بیشک مشرکین بالکل ہی ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں.

۲-مسجد حرام یا دیگر مساجد میں داخل ہوتے ہوئے سب سے پہلے دایاں قدم آگے بڑھائیں جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے مستدرک حاکم میں مروی ہے (۱) اور یہ دعا پڑھیں! (بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، اَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ) میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اے اللہ درود وسلام نازل فرما! اللہ کے رسول (ﷺ) پر، میں بزرگ وبالا اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، اس کے باعزت چہرہ

---

(۱) المستدرک للحاکم، ۲۱۸/۱، اور امام مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان موافقت کی ہے.

اور اس کے قدیم طاقت کے وسیلہ سے شیطان مردود (کے شر) سے، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے.(۱)

۳- حج وعمرہ کرنے والے کے لئے جس دروازہ سے بھی مسجد حرام میں داخل ہونا آسان ہو اس سے وہ داخل ہوسکتا ہے، مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد اس کی نظروں کے سامنے کعبہ اپنی حقیقی صورت میں موجود ہے جسے وہ کبھی تصویروں میں دیکھا کرتا تھا، اس کی نگاہیں طواف اور نماز پڑھنے والوں کے ایمان پرور منظر سے دوچار ہوتی ہیں یہی وہ کعبہ ہے جس کی طرف چار دانگ عالم سے تمام مسلمان اپنی نمازوں اور دعاؤں میں متوجہ ہوتے ہیں، یہ وہ محور ومرکز ہے جس کی طرف تمام مسلمان دائرہ کی شکل میں اپنی نمازوں میں متوجہ ہوتے ہیں، سب سے چھوٹا وہ دائرہ ہوتا ہے جو بیت اللہ شریف کے زیر سایہ ہوتا ہے، اور سب سے بڑا دائرہ وہ ہوتا ہے جو دنیا کے آخری سمت میں ہوتا ہے.

۴- جب مسجد حرام میں طواف کے ارادہ سے داخل ہوں تو تحیۃ المسجد پڑھنے کے بجائے طواف کرنا شروع کردیں یہی طواف اس کے لئے تحیۃ المسجد ہے، پھر اس

---

(۱) (دیکھئے: صحیح مسلم حدیث نمبر:۱۶۵۲، سنن ابوداؤد حدیث نمبر:۴۶۶، جامع ترمذی: حدیث نمبر:۳۱۴، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی حدیث نمبر:۸۹، وفضل الصلاۃ علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضی حدیث نمبر:۸۲).

کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے ، البتہ اگر مسجد میں نماز یا تلاوت کلام پاک کرنے وغیرہ کی غرض سے داخل ہوتو اس وقت تحیۃ المسجد نماز ہے. جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے.(۱)

طواف

۱--طواف ایک عبادت ہے جسے اللہ رب العالمین نے مشروع کیا ہے،اور یہ بیت اللہ شریف کی خصوصیات میں سے ہے،لہذا بیت اللہ کے علاوہ کسی قبر وغیرہ کا طواف کرنا قطعا ناجائز ہے،اگر کوئی بیت اللہ کو چھوڑ کر کسی اور چیز کا طواف کرتا ہے ،تو یہ بدعت اور شریعت میں ایسا اضافہ ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے.
لہذا یہ کہنا تو صحیح ہوگا کہ ہر جگہ کتنے صدقہ کرنے والے، کتنے نماز پڑھنے والے ،اور کتنے ذکر کرنے والے لوگ ہیں، البتہ یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ اللہ کے لئے طواف کرنے والے ہر جگہ کتنے لوگ موجود ہیں، کیونکہ شرعی طور پر سوائے کعبہ کے اردگرد طواف کا وجود ہی نہیں ہے.
۲-طواف کئی طرح کے ہوتے ہیں کچھ طواف تو حج میں رکن ہیں جیسے طواف

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۱۱۶۳ وصحیح مسلم حدیث نمبر۱۶۵۴. بروایت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ

زیارت اور عمرہ میں طواف عمرہ ،اور کچھ واجب ہیں جیسے طواف وداع ، اور کچھ مستحب ہیں جیسے مذکورہ طواف کو چھوڑ کر بقیہ دیگر طواف ،طواف افاضہ اور طواف عمرہ کے رکن ہونے کی دلیل حج وعمرہ کے ارکان میں اور طواف وداع کے وجوب کی دلیل حج وعمرہ کے واجبات میں گزر چکی ہے.

بیت اللہ کے طواف کی عمومی فضیلت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے شمار کر کے سات چکر بیت اللہ کا طواف کیا اسے ایک غلام کے آزاد کرنے کی طرح اجر ملے گا (۱)

طواف کرنے والا دوران طواف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتا ہے،ان دونوں کے استلام کی فضیلت میں عبداللہ بن عبید بن عمیر نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ابوعبدالرحمٰن کیا وجہ ہے میں آپ کو انہیں دونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) رکنوں کو استلام کرتے ہوئے دیکھتا ہوں؟؟ تو آپ نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے،ان کا چھونا گناہوں کو مٹادیتا ہے،اور نیز میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، جو بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے..(۲)

....

(۱) سنن ترمذی حدیث نمبر: ۹۵۹ شرح السنہ حدیث نمبر ۱۹۱۶ امام ترمذی اور امام بغوی نے کہا یہ حدیث حسن ہے.

(۲) سنن النسائی: حدیث نمبر ۲۹۱۹.

۳-بیت اللہ کا طواف سات چکر ہوگا، ہر چکر کو حجر اسود سے شروع ہوگا اور وہیں پر ختم ہوگا.حجر اسود کعبہ شریف کے اس گوشہ میں ہے جو باب کعبہ سے ملا ہوا ہے.

طواف کرنے والا ناپاکی اور گندگی سے پاک ہو،طواف کے وقت بیت اللہ شریف کو بائیں طرف کرے، حطیم کعبہ (وہ جگہ جو بیت اللہ کے قریب چھوٹی دیواروں کے درمیان ہے) کے پیچھے سے طواف کرے، کیونکہ وہ بیت اللہ ہی کا ایک حصہ ہے،اگر کوئی حطیم کے اندر سے طواف کرتا ہے تو اس کا طواف صحیح نہیں ہے خواہ ایک چکر کیوں نہ ہو،اس لئے کہ اس صورت میں اس نے پورے کعبہ کا طواف نہیں کیا،آپ ﷺ ہمیشہ حطیم کعبہ کے باہر سے طواف کرتے تھے.

وہی طواف صحیح ہوگا جو مسجد کے اندر سے ہو،مسجد کے باہر سے طواف کرنا صحیح نہیں ہے، ابن منذر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں: تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مسجد کے باہر سے طواف کرنا کافی نہیں ہوگا.(۱).

۴-جب طواف کرنے والا حجر اسود کے سامنے آئے ،تو اگر بوسہ دے سکتا ہے تو بوسہ دے، ورنہ ہاتھ یا دیگر کسی چیز سے استلام کرے (چھوئے) پھر جس چیز سے استلام کیا ہے اس کا بوسہ دے، اگر استلام بھی ممکن نہ ہو تو اس کی طرف صرف اشارہ کرے، بوسہ دینے کی دلیل صحیح بخاری ومسلم میں عابس بن ربیعہ کی حدیث

(۱)الاجماع:ص۶۲

ہے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے، اور اس کا بوسہ لیا اور (حجر اسود کی طرف متوجہ ہوکر) کہا: مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر اللہ کے رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا.(۱)

اسی طرح زبیر بن عربی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے استلام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اس کو بوسہ دیتے ہوئے اور استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے(۲)

استلام اور جس سے استلام کیا ہے اس کے بوسہ دینے کی دلیل صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جسے نافع رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے حجر اسود کا اپنے ہاتھ سے استلام کیا اور پھر ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا میں نے جب سے میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اس وقت سے اب تک میں نے ایسا کرنا کبھی نہیں ترک کیا ہے(۳)

اسی طرح ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۷ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۷۰.
(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۱۱.
(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۶۵.

بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، آپ اپنی چھڑی سے حجر اسود کا استلام کرتے تھے ،اور پھر اس چھڑی کو بوسہ دیتے تھے.(۱)

اشارہ کرنے کی دلیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اونٹ پر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، آپ جب بھی حجر اسود کے قریب آتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے تھے.(۲)

اگر حجر اسود کو بوسہ دینا یا استلام کرنا کسی کو تکلیف دیئے بغیر حاصل نہ ہوتو بغیر بوسہ اور استلام کے آگے بڑھ جائے کیونکہ اس کا استلام کرنا مستحب ہے اور لوگوں کو تکلیف دینا حرام ہے، اور مستحب کی ادائیگی حرام کا ارتکاب کر کے کرنا جائز نہیں ہے.

حجر اسود کو بوسہ دینے یا استلام کرنے کے وقت (بِسْمِ اللّٰہِ وَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہے اور اشارہ کرتے وقت (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہے، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اونٹ پر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کیا، آپ جب بھی حجر اسود کے قریب آتے تو اس کی طرف کسی چیز سے اشارہ کرتے اور (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہتے تھے.(۳)

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۷۷.
(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۱۲.
(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۱۳.

حجر اسود کے استلام کے وقت (بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) یعنی تکبیر و بسم اللہ دونوں کا کہنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح وارد ہے جسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی کتاب التلخیص الحبیر (۲/۲۴۷) میں فرماتے ہیں :بیہقی نے اور طبرانی نے اوسط اور کتاب الدعاء میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ جب بھی حجر اسود کا استلام کرتے تو (بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) کہتے تھے.اس حدیث کی سند صحیح ہے.

۵-- جب طواف کرنے والا رکن یمانی کے سامنے آئے،تو اگر استلام کرنا آسان ہو تو اپنے ہاتھ سے استلام کرے،لیکن نہ تو رکن یمانی کو بوسہ دے اور نہ ہی استلام کے بعد ہاتھ کو بوسہ دے،اور اگر استلام کرنے میں پریشانی ہو تو بلا استلام کے اپنا طواف جاری رکھے،اس کی طرف اشارہ نہ کرے.جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی ﷺ رکن یمانی اور حجر اسود کے علاوہ بیت اللہ کے کسی اور رکن کا استلام کرتے ہوں.(۲).اسی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے(۳)

---

(۱) سنن بیہقی: ۵/۷۹.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۰۹.

(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۶۶.

رکن یمانی کے بارے میں صرف استلام مشروع ہے، نہ بوسہ دینا ہے، نہ کوئی ذکر ہے اور نہ ہی اشارہ کرنا ہے.

٦-حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوڑ کر دیوار کعبہ کے کسی حصہ کا استلام کرنا مشروع نہیں ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی سابقہ احادیث میں گزرا، اسی طرح یعلی بن امیہ کا اثر ہے کہ: میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا تو جب میں اس کونے کے قریب ہوا جو حطیم اور باب کعبہ کے درمیان ہے، تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا تا کہ آپ اس کا استلام کرلیں، تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ طواف کیا ہے؟ تو میں نے کہا ہاں، تو آپ نے کہا کیا تم نے اللہ کے رسول ﷺ کو اس کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں تو آپ نے کہا کہ اسے تم ترک کردو تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کا عمل بہترین نمونہ ہے(١)

٧-جس طرح کعبہ کی دیواروں کو بوسہ دینا، اور رکن یمانی اور حجر اسود کو چھوڑ کر بقیہ کونوں کا استلام کرنا صحیح نہیں ہے، اسی طرح دنیا کے کسی اور پتھر اور عمارت کا بوسہ دینا، اور استلام کرنا صحیح نہیں ہے، بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ انہیں چیزوں کو بوسہ دینے اور استلام کرنے پر اکتفا کریں جن کا ثبوت اللہ کے

---

(١) مسند الامام احمد ٢٥٣، اس حدیث کی سند امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے.

رسول ﷺ سے ہے، جیسے حجر اسود کو بوسہ دینا یا استلام کرنا اور رکن یمانی کا استلام کرنا جیسا کہ اگزشتہ حدیث میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں اللہ کے رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا، تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا.(۱)

امام نووی رحمہ اللہ نے مہذب کی شرح المجموع میں ابوعبید اللہ الحلیمی وغیرہ علماء کا قول نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ کی قبر کا طواف کرنا ناجائز ہے، اور آپ کی قبر کی دیواروں سے پیٹ یا پشت کا چمٹانا مکروہ ہے، اسی طرح آپ کی قبر کا بوسہ دینا اس کا چھونا بھی مکروہ ہے بلکہ ادب کا طریقہ یہ ہے کہ (زائر) آپ کی قبر سے دور کھڑا ہو جس طرح اگر آپ کی زندگی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ادب سے پیش آتا اور دور کھڑا ہوتا.

علماء کی یہی متفق علیہ بات صحیح اور درست ہے. آدمی کو عوام الناس کا عمل دیکھ کر دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ پیروی رسول صحیح احادیث پر عمل کرنے میں ہے، عوام الناس اور جاہلوں کی ایجاد کردہ بدعتیں قطعا قابل توجہ نہیں ہیں، صحیح بخاری

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۷ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۷۰.

(۲) المجموع شرح مہذب ۲۰۶/۸

ومسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :(جس نے ہمارے دین (اسلام) میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں نہ ہوتو وہ مردود ہے).اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:(جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں میرا کوئی حکم نہ ہوتو وہ مردود ہے) اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(میری قبر کو تم عیدگاہ نہ بنانا،تم جہاں رہو وہیں سے مجھ پر درود بھیجو،تمہارا درود ہم تک پہونچ جائے گا)(۱)

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں ،ھدایت کی راہ اپناؤ،اس پر کم چلنے والوں سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا ،اور گمراہی کے راستہ سے بچو![اس راہ پر چل کر] بکثرت ہلاک ہونے والوں سے فریب نہ کھاؤ!

اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ہاتھ سے چھونا وغیرہ حصول برکت کا سبب ہے ،تو یہ اس کی جہالت وغفلت ہے ، کیونکہ اصل حصول برکت شریعت کی موافقت میں ہے،حق کی مخالفت کرکے برکت نہیں حاصل کی جاسکتی ہے.

امام نووی نے جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ صحیح بخاری میں حدیث نمبر(۲۶۹۷)اور صحیح مسلم میں حدیث نمبر(۴۴۹۲)عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے اور دوسری روایت صحیح مسلم میں حدیث نمبر(۴۴۹۳)ہے.اور یہ معنی کے

....

(۱) صحیح سنن ابوداود:۲/۳۸۳ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے.

لحاظ سے زیادہ عام ہے کیونکہ یہ روایت اس شخص کو شامل ہے جو عمل کررہا ہے خواہ وہ عمل اس نے دین میں خود ایجاد کیا ہے یا دوسروں کے ایجاد کردہ بدعت پر عمل کررہا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کی قبر یا دیگر انبیاء وصالحین جیسے صحابہ یا اہل بیت وغیرہ کے قبر کی زیارت کرے تو وہ اسے [برکت کے لئے] چھوئے اور نہ ہی اسے بوسہ دے، بلکہ پوری دنیا میں جتنے جمادات ہیں ان میں حجر اسود کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا بوسہ دینا مشروع ہو،(۱) بخاری اور مسلم میں یہ حدیث ثابت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا: مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان ،اور اگر میں اللہ کے رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا.(۲).اس لئے باتفاق تمام علماء حطیم کعبہ کے قریب کونوں یا دیوار کعبہ یا مقام ابراہیم یا بیت المقدس میں صخرہ یا کسی نبی یا نیک انسان کی قبر کو بوسہ دینا مسنون نہیں ہے.

---

(۱) مجموع فتاوی ۲۷/۷۹

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۷ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۳۰۷۰.

۸- دوران طواف کوئی مخصوص ذکر اور دعاء اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے، لہذا طواف کرنے والے کو جو بھی میسر ہو اپنے رب کا ذکر اور دعاء کرتا رہے، اور تلاوت کلام پاک کرتا رہے، البتہ اللہ کے رسول سے ماثور دعاؤں اور اذکار کا پڑھنا افضل اور بہتر ہے، اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّار﴾(۱) اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما! اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا!

رہا کچھ لوگوں کا ہر چکر میں مخصوص دعائیں پڑھنا تو اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ یہ دین میں ایک نئی ایجاد کردہ بدعت ہے.

حجر اسود کا بوسہ اور حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرنا یہ طواف کے ساتھ خاص ہے، اس لئے کہ طواف کے علاوہ دیگر اوقات میں حجر اسود کا بوسہ دینا یا حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرنا اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے، البتہ حجۃ الوداع میں سنت طواف پڑھنے کے بعد آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے حجر اسود کا استلام کیا تھا، جیسا کہ صحیح مسلم (۲) میں جابر بن عبداللہ کی لمبی حدیث میں ہے.

بنابریں یہی افضل اور بہتر ہے کہ انہیں اوقات میں ہم ان کا استلام یا بوسہ دیں جن میں اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے.

---

(۱) البقرۃ:۲۰۱، دیکھئے مسند امام احمد حدیث نمبر ۱۵۳۹۸، وسنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۸۹۲ اور اس کی سند حسن ہے). ☆ (۲) حدیث نمبر (۲۹۵۰)

البتہ اگر کوئی حجر اسود کا استلام بغیر طواف کے کرتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے، اس لئے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بلا طواف حجر اسود کا استلام کرنا ثابت ہے، جیسا کہ امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے کہ آپ مسجد سے اس وقت تک نہیں نکلتے تھے جب تک آپ حجر اسود کا استلام نہیں کر لیتے تھے، خواہ آپ نے طواف کیا ہو یا طواف نہ کیا ہو(۱)

۱۰/ طواف عمرہ، حج قران اور حج افراد کے طواف قدوم میں اضطباع کرنا مستحب ہے، یعنی احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے گزار کر چادر کے کنارے کو بائیں کندھے پر ڈال لینا. یہ عمل ساتوں چکروں میں مشروع ہے. جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے جعرانہ سے عمرہ کیا، بیت اللہ کے طواف کے دوران رمل کیا اور اپنی چادروں کو دائیں بغل کے نیچے سے گزار کر اپنے بائیں کندھوں پر ڈال لیا.(۲).اسی طرح یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حالت اضطباع میں طواف کیا اور آپ کے اوپر ایک چادر تھی.(۳)

---

(۱) حدیث نمبر (۱۳۵۷۱) یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے.

(۲) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۸۸۴، اس کی صحیح سند ہے.

(۳) سنن ترمذی حدیث نمبر: ۸۵۹.

اضطباع صرف اسی طواف [قدوم] کے ساتھ خاص ہے بقیہ عام حالات احرام میں چادر دونوں کندھوں پر ہونی چاہئے.

١١رطواف عمرہ، حج قران اور حج افراد کے طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں مردوں کے لئے رمل کرنا مستحب ہے، اور رمل چھوٹے قدم تیز چلنے کو کہتے ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے عمرہ قضاء میں کیا تھا(١).

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب حج وعمرہ میں پہلا طواف کرتے تو پہلے تین چکروں میں تیز چلتے، اور بقیہ چار چکروں میں معمول کے مطابق چلتے تھے(١)

اور جابر رضی اللہ عنہ کی صفت حج کے متعلق لمبی حدیث میں ہے: (یہاں تک ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ آئے، آپ نے حجر اسود کا استلام کیا تین چکروں میں آپ نے رمل کیا اور بقیہ چار چکروں میں معمول کے مطابق چلے)(٢)

البتہ عورتوں کے لئے رمل مشروع نہیں ہے، ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام علماء کا اجماع ہے کہ طواف وسعی کرتے ہوئے عورتوں کے لئے رمل کرنا مشروع نہیں ہے(٣)

---

(١) صحیح بخاری حدیث نمبر١٦٠٢ اور صحیح مسلم حدیث نمبر٣٠٥٩.

(٢) صحیح بخاری حدیث نمبر١٦٠٣ اور صحیح مسلم حدیث نمبر٣٠٤٩.

(٣) صحیح مسلم حدیث نمبر٢٩٥٠.

(٤) الاجماع: ٦١.

۱۲--رمل کی مشروعیت کا پس منظر یہ ہے کہ آپ ﷺ جب صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ قضاء ۷ ھ میں مکہ تشریف لائے ،تو مشرکین مکہ نے آپس میں کہا تمہارے پاس ایسے لوگ آرہے ہیں جنہیں یثرب کے بخار نے کمزور کردیا ہے،آپ ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو کافروں کے سامنے اپنی
قوت کا اظہار کرنے کے لئے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنے کے لئے حکم دیا(۱)اور یہ(الحرب خدعة)جنگ فریب کا نام ہے،(۲) کی بہترین مثال ہے.

پھر چونکہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے دوبارہ رمل کیا ت(جیسا کہ ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما کی سابقہ احادیث میں ہے)واسی وقت سے ہمیشہ ہمیش کے لئے رمل کی مشروعیت برقرار ہوگئی.

نیز صحیح بخاری میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب رمل سے ہمیں کیا سروکار ہے، ہم نے تو اسے مشرکوں کو دکھایا تھا ،اب تو اللہ نے انہیں ہلاک کردیا ہے، پھر خود ہی فرمایا: لیکن چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے کیا ہے اس لئے ہم نہیں پسند کرتے ہیں کہ جسے آپ نے کیا ہے ہم اسے چھوڑ دیں.(۳)

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۱۶۰۲ وصحیح مسلم حدیث نمبر۳۰۵۹.
(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر۳۰۳۰ وصحیح مسلم حدیث نمبر۴۵۳۹.
(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر۱۶۰۴.

۱۳--اگر چکروں کی تعداد میں کسی کو شبہ ہوجائے تو اسے چاہئے کہ غالب گمان پرعمل کرے، ورنہ یقین پرعمل کرے، مثال کے طور پر اگر کسی کو شک ہوجائے کہ یہ پانچواں چکر ہے یا چھٹا، تو اگر اس کا غالب گمان ہے کہ یہ چھٹا چکر ہے تو اسے چھٹا ہی مانے اور ایک چکر کر کے طواف مکمل کرلے، اور اگر غالب گمان نہیں ہے تو یقین پرعمل کرے یعنی کم کو بنیاد بنائے، اسے پانچواں چکر مانے، دو چکر اور کر کے طواف مکمل کرے، دوران طواف اگر نماز کی اقامت ہوجائے، تو وہیں طواف روک کر نماز پڑھ لے پھر نماز سے فراغت کے بعد نماز ہی کے جگہ سے طواف شروع کر کے باقی چکروں کو پورا کرے.

۱۴- طواف سے فراغت کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴾اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد﴿ قُلْ هو الله احد﴾ پڑھے، اگر بھیڑ وغیرہ کیوجہ سے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز نہ پڑھ سکے تو مسجد کے کسی بھی حصہ میں سکتا ہے. اس نماز کا ذکر صفت حج کے متعلق جابر رضی اللہ عنہ سے مروی لمبی حدیث میں ہے .(۱) نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا سات چکر طواف کیا، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی، پھر آپ صفا کی طرف چلے گئے (۲)

....

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۵۰].

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۲۷ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۹۹.

آب زمزم کا پینا

۱-آب زمزم کا پینا مستحب ہے یہ وہی پانی ہے جسے اللہ نے اپنے نبی اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام اوران کی والدہ ھاجر کے لئے جاری کیا تھا جو تا ہنوز رواں وجاری ہے،آب زمزم کے جاری ہونے کے قصہ کی تفصیل صحیح بخاری (۱) میں مذکور ہے.

حجۃ الوداع کے موقعہ آپ ﷺ نے طواف وداع اور مقام ابراہیم کے پیچھے سنت طواف ادا کرنے کے بعد آب زمزم پیا تھا،اور اپنے سر پر بھی ڈالا تھا جیسا کہ مسند امام احمد میں مروی ہے(۲) اسی طرح آپ نے طواف افاضہ کے بعد آب زمزم پیا تھا.جیسا کہ صفت حج کے متعلق جابر رضی اللہ عنہ سے مروی لمبی حدیث میں ہے(۳)

۲-آب زمزم کی فضیلت صحیح مسلم میں ابوذر سے مروی ایک لمبی حدیث میں وارد ہے،جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک آب زمزم بابرکت ہے،اور

(۱) حدیث نمبر ۳۳۶۴.
(۲) مسند امام احمد: حدیث نمبر ۱۵۲۴۳ حدیث کی سند صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے.
(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر: ۲۹۵۰.

بہترین غذا ہے .(۱) اس حدیث کو ابوداؤد طیالسی نے امام مسلم ہی کی سند سے روایت کیا ہے جس میں یہ اضافہ ہے کہ (یہ بیماری کا شفا ہے)(۲)

اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (آب زمزم ہر اس چیز کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے)(۳)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (آب زمزم تمام پانیوں کا سردار سب سے زیادہ عزت والا اور گراں قدر ہے، دلوں کو سب سے زیادہ پسندیدہ، بیش قیمت، اور لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ عمدہ ہے)(۴)

۳/ حج وعمرہ کرنے والوں کو آب زمزم اپنے وطن لے جانا چاہئے تا کہ خود اسے پئیں اور دوسروں کو بھی پیش کر سکیں، اسے شفا کے لئے بطور علاج استعمال کریں، اور دوسروں کو ہدیہ میں دیں، یہ بہترین تحفہ ہے کیونکہ اسے اللہ نے بابرکت بنایا ہے، اور اس میں شفا رکھا ہے، امام ترمذی نے سنن ترمذی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بسند حسن روایت کیا ہے کہ وہ آب زمزم اپنے ساتھ لے جاتی تھیں اور کہتی

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ٦٣٥٩.

(۲) مسند ابوداؤد طیالسی حدیث نمبر ۴۵۹

(۳) سنن ابن ماجہ: ۳۰٦۲، وغیرہ اس حدیث کو بعض محدثین نے حسن قرار دیا ہے اور بعض نے صحیح کہا ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے امام البانی کی کتاب ارواء الغلیل ص ۱۱۲۳

(۳) زاد المعاد ۴/۳۹۲.

تھیں کہ اللہ کے رسول ﷺ بھی آب زمزم اپنے ساتھ لے جاتے تھے(۱)

صفاومروہ کے درمیان سعی

۱-عمرہ کرنے والے طواف عمرہ کے بعد صفاومروہ کی سعی کے لئے جاتے ہیں، اسی طرح حج قران اور حج افراد کرنے والے بھی طواف قدوم کے بعد صفاومروہ کی سعی کریں، البتہ ان کے لئے جائز ہے کہ صفاومروہ کی سعی کو موخر کر کے طواف افاضہ کے بعد کریں. اللہ کے رسول ﷺ نے حج قران کیا تھا اور طواف قدوم کے بعد آپ نے صفاومروہ کی سعی کی تھی جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں ہے(۲) صفاومروہ کے درمیان سعی کا حکم حج وعمرہ کے ارکان کے بیان میں گزر چکا ہے.

بہتر ہے کہ سعی طواف کے فورا بعد ہو البتہ اگر کسی ضرورت کے پیش نظر سعی کو طواف سے موخر کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

۲-صفاومروہ کے درمیان سعی سات چکر ہے، آغاز صفا سے کرے گا اور اختتام مروہ پر کرے گا، صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ہوگا،

.(۱).(جامع ترمذی حدیث نمبر:۹۶۳اس کی سند حسن ہے)

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۹۵۰.

صفا سے مروہ تک طاق والے عدد ہیں یعنی ایک ،تین، پانچ ،اور سات اور مروہ سے صفا تک جفت والے عدد ہیں یعنی: دو، چار، اور چھ.

سعی شروع کرنے کے لئے جب صفا کے قریب ہوتو یہ آیت کریمہ پڑھے ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّهِ ﴾(١) صفااور مروہ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہیں.

اس کے بعد کہے(نَبْدَأُ بِمَا بَدَءَ اللّهُ بِهِ) ہم وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے اللہ نے شروع کیا ہے.اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی لمبی حدیث میں ہے.آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے مروہ سے پہلے صفا کا ذکر کیا ہے،اس لئے ہم عملا اپنی سعی کا اسی سے آغاز کرتے ہیں جس کا ذکر اللہ نے اپنے قول میں پہلے ذکر کیا ہے.

ہر چکر میں صفا اور مروہ کے درمیان پوری مسافت کی سعی کرنی چاہئے ، ہر چکر میں دونوں سبز لائٹوں کے درمیان تیز سعی کرنی چاہئے ،(حقیقت میں یہ جگہ پہلے وادی تھی)اس جگہ کے علاوہ بقیہ اور جگہوں میں عام چال چلنا چاہئے.جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں اس کا بیان موجود ہے(٢)

....

(١)سورۃ البقرۃ:١٥٨.

(٢) صحیح مسلم حدیث نمبر:٢٩٥٠

ہر چکر میں صفااور مروہ پر قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو اللہ کی وحدانیت وکبریائی بیان کرے اور یہ دعا پڑھے (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ،لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ)اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ اکیلا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں ہے،اسی کے لئے ساری بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر طرح کی تعریف ہے،وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے ،اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ اکیلا ہے،اس نے اپنا وعدہ پورا کردیا، اور اپنے بندہ کی مدد کردی،اور اکیلے تمام جتھوں کو شکست دی.پھر اس کے درمیان دعا کرے اور تین بار ایسے کرے.جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں اس کا بیان موجود ہے(۱).

سعی کے لئے کوئی خاص دعا اور ذکر نہیں ہے بلکہ طواف کرنے والے کو دوران طواف دعا،ذکر،اور تلاوت کلام پاک میں مشغول رہنا چاہئے (۲)

۳/صفاومروہ کی سعی کے لئے طہارت شرط نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے کوئی

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۹۵۰.

(۲) ماثور دعاؤں کا اہتمام کرنا عام دعاؤں سے زیادہ بہتر ہے،البتہ کسی خاص دعا کا کسی خاص چکر سے مربوط کرنا بدعت ہے .

اپنی کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں: کہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی بلا طہارت سعی کرلے تو اس کی سعی صحیح ہے(۱)

۴- درحقیقت سعی ام اسماعیل ھاجر علیہما الصلاۃ والسلام کی سنت ہے، جن کا تفصیلی واقعہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، (۲) جس میں ہے بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: صفا ومروہ کے درمیان لوگوں کے سعی کی یہی وجہ ہے.

۵-سعی صرف حج وعمرہ میں ہی ادا کیا جاسکتا ہے، اسے نفلی ادا کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، جیسا کہ اس سے پہلے گزرا یہ حج وعمرہ کا رکن ہے، البتہ طواف نفلی ادا کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے اس کا بیان گزر چکا ہے.

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

اللہ تعالی کے اس قول ﴿ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴾ (۲) میں تطوع سے مراد نفلی حج اور عمرہ ہے نہ کہ نفلی سعی، ابن جریر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی فرض حج وعمرہ کی ادائیگی کے بعد نفلی حج وعمرہ کرتا ہے

---

(۱) الاجماع:۶۳.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر:۳۳۶۴.

(۳) سورۃ البقرۃ:۱۵۸.

تو اللہ تعالی اس کی اس نفلی عبادت کو جسے اس نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے کیا ہے قدر کرتا ہے، اس کی نیت سے واقف ہے، اور اسے اس کا وہ بدلہ دے گا.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے طحاوی کا یہ قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: جو لوگ اللہ کے اس قول﴿ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴾[البقرة:] سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ [نفلی] سعی کرنا مستحب ہے، ان کے لئے یہ حجت نہیں ہے. کیونکہ اس کا تعلق حج وعمرہ سے ہے نہ کہ خاص کر کے سعی سے، اس لئے کہ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ بلا حج وعمرہ کے صرف نفلی سعی کرنا مشروع نہیں ہے والله اعلم.

امام نووی رحمہ اللہ جابر رضی اللہ عنہ کے حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: (اس بات کا بیان کی سعی بار بار نہ کی جائے) جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول: (آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے صفا اور مروہ کے درمیان صرف ایک سعی کی...الخ) یعنی صرف پہلی سعی.، اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ حج وعمرہ میں صرف ایک ہی بار سعی کرنی ہے دو بار نہیں کرنی چاہئے بلکہ بار بار سعی کرنی مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے، کچھ علماء کہتے ہیں کہ اللہ کے اس قول﴿ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللّهَ

(۱) فتح الباری ۴۹۹/۳.

(۲) شرح صحیح مسلم ۲۴/۹.

شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴾ [البقرة:] میں تطوع سے مراد ہر طرح کے مشروع نفلی اعمال ہیں، جیسے نفلی نماز، صدقہ، روزہ، حج، عمرہ، تلاوت قرآن وغیرہ

شیخ سعدی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کریمہ کے معنی کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جس قدر اللہ کی اطاعت میں نیک اعمال کرے گا، اسی قدر اس کے خیر وکمال میں اضافہ اور زیادتی ایمان کی وجہ سے اللہ کے نزدیک اس کے مکان ومرتبہ میں اضافہ ہوگا، یہاں تطوع کے ساتھ خیر کا اضافہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی بطور تطوع ایسا بدعی عمل کرتا ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع نہیں کیا ہے، تو اسے تھکاوٹ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں اور یہ عمل اس کے لئے خیر نہ ہوگا، بلکہ اگر یہ جانتے ہوئے کہ یہ عمل مشروع نہیں ہے پھر بھی کرتا ہے تو اسے اس کا گناہ ہوگا.

☆

حلق یا تقصیر

۱--حلق یا تقصیر(بال کا منڈ وانا یا تر شوانا) حج اور عمرہ میں واجب ہے، جیسا کہ واجبات حج وعمرہ میں دلائل کے ساتھ گزرا ہے.

۲-- حج میں حلال ہونے کے لئے بال کا منڈ وانا افضل ہے،اسی طرح اگر حج تمتع کا عمرہ نہیں ہے تو عمرہ سے بھی حلال ہونے کے لئے بال کا منڈ وانا افضل ہے،البتہ اگر عمرہ حج تمتع کا ہے لیکن حج سے اتنی مدت پہلے کر رہا ہے کہ حج تک بال اگ سکتے ہیں تو عمرہ تمتع سے بھی حلال ہونے کے لئے بال کا منڈ وانا افضل ہے،اور اگر تمتع کا عمرہ حج کے بالکل قریب کرتا ہے تو ایسی صورت میں بال کا کٹوانا بہتر ہے تا کہ جب حج سے حلال ہو تو منڈ وانے کے لئے بال رہیں کیونکہ جن صحابہ کرام نے آپ کے ساتھ حج تمتع کیا تھا، جب چار ذی الحجہ کو آپ کے ساتھ مکہ آئے تو انہوں نے عمرہ سے فراغت کے بعد بال کٹوا لئے جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث (۱) میں ہے کہ تمام لوگ حلال ہو گئے اور اپنے بال کٹوا لئے سوائے اللہ کے رسول ﷺ اور وہ لوگ جو اپنے ساتھ ھدی لائے تھے.

اس مذکورہ حالت کو چھوڑ کر بقیہ تمام حالات میں بال کا منڈ وانا کٹوانے سے

(۱) صحیح مسلم:۲۹۵۰.

بہتر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے منڈوانے والے کے حق میں تین بار مغفرت کی دعا فرمائی ہے اور کٹوانے والے کے حق میں صرف ایک بار(۱) اور اس لئے بھی کہ پورے سر کے بال کے منڈوانے میں ترک زینت ہے جو حج میں ایک عبادت ہے اور قربت الٰہی کا باعث ہے.

۳-حلق یا تقصیر مردوں کے لئے پورے سر کا ہونا چاہئے ،لہذا چند بالوں کا کاٹنا یا منڈوانا کافی نہ ہوگا،تقصیر قینچی یا دیگر الکٹرانک آلات سے ہوگا،اور حلق استرا سے کروانا چاہئے.

البتہ عورتوں کے لئے صرف تقصیر ہے وہ حلق نہیں کرواسکتی ہیں،انہیں ہر چوٹی سے انگلی کے پور برابر بال کاٹنا ہے،جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:عورتوں کے لئے حلق نہیں ہے ان کے لئے صرف تقصیر مشروع ہے.(۲)

۴-حج وعمرہ سے حلال ہوتے وقت محرم کے لئے بذات خود اپنے بال کو مونڈنا یا کاٹنا جائز ہے،اسی طرح حلال ہونے کے لئے دوسروں کے بال کو بھی کاٹنا یا مونڈنا جائز ہے، کیونکہ یہ ممنوعات احرام کے ارتکاب کے قبیل سے نہیں ہے، بلکہ یہ حج وعمرہ کے ایک واجب کے ادائیگی کے قبیل سے ہے.

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۷۲۸ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۱۴۸.

(۲) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۹۸۵،اور اس کی سند صحیح ہے. بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آٹھ ذی الحجہ کو مکہ سے احرام کا باندھ کر منی کے لئے روانگی

۱- یوم ترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کو تمام حجاج خواہ وہ مکہ کے رہنے والے ہوں یا مکہ کے باہر سے آئے ہوئے ہوں اپنے گھروں اور رہائشی جگہوں سے احرام باندھ کر منی جائیں، وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور فجر کی نماز کو ان کے اوقات میں قصر کے ساتھ ادا کریں، کیونکہ جو صحابہ کرام اللہ کے رسول ﷺ کے تھے اور انہوں نے عمرہ کر کے اپنے احرام کو کھول دیا تھا، ان لوگوں نے اور ان کے علاوہ اہل مکہ نے ایسے ہی کیا تھا، البتہ اللہ کے رسول ﷺ اور جو صحابہ کرام اپنے ساتھ ھدی لائے تھے وہ اپنے احرام میں باقی تھے.

اور جو لوگ آٹھ ذی الحجہ سے پہلے ہی منی میں رہائش پذیر ہوں وہ منی ہی سے احرام باندھ لیں، احرام کے لئے انہیں مکہ جانے کی ضرورت نہیں ہے.

۲- جو لوگ مکہ سے احرام باندھ رہے ہیں خواہ وہ مکہ کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آئے ہوں، انہیں احرام باندھنے کے لئے مسجد حرام جانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی حج کے لئے منی جانے سے پہلے بیت اللہ کے طواف وداع کی ضرورت ہے، اور نہ ان کے لئے یہ جائز ہے کہ سعی کو پہلے کر لیں، انہیں طواف

افاضہ کے بعد اس سعی کو کرنا ہے. کیونکہ جن صحابہ کرام نے مکہ سے احرام باندھا تھا انہوں نے یہ سب کچھ نہیں کیا تھا، بلکہ وہ اپنی اپنی جگہوں سے احرام باندھ کر منی چلے گئے تھے.

۳- دوران حج تمام حجاج کے لئے نمازوں میں قصر اور جمع کرنے کا ایک ہی حکم ہے، خواہ مکہ کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آئے ہوں، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے ساتھ مکہ کے حج کرنے والوں کو پوری نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا تھا، اسی طرح امام مالک نے موطا میں بسند صحیح زید بن اسلم سے روایت کیا ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا اے اہل مکہ تم اپنی نماز پوری کرلو ہم لوگ مسافر ہیں. پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منی میں لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی، لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ وہاں بھی آپ نے اہل مکہ کو پوری نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو.(۱)

اور وہ مرفوع حدیث جس میں اللہ کے رسول ﷺ کا اہل مکہ کو مکہ میں پوری نماز پڑھنے کا حکم دینے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے.(۲)

---

(۱) ۱/۴۰۳، اس حدیث کی سند صحیح ہے.

(۲) سنن ابوداؤد حدیث نمبر: ۱۲۲۹.

اہل مکہ کا منی میں جمع اور قصر کرنا حج کی وجہ سے ہے بنابریں اگر کوئی مکہ کا رہنے والا بلا احرام حاجیوں کے ساتھ منی آتا ہے، تو اس کے لئے جمع اور قصر جائز نہیں ہے.

۴- حج تمتع کرنے والے کو اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد یاد آئے کہ عمرہ میں اس نے طواف یا سعی نہیں کی ہے، یا طواف اور سعی کے کچھ چکروں کو چھوڑ دیا ہے تو ایسی صورت میں وہ قارن ہو جائے گا کیونکہ حج کے احرام میں داخل ہونے کے بعد اب اس کے لئے عمرہ پورا کرنے کا مجال نہیں رہ گیا اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آنے والا قصہ ہے، جب وہ حج سے پہلے حیض کی وجہ سے عمرہ نہیں کر سکی تھیں، تو آپ ﷺ نے انہیں (آٹھ ذی الحجہ کو) حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا جس سے ان کا حج، حج قران ہو گیا تھا. (۱)

البتہ اگر حج تمتع کرنے والے نے عمرہ کا طواف وسعی کر لیا ہے، لیکن حلق یا تقصیر کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا ہے، تو اس کا حج، حج تمتع ہی رہے گا، لیکن اس پر دم واجب ہوگا کیونکہ اس نے عمرہ کے ایک واجب کو ترک کیا ہے، یا تو وہ ایک بکری ذبح کرے، یا اونٹ یا گائے کے ساتویں حصہ میں شریک ہو، دم کے گوشت کو خود نہ کھائے بلکہ پورے گوشت کو فقراء حرم میں تقسیم کر دے.

---

(۱) صحیح بخاری: حدیث نمبر ۳۰۵، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۹۱۹.

میدان عرفات میں وقوف

۱- یوم عرفہ [۹ ذی الحجہ] کوطلوع آفتاب کے بعد منی سے میدان عرفات جانا مستحب ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث (۱) سے معلوم ہوتا ہے، عرفہ جاتے ہوئے راستہ میں حاجی تکبیر اور تلبیہ پڑھتے رہیں، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ منی سے عرفات کی طرف نکلے ،ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ تکبیر کہہ رہے تھے (۲)

اسی طرح انس رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ اس دن (۹ ذی الحجہ) اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ آپ لوگ کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا ہم میں سے کچھ لوگ تہلیل (لا الــہ الا اللــہ) کرتے تھے، انہیں کوئی روکتا نہیں تھا، اور کچھ لوگ تکبیر کرتے تھے اور انہیں کوئی روکتا نہیں تھا.(۳)

۲-میدان عرفات میں پہونچنے کے بعد اس بات کی تحقیق کر لینی چاہئے کہ آپ ان علامات کے اندر ہیں جو میدان عرفات کی تحدید کے لئے بنائی گئی ہیں، کیونکہ میدان عرفات میں وقوف حج کا رکن ہے جس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا.

---

(۱) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۹۵۰.

(۲) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۰۹۵.

(۳) صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۶۵۹، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۰۹۷.

،آپ ﷺ نے فرمایا(اَلْحَجُّ عَرَفَةٌ)حج عرفہ ہے،ارکان حج میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے.

۳--میدان عرفات میں وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد شروع ہوتا ہے،اور قربانی کے دن سے پہلے والی رات کو طلوع فجر تک باقی رہتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں زوال کے بعد وقوف کیا تھا،جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور ہے.

بعض علماء کے نزدیک میدان عرفات میں وقوف کا وقت یوم عرفہ کو طلوع فجر کے بعد ہی شروع ہوجاتا ہے، ان لوگوں کا استدلال عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے .جس میں وہ کہتے ہیں کہ مزدلفہ میں میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں قبیلہ طی کے پہاڑی علاقہ سے آیا ہوں، میں نے اپنی اونٹنی کو ہلکان کردیا اور اپنے آپ کو تھکا دیا، اللہ کی قسم میں نے کوئی ٹیلہ نہیں چھوڑا جس پر ٹھہرا نہ ہوں، تو کیا میرا حج ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ نماز پالی اور اس سے پہلے اس نے رات اور دن کے کسی حصہ میں میدان عرفات میں وقوف کیا ہے تو اس کا حج پورا ہوگیا، اور اس کا میل کچیل دور ہوگیا.اسے ابوداؤد(۱)وغیرہ محدثین نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے.

---

(۱)حدیث نمبر:۱۹۵۰..

اور جس نے زوال سے پہلے میدان عرفات میں وقوف کیا ہے، اس کا یہ وقوف زوال کے بعد وقوف کرنے کے لئے کافی نہیں ہوگا، البتہ اگر کسی وجہ سے وہ زوال کے بعد وقوف نہیں کر سکا، تو عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی روشنی میں اس کا حج ہو جائے گا.

۴-جس نے میدان عرفات میں دن میں وقوف شروع کیا ہے، وہ غروب آفتاب کے بعد میدان عرفات سے نکلے اس سے قبل نہیں جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے. اور اس کی تفصیل واجبات حج وعمرہ میں گزر چکی ہے.

۵-تمام حجاج میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع (دونوں نمازوں کو ایک ساتھ) اور قصر (دو، دو رکعت) سے ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں گے، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے، امام یا اس کے نائب کے لئے مستحب ہے کہ رسول کریم ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے دونوں نماز سے پہلے لوگوں کے سامنے خطبہ دے، جس میں حج کے باقی احکام وغیرہ کو بیان کرے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے.

۶--میدان عرفات میں تمام حجاج کے لئے مستحب ہے کہ بلا روزہ وقوف کریں، تا کہ اس عظیم دن میں بکثرت دعا اور ذکر کرنے میں انہیں تقویت مل سکے کیونکہ آپ ﷺ نے میدان عرفات میں بلا روزہ وقوف کیا تھا، چنانچہ صحیح بخاری

ومسلم میں ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عرفہ کے دن ان کے پاس کچھ لوگ اختلاف کرر ہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ آج روزہ سے ہیں اور کوئی کہہ رہا تھا آپ بلا روزہ ہیں، تو میں نے (حقیقت جاننے کے لئے) آپ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا آپ اونٹ پر وقوف فرما تھے جسے آپ ﷺ نے پی لیا.(۱)

البتہ جو لوگ حج نہ کرر ہے ہوں ان کے لئے افضل ہے کہ ۹ ذی الحجہ کو یعنی عرفہ کے دن روزہ رکھیں کیونکہ عرفہ کے دن کا روزہ نفلی روزں میں سب سے بہترین روزہ ہے، جیسا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے عرفہ کے دن روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: گزشتہ اور آئندہ یہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے(۲) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ گزشتہ اور آئندہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے(۳)

۷- پورے میدان عرفات میں کہیں بھی وقوف کیا جاسکتا ہے، آج کے اس عظیم دن میں تمام حاجیوں کو چاہئے کہ قبلہ رخ ہوکر بکثرت تلبیہ پڑھیں، دعا اور ذکر کریں، اللہ کی

....

(۱) صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۹۸۸، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۶۳۲.

(۲)(صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۷۴۷.

(۳) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۷۴۶.

طرف رجوع کریں، دعا میں عاجزی سے کام لیں،اس سے دین ودنیا کی بھلائی طلب کریں،اللہ کوراضی کریں شیطان کوذلیل وخوار کریں،اوراپنی ہیئت وکیفیت کواس طرح ظاہر کریں جس سے شیطان ذلیل ورسوا ہو بایں طور کہ اللہ سے خالص توبہ کریں تاکہ تمام گناہوں سے پاک وصاف ہوجائیں ، اس عظیم دن کومیدان عرفات میں گھومنے اوراس پہاڑی پر جسے آج لوگ جبل رحمت کہتے ہیں پر جانے میں ضائع نہ کرے، کیونکہ وہاں جانے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے.

۸-عرفہ کے دن کا وقوف عبادت کے لئے مسلمانوں کا سب سے بڑااجتماع ہے، لہذااس وقوف کو، دیکھ کر میدان محشر کا وہ عظیم اجتماع یاد کریں جس میں اگلے پچھلے تمام لوگ اکٹھا ہوں گے،اس لئے اعمال صالحہ کے ذریعہ اس دن کی حاضری کے لئے تیاری کریں،جس میں سعادت دارین ہے.

۹-یوم عرفہ اوراس کے وقوف کی بڑی فضیلت وارد ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے علاوہ کوئی اور ایسا دن نہیں ہے جس دن اللہ اس کثرت سے اپنے بندوں کوجہنم سے آزاد کرتا ہے چنانچہ اس دن وہ (بندوں سے) قریب ہوتا ہے اورفرشتوں کے سامنے ان پرفخر کرتا ہے، اور کہتا ہے میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟.(۱)

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر (۳۲۸۸) بروایت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا.

اسی طرح اس دن دعا کرنے کی بھی بڑی فضیلت وارد ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام نے جو سب سے بہترین کلمہ کہا ہے وہ: (لَا اِلٰـهَ اِلَا الـلّٰهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيْكَ لَـهُ ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَـدِيْـرٍ) ہے(۱) اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے ہر طرح کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے.

میدان عرفات میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہئے، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے میدان عرفات میں بیٹھا ہوا تھا، چنانچہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے، آپ کی اونٹنی ایک طرف مائل ہوگئی جس سے اس کی نکیل آپ کے ہاتھ سے گر گئی، آپ نے ایک ہاتھ سے نکیل اٹھائی اور دوسرے ہاتھ کو آپ دعا میں اٹھائے رہے.(۲)

---

(۱) سنن ترمذی: حدیث نمبر ۳۵۸۵، یہ حدیث حسن لغیرہ ہے دیکھئے السلسلة الصحيحة للالبانی رحمہ اللہ حدیث نمبر ۱۵۰۳. بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما.

(۲) سنن نسائی حدیث نمبر: ۳۰۱۱، حدیث کی سند صحیح ہے.

میدان عرفات کے لئے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے، بلکہ حاجی کو قرآن مجید کی تلاوت، ذکر ودعا اور تلبیہ پڑھنے میں وقوف کا وقت گزارنا چاہئے، البتہ چاہئے یہ کہ جوبھی وہ ذکر ودعا کرے وہ ماثور ہوں قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہو کیونکہ ماثور دعائیں جامع ہوتی ہیں، انسان ان میں غلطی سے محفوظ ہوتا ہے.

ماثور دعائیں

ذیل میں ہم چند ماثور دعائیں ذکر کر رہے ہیں جن کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ انہیں میدان عرفات، مزدلفہ، طواف، سعی اور دیگر تمام حالات میں بکثرت پڑھیں، اسی طرح نماز میں حالت سجدہ اور آخری تشھد میں سلام سے پہلے بھی ان میں سے جو چاہیں پڑھیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سن لو مجھے حالت رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، رہا رکوع تو اس میں تم اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، رہا سجدہ تو اس میں بکثرت دعا کرو، کیونکہ اس میں دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے(۱)

اسی طرح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشہد کی کیفیت کے بارے میں مروی حدیث کے آخر میں ہے (پھر نمازی کو چاہئے کہ اپنی پسندیدہ دعائیں کرے)(۲)

---

(۱) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۱۰۷۴

.(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۸۳۵ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۸۹۸.

امام ابوداؤد اپنی سنن میں، نماز میں دعاء کے باب میں حدیث نمبر ۸۸۴ کے بعد لکھتے ہیں: امام احمد نے فرمایا: (میں پسند کرتا ہوں کہ لوگ فرض نماز میں قرآنی دعائیں کریں). یہ، رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے کے قبیل سے نہیں ہے بلکہ یہ تو دعا ہے مثلاً اگر کوئی اپنے سجدہ میں (رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ) کہتا ہے، یا (رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ) کہتا ہے، تو یہ دعا کے قبیل سے ہے نہ کہ تلاوت کلام پاک.

دعائیں

۱/﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ لا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ سورة التوبة: ۱۲۹

۱- میرے لئے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے.

۲-﴿فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴾ [سورة المومنون: ۱۱٦]

۲- اللہ تعالی سچا بادشاہ ہے وہ بڑی بلندی والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بزرگ عرش کا مالک ہے.

۳/﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفَى﴾ [سورة النمل: ۵۹]

۳- تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے.

٤-﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِىْ لَهُ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِيْ الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾[سورة السبا:١]	٤-تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے سزاوار ہیں ،جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے، جو آسمانوں اور زمین میں ہے، آخرت میں بھی تعریف اسی کے لئے ہے، وہ (بڑی) حکمتوں والا اور (پورا) خبردار ہے.
٥-﴿حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْن﴾[سورة الزمر:٣٨]	٥-میرے لئے اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں.
٦-(لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ ،وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٍ)(١)	٦-اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے ہر طرح کی تعریف ہے ،وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے.

(١)سنن ترمذی حدیث نمبر ٣٥٨٥، بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، اس کی سند حسن لغیرہ ہے دیکھئے سلسلہ صحیحہ للالبانی رحمہ اللہ: ١٥٠٣

۷-(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) (۱)	۷-برائی سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی طاقت،مگراللہ کی توفیق سے ہی.
۸-(حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ) (۲)	۸--اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے.
۹-(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)(۳)	۹- اللہ پاک ہے ،اپنی تعریف کے ساتھ ، پاک ہےاللہ بڑی عظمت والا ہے .
۱۰-(سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر)(۴)	۱۰- پاک ہےاللہ،تمام تعریفیں اسی کے لئے ہے ، اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ،اوروہ سب سے بڑا ہے.

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر۴۲۰۲ صحیح مسلم: حدیث نمبر۶۸۶۸. بروایت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ،اس حدیث میں اس کلمہ کو جنت کے خزانوں میں سےایک خزانہ بتایا گیا ہے

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر۴۵۶۳، بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر۶۶۸۲ صحیح مسلم: حدیث نمبر۶۸۴۶ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ،حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: دوکلمہ زبان پر ہلکے ہیں،میزان میں وزنی ہیں،رحمٰن کےنزدیک پیارے ہیں(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)

(۴) صحیح مسلم: حدیث نمبر۵۶۰۱ بروایت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ،حدیث میں ان چاروں کلمات کواللہ کےنزدیک سب سےزیادہ محبوب کلمہ کہا گیا ہے.

۱۱-(سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ، وَرِضَا نَفْسِهِ ،وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)(۱)

۱۱- میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں،اس کی تعریفوں کے ساتھ،اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر،اوراس کی خوشنودی کے مطابق،اوراس کے عرش کے وزن کے برابر ،اوراس کے کلمات کے روشنائی کے برابر.

۱۲-(لَا اِلَـهَ اِلَّا اللَّـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، اَللَّهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيْرًا ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ، اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ،وَاهْدِنِيْ ،وَارْزُقْنِيْ) (۲)

۱۲-اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں ہے،اللہ سب سے بڑا ہے بہت بڑا،ہرقسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے بہت زیادہ،اوراللہ پاک ہے وہی پورے جہان کا پالنہار ہے،اورنہیں ہے گناہ سے بچنے کی ہمت اور نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ تعالی کی توفیق سے جو غالب اور حکمت والا ہے.اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے،اور مجھے رزق عطا فرما.

(۱) صحیح مسلم: حدیث نمبر۲۹۱۳ بروایت جویریہ رضی اللہ عنہا

(۲) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۶۸۴۸ بروایت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ.

۱۳ – (رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالإسْلامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا) (۱)	۱۳ – میں راضی ہوگیا اللہ کے ساتھ (اس کے) رب ہونے پر، اور اسلام کے ساتھ (اس کے) دین ہونے پر، اور محمد ﷺ کے ساتھ (ان کے) نبی ہونے پر.
۱۴ – (سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ) (۲)	۱۴ – اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ، بڑا بابرکت ہے تیرا نام ،اور بڑی بلند ہے تیری شان، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں
۱۵ – (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ ،لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيُمِ ،لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ) (۳)	۱۵ – اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ بہت بڑا ہے ،اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ عرش عظیم کا رب ہے ،اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ آسمانوں وزمین اور عرش کریم کا رب ہے.

---

(۱) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۲۹. راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، حدیث کی سند صحیح ہے، اور الفاظ اس طرح ہیں: جس نے (رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالإسْلامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا) کہا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور صحیح مسلم (حدیث نمبر ۱۵۱) میں عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں ہے اسے ایمان کی چاشنی مل گئی جو اللہ کے ساتھ رب ہونے پر راضی ہوگیا.

(۲) عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث نمبر ۸۴۹، اس کی سند صحیح ہے دیکھئے سلسلہ صحیحہ للالبانی رحمہ اللہ: ۱۵۰۳ اللہ کے رسول ﷺ نے ان چاروں کلمات کو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلمہ کہا گیا ہے.

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۳۴۶ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۶۹۲۱. حدیث کے راوی اعبداللہ عباس رضی اللہ عنہما ہیں.

١٦-﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم﴾[سورۃ البقرۃ:١٢٧]	١٦-اے ہمارے پروردگار تو ہم سے قبول فرمالے، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے.
١٧-﴿رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِيْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[سورۃ البقرۃ:٢٠١]	١٧-اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما ، اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے!
١٨-﴿رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْراً كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَا لاَ طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلاَنَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾[سورۃ البقرۃ:٢٨٦]	١٨-اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما! اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر! تو ہی ہمارا مالک ہے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما!
١٩-﴿رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ﴾ [سورۃ آل عمران:٨].	اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے، اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما! یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے.

۲۰-﴿رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ .[سورۃ آل عمران:۱۶]	۲۰-اے ہمارے رب ہم ایمان لا چکے اس اس لئے تو ہمارے گناہ معاف فرما ،اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا!
۲۱-﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِن لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّکَ سَمِيْعُ الدُّعَاء﴾ .[سورۃ آل عمران:۳۸]	۲۱-اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تو دعا کا سننے والا ہے.
۲۲-﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلَتْ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ﴾ .[سورۃ آل عمران:۵۳]	۲۲-اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی ، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے!
۲۳-﴿رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِيْ لِلإِيْمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الأَبْرَارِ (193)رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَى رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّکَ لاَتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ .[سورۃ آل عمران:۱۹۴]	۲۳-اے ہمارے رب ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا بآواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لائے ،یا الٰہی !اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے، اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر ، اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا.

۲۴-﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾.[سورۃ الاعراف:۲۳]

۲۴-اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیااور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے.

۲۵-﴿أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ (155) وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ﴾.[سورۃ الاعراف:۱۵۵،۱۵٦]

۲۵-(اے ہمارے رب!) تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس ہم پر مغفرت اور رحمت فرما !اور تو سب معافی دینے والوں سے اچھا ہے .اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دے اور آخرت میں بھی ، ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں.

۲٦-﴿عَلَى اللّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (85)وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾ [سورۃ یونس:۸۵،۸٦]

۲٦-ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا، اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا، اور ہم کو اپنی رحمت سے ان کافر لوگوں سے نجات دے.

۲۷-﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلاَةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاء (40)رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (41)﴾[سورۃ ابراهیم: ۴۰، ۴۱]

۲۷-اے میرے پالنے والے مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما !اے ہمارے پروردگار! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش، اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے.

۲۸-﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْراً﴾ [سورة الاسراء:۲۴].

۲۸-اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی.

۲۹-﴿رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنکَ رَحْمَةً وَهَيِّءْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَداً﴾ [سورة الكهف:۱۰].

۲۹-اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کو آسان کردے.

۳۰-﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (25)وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ﴾ [سورة طه:۲۵، ۲٦].

۳۰-اے میرے پروردگار میرا سینہ میرے لئے کھول دے! اور میرے کام کو مجھ پر آسان کردے اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے!

۳۱-﴿رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْماً﴾ [سورة طه:۱۱۴].

۳۱-اے میرے پروردگار! میرا علم بڑھا.

۳۲-﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ (87)﴾ [سورة الانبياء:۸۷].

۳۲-الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہوگیا .

۳۳-﴿رَبِّ أعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأعُوذُبِکَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُوْنَ﴾ [سورة المومنون:۹۷].

۳۳-اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں.

٣٤-﴿رَبَّنَا ءَامَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾ [سورۃالمومنون: ١٠٩].

٣٤-اے ہمارے پروردگار ! ہم ایمان لائے ہیں تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما ،تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے.

٣٥-﴿رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾ [سورۃالمومنون: ١١٨].

٣٥-اے میرے رب! تو بخش اور رحم کر اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے.

٣٦-﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (65)﴾ [سورۃالفرقان: ٦٥].

٣٦-اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ ،کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے.

٣٧-﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ [سورۃ الفرقان: ٧٤].

٣٧-اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما! اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا.

۳۸- ﴿رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ (19)﴾

[سورۃالنمل:۱۹]

۳۸-۔اے ہمارے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر، اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے، مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کر لے.

۳۹- ﴿رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ﴾ [سورۃالقصص:۱۶].

۳۹-اے ہمارے پروردگار! میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا، تو مجھے معاف فرما دے!

۴۰/ ﴿رَب أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

[سورۃالاحقاف:۱۵].

۴۰-اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر، اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جس سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں.

۴۱-﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [سورة الحشر: ۱۰].

۴۱-اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے.

۴۲-﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (4)رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ 5)﴾[سورة الممتحنة:۴،۵]

۴۲-اے ہمارے پروردگار! تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں، اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے، اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ نہ ڈال، اور اے ہمارے پالنے والے ہمارے خطاؤں کو بخش دے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے.

۴۳- اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّاأَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ،وَ أَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِيْ،فَاغْفِرْلِيْ، اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا أَنْتَ (١)

۴۳-اے اللہ تو ہی میرا پرودگار ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے،تو نے مجھے پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں ، میں تیرے عہد وپیان اور وعدہ پر حسب استطاعت قائم ہوں ، میں اپنے کرتوت کی برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں،اپنے اوپر میں تیری نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں،اوراپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں،تو میرے گناہوں کو معاف کر دے بیشک تیرے علاوہ کوئی دوسرا گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا ہے .

۴۴-اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيْراً ، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِي اِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ .(٢)

۴۴-اے اللہ میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے،اور تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والانہیں ہے،تو مجھے اپنی طرف سے خاص بخشش عطا فرما،اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو بخشنے والا اور مہربان ہے.

(١) بخاری (حدیث نمبر:٦٣٠٦) یہ حدیث شداد بن اوس سے مروی ہے،اس دعا کواللہ کے رسول ﷺ نے سیدالاستغفار کہا ہے.

(٢) صحیح بخاری حدیث نمبر:٨٣٤وصحیح مسلم حدیث نمبر:٦٨٦٩،راوی ابوبکر رضی اللہ عنہ.

۴۵-اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنَ الهَمِّ وَالْحُزْنِ ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ ،وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلْبَةِ الرِّجَالِ .(۱)

۴۵-اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں غم وپریشانی،کمزوری وسستی،بزدلی وبخیلی،کج دینی اورلوگوں کے غلبہ سے.

۴۶-اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ،وَأَعُوذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِکَ أَنْ أُرُدَّاِلَى أَرْزَلِ الْعُمْرِ ، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا،وَأَعُوذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبَرِ.(۲)

۴۶-اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخیلی سے،اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے ،اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں ناکارہ عمر تک پہونچوں ،اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنہ سے ،،اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے.

۴۷/اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِکَ مِن الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ ، وَالْمَأثَمِ وَالْمَغْرَمِ ، وَمِنْ فِتْنَةِالْقَبَرِ وَ عَذَابِ الْقَبَرِ،وَمِنْ فِتنَةِ النَّار

۴۷-اے اللہ! میں سستی ،بڑھاپا ،گناہ،قرض،قبر کی آزمائش اوراس کے عذاب سے،جہنم کی آزمائش اور اس کے عذاب سے.

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۳۶۹ ،راوی انس رضی اللہ عنہ.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۳۶۵ راوی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ.

وَ عَذَابِ النَّار ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى،وَ أَعُوذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الفَقْرِ، وَ أَعُوذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.،اَللَّهُمَّ اغْسِلْ عَنِّى خَطَايَاىَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ،وَنَقِّ قَلْبِى مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِى وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ .(۱)

مالداری کی آزمائش کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں،اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں غریبی کی آزمائش کی برائی سے،اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش کی برائی سے ،اے الٰہی میری غلطیوں کو پانی، برف اوراولہ سے دھل دے،اور میرے دل گناہوں سے ایسے صاف کردے جیسے تو نے سفید کپڑے کو گندگی سے صاف کیا ہے،اے الٰہی میرے اور گناہوں کے درمیان ایسے ہی دوری فرما دے جیسے تو نے مشرق ومغرب کے درمیان دوری فرمائی ہے.

۴۸/رَبِّ اغْفِرْلِى خَطِيْئَتِى وَجَهْلِى وَاِسْرَافِى فِى أَمْرِى كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّى ، اَللَّهُمّ اغْفِرْلِى خَطَايَاىَ وَعَمْدِى وَجَهْلِى وَجِدِّى ، وَكُلُّ ذَلِکَ

۴۸-اے میرے رب!میرے تمام معاملات میں میری غلطی ،میری نادانی ،اور میری حدود سے زیادتی کو معاف فرما! جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے،اے اللہ میرے ارادہ سے کئے گئے گناہ اور بلاارادہ کئے گئے

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۳۶۸ وصحیح مسلم حدیث نمبر:۶۸۷۱،راوی عائشہ رضی اللہ عنہا.

عِنْدِی اَللّٰھُمّ اغْفِرْلِی مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ،وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنّیٖ ، أَنْت الْمُقَدِّمُ وَ أَنْتَ الْمُؤَخّرْ وَ أَنْتَ عَلَی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر(۱)

گناہ،اور جان بوجھ کر کئے گئے اور نادانی میں کئے گئے سب گناہ کو معاف فرما کہ یہ سب میرے نامہ اعمال میں ہیں،اے اللہ !میرے اگلے پچھلے ،پوشیدہ،اور علانیہ ،اور جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب گناہ معاف فرما دے !تو اپنے مخلوق میں جسے چاہے آگے بڑھانے والا ہے،اور جسے چاہے پیچھے کرنے والا ہے،اور تو ہر چیز پر قادر ہے.

۹۴/اَللّٰھُمَّ رَبّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَیَ ، وَمُنَزِّلَ التَّوْرَاۃِ وَالِانْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ ، أَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِهِ اَللّٰھُمَّ أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیءٌ ، وَأَنْتَ الآخِرفَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیءٌ

۹۴–اے آسمانوں وزمین اور عرش عظیم کے رب !اے ہمارے اور ہر چیز کے پالنہار، دانہ اور گھٹلی کے پھاڑنے والے ،اے انجیل ،تورات اور قرآن کے نازل فرمانے والے! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کی برائی جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے،اے اللہ! تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں،تو آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر:۶۳۹۸ وصحیح مسلم حدیث نمبر:۲۹۰۱،راوی ابوموسی رضی اللہ عنہ.

وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْس فَوقَكَ شَيءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْس دُوْنَكَ شَيءٌ ،اِقْضِ عَنَّا الدّيْنَ وأَغْنِنَا مِنَ الفَقَر .(١)

تو ہی غالب ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ،تو ہی باطن ہے تیرے ماوراء کوئی چیز نہیں ہے ،میرے قرض کو ادا کردے ،اور مجھے غریبی سے نجات دے کر غنی بنادے.

٥٠-اَللَّهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ شَرِّ مَا عَمِلْتُ ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ .(٢)

٥٠-اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کئے ہوئے چیزوں کی برائی سے اوران چیزوں کی برائی سے جن کو میں نے نہیں کیا ہے.

٥١- اَللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِيْنِي الَذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ ،وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَاىَ الَّتِي فِيْهَا مَعَاشِيْ ، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِيْ الّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةَ لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوتَ رَاحَةَ لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ .(٣)

اے اللہ ! میرے دین کی اصلاح فرما جو میرا سب سے اہم سرمایہ ہے،اور میرے دنیا کہ اصلاح فرما ! جس میں میری زندگی ہے،اور میری آخرت کوسنوار دے جہاں مجھے واپس لوٹ کر جانا ہے،اور میری زندگی کو ہر طرح کی بھلائی میں زیادتی کا سبب بنا دے،اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت بنادے.

....

(١) صحیح مسلم حدیث نمبر:٦٨٨٩،بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ.
(٢) صحیح مسلم حدیث نمبر:٦٨٩٥،بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا.
(٣) صحیح مسلم حدیث نمبر:٦٩٠٣،بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ.

۵۲–اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَسْأَلُکَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى (۱)

۵۲–اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیز گاری، پاکدامنی، اور غنا کا سوال کرتا ہوں.

۵۳–اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ وَالْجُبْنِ، والْبُخْلِ ،وَالْهَرَمِ ،وَعَذَابِ الْقَبَرِ،اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِىْ تَقْوَاهَا ، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا ،اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا (۲)

۵۳–اے اللہ! میں کمزوری، سستی، بزدلی، بخیلی، بڑھاپا، اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما، اور اسے پاک فرما بیشک تو اسے بہترین پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا مالک ومولا ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے، اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اور ایسے دعا سے جو قبول نہ ہو.

۵۴/اَللّٰهُمَّ لَکَ أَسْلَمْتُ ، وَبِکَ آمَنْتُ ، وَعَلَيْکَ تَوَكَّلْتُ،وَاِلَيْکَ أَنَبْتُ، وَبِکَ

اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے تابع کرلیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف رجوع ہوا، اور تیری ہی مدد پر

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر:۶۹۰۴، راوی ابن مسعود رضی اللہ عنہ.

(۲)(۳) صحیح مسلم حدیث نمبر:۶۹۰۶، راوی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ.

خَاصَمْتُ، اَللَّهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِعِزَّتِک لَا اِلَهَ اِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِيْ ، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِیْ لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالِانْسُ يَمُوتُونَ (١).

دشمنوں سے مقابلہ کیا، اے اللہ! میں تیرے غلبہ کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ کرے، صرف تو ہی معبود برحق ہے، تو ایسا زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی، اور تمام جنات وانسان مرنے والے ہیں.

۵۵-اَللَّهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِکَ ، وَفَجْأَةِ نِقْمَتِکَ ، وَجَمِيعِ سُخْطِکَ . (٢)

۵۵-اے اللہ ! میں تیری نعت کے ختم ہونے ، اور تیری دی ہوئی عافیت کے بدلنے اور تیرے عذاب ناگہانی کے آنے، اور تیرے ہر غضب سے تیری پناہ مانگتا ہوں

۵٦-اَللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِکَ (٣)

۵٦-اے اللہ ! دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو اپنی طاعت کی طرف پھیر دے.

۵۷-اَللَّهُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِی كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَّتَهُ وَسِرَّهُ(۴)

۵۷-اے اللہ! میری چھوٹی بڑی، پہلے کی ہوئی اور بعد میں کی ہوئی، ظاہر و پوشیدہ تمام گناہوں کو معاف کر دے.

(١) صحیح بخاری حدیث نمبر:۷۳۸۳ وصحیح مسلم حدیث نمبر:٦٨٩٩، بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما.
(٢) صحیح مسلم حدیث نمبر٦٩۴٣، بروایت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما.
(٣) صحیح مسلم حدیث نمبر٦٧۵٠، بروایت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما.
(۴) صحیح مسلم حدیث نمبر١٠٨۴، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما.

٥٨/اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ ، اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ (۱)

٥٨-اے جبریل ،میکائیل،اوراسرافیل (علیہم السلام) کے رب! تمام آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ،ظاہر وپوشیدہ کے جاننے والے ،تو فیصلہ کرے گا اپنے بندوں کے درمیان جس میں وہ اختلاف کرتے رہے تھے،تو اپنے حکم سے حق کی ان باتوں میں جن میں اختلاف ہوگیا ہے میری صحیح رہنمائی فرما ،بیشک جسے تو چاہتا ہے سیدھے راہ کی رہنمائی کرتا ہے۔

٥٩/اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (۲)

٥٩-اے اللہ! میں تیرے غصہ سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں،اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں، اور میں تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں، میں پوری طرح سے تیری تعریف نہیں کرسکتا، تو اس طرح ہے جس طرح تو نے خود ہی اپنی تعریف کی ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر:۱۸۱۱،راوی عائشہ رضی اللہ عنہا۔
(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر:۱۰۹۰،راوی عائشہ رضی اللہ عنہا۔

۶۰–اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنْ جَهْدِ الْبَلاءِ ، وَدَرْکِ الشَّقَاءِ ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ (۱)

۶۰–اے اللہ! میں بلاء کی شدت، بدبختی کی آفت، تقدیر کی برائی، اور (مصائب پر) دشمنوں کی فرحت سے تیری پناہ مانگتا ہوں.

۶۱/اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا ، وَفِيْ لِسَانِيْ نُورًا ،وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا ،وَفِيْ بَصَرِيْ نُورًا،وَمِنْ فوقي نُورًا،وَمِنْ تَحْتِيْ نُورًا ،وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُورًا ،وَعَنْ شِمَالِيْ نُورًا ،وَمِنْ بَيْنَ يَدِيْ نُورًا ، وَمِنْ خَلْفِيْ نُورًا،وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُورًا ، وَأَعْظِمْ لِيْ نُورًا .(۲)

۶۱–اے اللہ! میرے دل میں نور بنادے ،میری زبان میں نور بنادے،اور میری کان میں نور بنادے،اور میری آنکھ میں نور بنادے !اور میرے اوپر نور بنادے اور میرے نیچے نور بنادے ،اور میرے دائیں نور بنا دے ، اور میرے بائیں نور بنادے ،اور میرے سامنے نور بنادے ،اور میرے پیچھے نور بنادے،اور میرے اندر نور بنادے،اور خوب زیادہ کر میرے نور کو.

۶۲/اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّد، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْم ، اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ،اَللّٰهُمَّ

۶۲–اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل واولاد پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی ہے، یقیناً تو ستودہ صفات اور بزرگ و برتر ہے.

(۱) دیکھئے صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۳۴۷ و صحیح مسلم حدیث نمبر: ۶۸۷۷، راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ.
(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۶۳۱۶ و صحیح مسلم حدیث نمبر: ۱۷۹۷، راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما.

بَارِکْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ،إِنَّکَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.(١)

٦٣-اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ الشَّرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَم ،اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ وَأَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ ،اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ ،وَأَعُوذُبِکَ مِنَ

،اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل واولاد پر اپنی برکت نازل فرما، جس طرح تونے ابراہیم (علیہ السلام) پر اورابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر برکت نازل فرمائی ہے، یقیناً تو ستودہ صفات اور بزرگ وبرتر ہے.

٦٣-اے اللہ! میں تجھ سے ہر طرح کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، خواہ وہ جلد حاصل ہونے والی ہو یا دیر میں، خواہ میں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں، اور میں تجھ سے ہر طرح کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں، خواہ وہ جلدی ظاہر ہونے والی ہو یا دیر میں، خواہ میں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے ان تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں، جن کا سوال تجھ سے تیرے بندے اور نبی (محمد ﷺ) نے کیا ہے، اور میں تجھ سے ان تمام برائیوں سے پناہ مانگتا ہوں، جن

....

(١) صحیح بخاری حدیث نمبر ٣٣٧٠ وصحیح مسلم حدیث نمبر: ٩٠٨، راوی کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ.

النَّـارِ وَمَـا قَرَّبَ اِلَيْهَـا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ،وَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِيْ خَيْرا (١)

سے تیرے بندے اور نبی (محمدﷺ) نے پناہ مانگی ہے،اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں ، اور اس قول وفعل کی توفیق مانگتا ہوں جو جنت کے قریب کر دے،اور میں تجھ سے جہنم سے پناہ مانگتا ہوں ، اور اس قول وفعل سے جو مجھے جہنم کی طرف لے جائے،اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جو بھی فیصلہ تو نے میرے بارے میں کر چکا ہے اسے میرے لئے سراپا بہتر بنادے.

(٦٥) اَللّٰهُـم بِعِلْـمِكَ الْغَيْبَ وَقُدرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِيْنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرا لِيْ ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِـمْـتَ الْـوَفَـاةَ خَيْرا لِيْ ، اَللّٰهُمَ وَ أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِيْ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِيْ الرِّضَا وَالْغَضَبِ ،وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِيْ الْفَقَرِ وَالْغِنَى ،وأَسْأَلُكَ نَعِيْمَا لاَ يَنْفَدُ

٦٥-اے اللہ !اپنے غیب جاننے ، اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے باعث مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تیرے علم کے مطابق زندگی میرے لئے بہتر ہو ،اور اس وقت مجھے فوت کرلینا جب تیرے علم کے مطابق وفات میرے لئے بہتر ہو ،اے اللہ ! میں تجھ سے خلوت وجلوت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں،اورخوشی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں تجھ سے حق گوئی کا سوال

---

(١)سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ٣٨٤٦ ،راوی عائشہ رضی اللہ عنہا.حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے سلسلہ صحیحہ للالبانی رحمہ اللہ(١٥٤٢)

وَأَسْـأَلُكَ قُـرَّةَ عَيْـنٍ لَا تَـنْقَطِعُ
،وَأَسْـأَلُك بَـرْدَ الْعَيْـشِ بَعْدَ
الْـمَوتِ ، وَأَسْأَلُك لَـذَّةَ النَّظَرِ
إِلَـى وَجْهِكَ ، وَالشَّوْقَ إِلَـى
لِقَـائِكَ، فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءٍ مَّضَرَّةٍ
،وَلَا فِتْـنَةٍ مُضِـلَّةٍ ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا
بِـزِيْـنَةِ الْإِيْـمَانِ ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً
مُهْتَدِيْنَ . (١)

کرتا ہوں ،اور تنگ دستی اور مالداری میں تجھ سے میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو لازوال ہو،اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو، موت کے بعد زندگی کی ٹھنڈک کا تجھ سے سوال کرتا ہوں ،اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے چہرہ کے لذت دیدار کا ، اور تیری ملاقات کے شوق کا (جو) بغیر کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے (حاصل) ہو ، اے اللہ! ہمیں زینت ایمان سے مزین فرما! اور ہمیں ہدایت یافتہ رہنما بنادے.

٦٦/ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ
وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
،اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ
وَالْعَافِيَةَ فِي دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ
وَمَالِي ،اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ

٦٦ – اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین ودنیا اور اہل ومال میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میرے عیوب پر پردہ ڈال دے،

---

(١) سنن نسائی حدیث نمبر ١٣٠٥،راوی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ.حدیث کی سند حسن ہے

وَآمِنْ رَوْعَاتِي ، وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنَ يَدِيَ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي ،وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي (۱)

اور میرے گھبراہٹوں میں مجھے امن عطا فرما، اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے سامنے سے میرے پیچھے سے ،میری دائیں طرف سے،میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے ،اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں غفلت میں نیچے سے قتل کر دیا جاؤں.

۶۷-اَللَّهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَالسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ .(۲)

۶۷-اے اللہ!غیب اور حاضر کے جاننے والے ،آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے،ہر چیز کے پالنہار اوراس کے مالک، میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی دوسرا معبود (برحق) نہیں ہے ،میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کی برائی سے،اورشیطان کی برائی سے اوراس کے شرک سے.

۶۸/ اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرُّشْدِ،وَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ

۶۸-اے اللہ !دین پر ثبات قدمی ،اور ہدایت کی پختگی کا میں تجھ سے

---

(۱) سنن ابوداؤد حدیث نمبر۵۰۷۴،وغیرہ،راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما.حدیث کی سند صحیح ہے.

(۲) سنن ترمذی حدیث نمبر۳۳۹۲،وغیرہ راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ.حدیث کی سند صحیح ہے.

وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ ، وَ أَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ ، وَ أَسْأَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا ،وَ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ ، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ ، وَأَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ ،اِنَّکَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ .(١)

سوال کرتا ہوں، تیری رحمت کے اسباب اور تیری مغفرت کے پختہ ارادہ کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری نعمت کے شکریہ کی ، تیری اچھی عبادت کا سوال کرتا ہوں، قلب سلیم اور سچی زبان کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ،جن بھلائیوں کا تو جانتا ہے میں ان سب کا تجھ سے سوال کرتا ہوں ،اور جن برائیوں کو تو جانتا ہے ،میں ان سب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں ان تمام گناہوں سے تیری بخشس مانگتا ہوں جنہیں تو جانتا ہو، یقیناً تو تمام غیب کی چیزوں کو سب سے زیادہ اور بہتر جانتا ہے.

٦٩- اَللَّھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ ، وَاغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ .(٢)

٦٩-اے اللہ! تو مجھے کافی ہوجا اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام (کردہ) چیزوں سے ،اور مجھے بے نیاز کردے اپنے فضل سے، اپنے ماسوا سے.

(١) الطبرانی فی الکبیر حدیث نمبر ۷۱۳۵، بروایت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ. حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے سلسلہ صحیحہ للالبانی رحمہ اللہ (۳۲۲۸).

(٢) سنن ترمذی حدیث نمبر ۳۵٦۳، بروایت علی رضی اللہ عنہ. حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے سلسلہ صحیحہ للالبانی رحمہ اللہ (۲٦٦)

٧٠-اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِي بَدَنِيْ ،اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِي سَمْعِيْ،اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِي بَصَرِيْ،لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِوَالْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ،لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ .(١)

٧٠-اے اللہ ! میرے بدن میں مجھے عافیت عطا فرما،اے اللہ! میرے کانوں میں مجھے عافیت عطا فرما،اے اللہ! میری آنکھوں میں مجھے عافیت عطا فرما، تیرے سوائے کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے ،اے اللہ ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کفر اور غربت سے ،اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے ،تیرے سوائے کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے۔

٧١-رَبِّ أَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ ، وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ ، وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ ، وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدَىٰ لِيْ ،وَانْصُرْنِيْ مَنْ بَغَىٰ عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا ، لَكَ ذَكَّارًا ، لَكَ رَهَابًا،لَكَ مِطْوَاعًا،لَكَ مُخْبِتًا،اِلَيْكَ أَوَّاهًا

٧١-اے اللہ! میری اعانت فرما میرے خلاف کسی دوسرے کی اعانت نہ فرما،اے اللہ! میری مدد فرما میرے خلاف کسی دوسرے کی مدد نہ فرما،اے اللہ! میرے لئے تدبیر فرما میرے خلاف تدبیر نہ فرما،اے اللہ میری ہدایت فرما اور میرے لئے ہدایت کے راستے کو آسان کردے،اور مجھ پر زیادتی کرنے والے پر میری مدد فرما،اے اللہ! مجھے اپنا

(١) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۹۰،راوی ابوبکرہ رضی اللہ عنہ.حدیث کی سند حسن ہے۔

مُـنِيْبًـا ،رَبِّ تَـقَبَّـلْ تَوْبَتِيْ، وَاغْسِلْ حُـوْبَتِـيْ، وَأَجِـبْ دَعْـوَتِـيْ،وَثَبِّتْ حُـجَّتِـيْ،وَسَدِّدْلِسَانِيْ،وَاهْدِ قَلْبِيْ ،وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ.(۱)

شکر گذار اور ذکر کرنے والا بنا، اپنے سے ڈرنے والا اور اپنا اطاعت شعار بنا ، مجھے اپنا محتاج فریادی اور اپنی طرف متوجہ ہونے والا بنا، اے میرے رب ! میرے توبہ کو قبول فرما، اور میرے گناہوں کو دھل دے، میری دعا قبول فرما، اے اللہ !، میری حجت کو ثابت کردے، میری زبان میں درستگی عطا فرما ، میرے دل کو ہدایت دے، میرے سینہ کے کینہ کپٹ کو نکال دے.

۷۲/ اَلـلّٰهُـمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّهُ ، اَلـلّٰهُـمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ ، وَلَا بَـاسِـطَ لِمَا قَبَضْتَ ،وَلَا هَادِيَ لِمَا أَضْـلَـلْـتَ،وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ ، وَلَا مُـعْـطِـيَ لِمَا مَنَعْتَ ،وَلَا مَانِعَ لِـمَـا أَعْـطَيْـتَ، وَلَا مُـقَـرِّبَ لِمَا بَـاعَـدْتَ ،وَلَا مُبَـاعِـدَ لِمَا قَرَّبْتَ ، اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِکَ وَرَحْـمَتِکَ وَفَـضْـلِکَ وَرِزْقِکَ،اَلـلّٰهُـمَّ اِنِّـيْ أَسْـأَلُکَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُولُ

۷۲–اے اللہ ! تمام تعریفیں صرف تیرے لئے ہیں ، اے اللہ ! اسے کوئی تنگ کرنے والا نہیں ہے جسے تو وسعت دے، اور اسے کوئی وسعت نہیں دینے والا ہے جسے تو تنگ کردے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے جسے تو گمراہ کر دے، اور اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے جسے تو ہدایت دے دے، اس چیز کو کوئی دینے والا نہیں ہے جسے تو نے روک دیا ہے، اور اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے، جسے تو نے دے دیا ہے،

(۱) سنن ترمذی حدیث نمبر ۳۵۵۱، وغیرہ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما. حدیث کی سند صحیح ہے.

وَلَا يَزُوْلُ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ
النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعيلة ،وَالْاَمْنَ يَوْمَ
الْخَوْفِ ،اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَائِذٌ بِکَ
مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَنَا وَشَرِّمَا مَنَعْتَ
، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَ
زَيِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا، وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ
وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ، وَاجْعَلْنَا
مِنَ الرَّاشِدِيْنَ ،اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا
مُسْلِمِيْنَ وَاَحْيِيْنَا مُسْلِمِيْنَ،
وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا
وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ
الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ ، وَاجْعَلْ
عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ ،
اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتَابَ اِلٰهَ الْحَقِّ.(۱)

اس چیز کو کوئی قریب کرنے والا نہیں ہے
جسے تونے دور کردیا ہے ، اور اسے کوئی دور
کرنے والا نہیں ہے جسے تونے قریب کردیا
ہے ،اے اللہ !میرے لئے اپنی برکتوں،
رحمت،اور فضل ورزق کو کشادہ کردے ،اے
اللہ! میں تجھ سے اس دائمی ابدی نعمت کا سوال
کرتا ہوں جو بدلنے اور ختم ہونے والی نہ ہو
،اے اللہ! میں تجھ سے محتاجی کے دن نعمت اور
خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں،اے اللہ
! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ان تمام چیزوں کی
برائیوں سے جسے تونے مجھے دیا ہے اور جسے
تونے مجھے نہیں دیا ہے .اے اللہ ! ہمارے
نزدیک ایمان کو محبوب بنادے اور اسے
ہمارے دلوں میں سنوار دے،اور کفر اور فسق
ومعصیت کو ہمارے نزدیک ناپسندیدہ بنادے،
اور ہمیں نیک لوگوں میں سے بنادے،اے اللہ
ہمیں مسلمان بنا کر زندہ رکھ اور مسلمان بنا کر
وفات دے،اور بغیر کسی شرمندگی اور فتنہ سے دو
چار کئے بغیر ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ ملا

دے ،اے اللہ !ان کافروں کو برباد
کردے جو تیرے رسولوں کی تکذیب
کرتے اور لوگوں کو تیرے راستہ سے
روکتے ہیں،اوران کےاوپراپنی پھٹکار
اور عذاب نازل فرما ،اے اللہ ! اہل
کتاب کافروں کو برباد فرما ، اے
ہمارےمعبود برحق.

....

(١)مسندامام احمدحدیث نمبر:١٥٤٩٢،وبخاری فی ادب المفردحدیث نمبر٦٩٩ راوی رفاعہ الزرقی رضی اللہ عنہ.حدیث کی سندصحیح ہے.

مزدلفہ میں رات گزارنا

۱--عرفہ کے دن غروب آفتاب کے بعد تمام حاجی انتہائی سکون واطمینان کے ساتھ مزدلفہ روانہ ہوں، اور کسی کو تکلیف دینے سے دور رہیں، جب مزدلفہ پہونچ جائیں تو وہاں قیام کرنے سے پہلے اس بات کی تحقیق کرلیں کہ وہ حدود مزدلفہ میں ہیں کی نہیں، کیونکہ اگر آپ نے صبح تک حدود مزدلفہ سے باہر رات گزاردی تو یہ ان کی طرف سے تفریط اور کوتاہی ہوگی.

اس زمانے میں حدود مزدلفہ کی معرفت کے لئے سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں جن پر (مختلف زبانوں میں) لکھا ہوتا ہے کہ یہاں سے مزدلفہ شروع ہوتا ہے، اسی طرح مزدلفہ کی شناخت وہاں لگی ہوئی تیز روشن لائٹوں سے بھی کی جاسکتی ہے.

۲-مزدلفہ پہونچنے کے بعد سب سے پہلے حاجی کو چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز جمع اور قصر کے ساتھ ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کرے، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہی عمل رہا ہے خواہ وہ مزدلفہ مغرب ہی کے وقت پہونچے یا عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد.

کچھ حاجی مزدلفہ پہونچتے ہی کنکری چننا شروع کردیتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ آپ ﷺ کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے منی کے لئے راونگی کے بعد چنی گئی تھیں.

۳-یوم النحر کی شب صبح تک حاجی مزدلفہ میں گزاریں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ

کا عمل رہا ہے، اس کا بیان اس سے سے پہلے واجبات حج کے بیان میں گزر چکا ہے، اور اگر کوئی حاجی آدھی رات سے پہلے مزدلفہ سے نکل جاتا ہے تو اس پر دم واجب ہے، اسی طرح آدھی رات سے پہلے طواف اور رمی کرنی بھی جائز نہیں ہے، مزدلفہ کی رات کوئی مخصوص نماز یا دیگر کوئی عبادت مشروع نہیں ہے، البتہ جس طرح سال کے عام دنوں میں وتر کی نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح آج کے دن بھی وتر کی نماز پڑھنی چاہیئے.

۴- سنت رسول ﷺ کے مطابق ہر حاجی اول وقت میں فجر کی نماز ادا کریں اور خوب روشنی ہونے تک ذکر واذکار اور دعا میں مشغول رہیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا، نیز ارشاد باری تعالی ہے ﴿فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُواْ اللّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّآلِّينَ ﴾(۱) جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الہی کرو، اور اس کا ذکر کرو جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت دی، حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے.

مشعر حرام مزدلفہ کو کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ حدود حرم میں واقع ہے اور عرفات کو مشعر حلال کہا جاتا کیونکہ وہ حدود حرم سے باہر ہے.

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۹۸.

۵- کمزور عورتیں، بچے اوران جیسے دیگر لوگوں کو رات کے آخری حصہ میں مزدلفہ سے منی کے لئے روانہ ہونا جائز ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے یہ رخصت عطا فرمائی ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بخاری اور مسلم میں ہے (۱)، نیز عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جسے بھی امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے، (۲) اور اُسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث جسے بھی امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے (۳) اور عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث جسے بھی امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے (۴).

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۶۷۶ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۱۳۰.
(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۶۷۸ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۱۲۷.
(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۶۷۹ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۱۲۲.
(۴) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۶۸۱ صحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۱۱۸.

قربانی کے دن کے اعمال

۱-قربانی کے دن چار کام ہیں: ۱ر بڑے جمرہ کو کنکری مارنا ،۲ر ھدی کا نحر یا ذبح کرنا ،۳ر پورے سر کا بال منڈوانا، یا کتروانا ،۴ر طواف زیارت کرنا اور جن کے ذمہ سعی کرنی باقی ہو ان کا سعی کرنا. ان چاروں اعمال کو آپ ﷺ نے اسی مذکورہ ترتیب کے ساتھ کیا ہے، آپ ﷺ نے سب سے پہلے کنکری ماری، اس کے بعد اپنے ھدی کو ذبح کیا، پھر آپ ﷺ نے سر کے بال منڈوائے، پھر طواف زیارت کیا، اس مسنون ترتیب کی یادداشت کے لئے لفظ (رنحط) ذہن نشین کر لینا بہتر ہے، حرف (ر) سے مراد رمی، حرف (ن) سے مراد نحر یعنی قربانی کرنی ، حرف (ح) سے مراد حلق یعنی بال کا منڈوانا، حرف (ط) سے مراد طواف یعنی بیت اللہ کا طواف زیارت کرنا.

بہتر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اقتداء میں یہ اعمال کو اسی ترتیب سے ادا کئے جائیں.

۲- کچھ صحابہ کرام نے مذکورہ اعمال کو جب بلا ترتیب کرنے کے بعد آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کر و کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ اس دن جن اعمال کی تقدیم وتاخیر سے متعلق سوال کئے گئے تھے ان میں سے بعض یہ تھے.

ذبح سے پہلے بال منڈوانا، رمی سے پہلے ذبح کرنا، رمی سے پہلے بال منڈوانا

رمی سے پہلے طواف زیارت کرنا.شام ہونے کے بعد رمی کرنا کیونکہ آپ ﷺ نے رمی صبح کے وقت کی تھی ،طواف سے پہلے سعی کرنا ،،کیونکہ آپ ﷺ نے طواف قدوم کے بعد سعی کی تھی،اوراس لئے کہ جن صحابہ کرام کے ذمہ قربانی کے دن سعی باقی تھی انہوں نے بھی طواف زیارت کے بعد سعی کیا تھا،عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک مقام پر کھڑے ہو گئے ،تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے سوالات کرنے لگے، چنانچہ کسی نے کہا مجھے علم نہیں تھا میں نے قربانی سے پہلے بال منڈوالیا ،تو آپ ﷺ نے فرمایا:(اذبح ولا حرج)قربانی کروکوئی حرج نہیں ہے،ایک دوسرا آدمی آیا اوراس نے عرض کیا: مجھے معلوم نہیں تھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کرلی،آپ ﷺ نے اسے فرمایا:(ارم ولا حرج)اب کنکریاں مارلوکوئی حرج نہیں ہے،(حدیث کے راوی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ)اس دن آپ ﷺ سے جس کام کے بھی آگے پیچھے کرنے کے متعلق سوال کیا گیا،آپ ﷺ نے یہی فرمایا: جاؤاب کرلوکوئی حرج نہیں ہے.
(۱)صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ قربانی کے دن جمرہ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے،

....

(۱)صحیح بخاری حدیث نمبر۱۷۳۶اورصحیح مسلم: حدیث نمبر۳۱۵۶

آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیااور اس نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے بال منڈوالیا،تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا:(ارم ولا حــرج) کنکریاں مارو کوئی حرج نہیں ہے،اور ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کرلیا،تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا:(ارم ولا حــرج)اب کنکریاں مارلو کوئی حرج نہیں ہے،ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے بیت اللہ کا طواف زیارت کرلیا ،تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا :(ارم ولا حــرج)اب کنکریاں مارلو کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ اس دن میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سے جس کام کے بھی متعلق سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے یہی فرمایا: جاؤ اب کرلو کوئی حرج نہیں ہے.(۱)

نیز امام بخاری نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ سے قربانی کے دن منی میں سوال کیا جارہا تھا تو آپ ﷺ یہی کہتے کرو کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے اپنے سر کو منڈوالیا ہے،تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا:(اذبح ولا حرج)اب ذبح کردو کوئی حرج نہیں ہے،اس نے

....

(۱)حدیث نمبر:۳۱۶۳

کہا میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماری ہیں تو آپ ﷺ نے کہا کوئی بات نہیں ہے.(١)

نیز اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ حج کے لئے نکلا، لوگ آپ ﷺ سے سوال کے لئے آتے تھے، کوئی کہتا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی ہے، یا فلاں عمل کو مقدم یا موخر کر دیا ہے، تو آپ ﷺ یہی کہتے کوئی حرج نہیں ہے، کوئی حرج نہیں ہے .البتہ وہ شخص حرج میں پڑ گیا اور ہلاک ہوا، جس نے ظلما کسی مسلمان کی عزت و آبرو برباد کر دی.(٢)

٣-[قربانی کے دن کے]ان چار اعمال میں سے جس نے تین عمل: کنکری مارنا ،سر کے بال منڈوانا، اور طواف زیارت کرنا، کر لیا وہ حلال ہو گیا، کیونکہ یہ تینوں اعمال تمام انواع حج: تمتع ،قران، افراد، سب میں مطلوب ہیں ، رہی قربانی تو حلال ہونے کے لئے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ قربانی صرف حج تمتع اور حج قران کرنے والوں کے لئے ضروری ہے، حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں ہے .اور جس نے ان تینوں اعمال کو ادا کر لیا وہ مکمل طور سے حلال ہو گیا، اس کے

....

(١)حدیث نمبر:١٧٣٥.نیز دیکھئے حدیث نمبر١٧٢٢.

(٢)سنن ابوداؤد حدیث نمبر:٢٠١٥ اس کی سند بخاری اور مسلم کے شرط کے مطابق صحیح ہے.

لئے تمام ممنوعات احرام بشمول عورت حلال ہوگئیں، اور جس نے ان میں سے صرف دو عمل کو ادا کیا، اس کے لئے عورت کو چھوڑ کر بقیہ تمام ممنوعات احرام حلال ہوئیں، جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے احرام کے لئے خوشبو لگاتی تھی، اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے حلال ہونے کے لئے خوشبو لگاتی تھی .(۱) اور آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف زیارت کنکری مارنے اور بال منڈوانے کے بعد کیا تھا، اور جو یہ کہا گیا ہے کہ تین کاموں میں سے دو کے کرنے سے تحلل اول حاصل ہو جائے گا، تو اس لئے کہ ان اعمال میں تقدیم وتاخیر جائز ہے.

۴-طلوع آفتاب سے پہلے جب اچھی طرح روشنی پھیل گئی تو آپ ﷺ مزدلفہ سے روانہ ہوئے، راستہ میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے لئے سات کنکریاں چن لیں، جن سے آپ ﷺ نے چاشت کے وقت جمرہ عقبہ کی رمی کی، یوم النحر پورے کا پورا دن جمرہ عقبہ کے رمی کا وقت ہے، البتہ طلوع آفتاب کے بعد مارنا بہتر ہے، جیسا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث گزری ہے کہ آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ میں نے شام ہونے

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۳۹ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۸۴۱.

کے بعد کنکریاں ماری ہیں تو آپ ﷺ نے کہا کوئی حرج نہیں ہے.

امام ابن منذر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاجماع میں لکھتے ہیں: تمام علماء کا اجماع ہے کہ یوم النحر کو جمرہ عقبہ کی رمی طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے کفایت کر جائے گی (۱)

جوشخص (قربانی کے دن) غروب آفتاب سے پہلے کنکریاں نہیں مار سکا، اس کے لئے غروب آفتاب کے بعد کنکریاں مارنی جائز ہے، جیسا کہ موطا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع رحمہ اللہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ مزدلفہ میں صفیہ بنت اًبی عبید کے بھانجی کے یہاں بچہ کی ولادت ہوگئی جس کی وجہ سے وہ اور صفیہ دونوں پیچھے رہ گئیں یہاں تک کہ قربانی کے دن منی میں غروب آفتاب کے بعد پہونچیں، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں آنے کے فورا بعد کنکریاں مارنے کا حکم دیا اور ان پر کسی فدیہ کا فیصلہ نہیں کیا.

جن لوگوں کو مزدلفہ سے رات کے آخری پہر میں نکلنے کی اجازت ہے، وہ منی پہونچتے ہی کنکری مار سکتے ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں اسماء رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ نیا سماء رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے کہ: ہم مزدلفہ سے سوار ہوکر

....

(۱) الاجماع (ص: ٦٥).

(۲) مؤطا امام مالک (۱/۴۰۹)

روانہ ہوئے ، منی پہونچ کر اسماء رضی اللہ عنہا نے جمرہ عقبہ کو کنکری ماری پھر واپس آ کر اپنے جائے قیام پر فجر کی نماز پڑھی.(۱)

اسی طرح صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: میری خواہش ہے کہ کاش میں بھی ویسے ہی آپ ﷺ سے اجازت لے لیتی جس طرح سودہ (رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ اجازت لے لی تھی تا کہ میں بھی فجر کی نماز منی میں پڑھتی اور لوگوں کی آمد سے پہلے کنکریاں مار لیتی.(۲)

۵- اگر ھدی اونٹ ہے تو اس کا نحر کرنا اور اگر گائے یا بکری ہے تو اس کا ذبح کرنا، یوم النحر اور ایام تشریق کے تین دنوں میں رات دن کسی بھی وقت ہوسکتا ہے. خواہ وہ حج تمتع اور حج قران کا جانور ہو یا نذر اور نفلی قربانی کا جانور ہو.

ھدی کا سب سے کم تر درجہ ایک بکری یا اونٹ اور گائے کا ساتواں حصہ ہے ،ھدی میں وہی جانور کفایت کرے گا جو قربانی میں کرتا ہے. یعنی بھیڑ کم سے کم (جذع) ہونا چاہئے ،اور دیگر جانوروں سے (ثنی) جذع اس بھیڑ کو کہتے ہیں جس کی عمر چھ مہینہ کی ہوگئی ہو،اور،بکری میں (ثنی) اس کو کہتے ہیں جس کی عمر ایک سال کی ہوگئیا ہو،اور گائے میں (ثنی) اس کو کہتے ہیں جس کی عمر دو سال کی

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۷۹ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۲۳۱.

(۲) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۱۲۰.

ہوگئی ہو،اوراونٹ میں (ثنی)اس کو کہتے ہیں جس کی عمر پانچ سال کی ہوگئی ہو.

ھدی کو مکہ اور منی ہی کے کسی حصہ میں ذبح کیا جائے گا،جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: پورا منی قربان گاہ ہے،اور مکہ کی ہر وادی چلنے اور قربانی کرنے کی جگہ ہے(۱)

جو شخص حج قران یا حج تمتع کرتا ہے اور اس کے پاس ھدی کے جانور کی استطاعت نہیں ہے تو وہ اس کے بدلہ دس روزہ رکھے تین روزہ دوران حج اور سات روزہ اپنے گھر واپس ہونے کے بعد،ارشاد باری تعالی ہے ﴿فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾(۲) پس جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے،پس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالے، جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے تو حج کے دنوں میں رکھ لے،اور سات واپسی میں،یہ پورے دس ہو گئے.

ان روزوں کو مسلسل اور ناغہ کر کے دونوں طرح سے رکھنا جائز ہے،اور بہتر ہے کہ ان تین روزں کو یوم عرفہ سے پہلے حج سے قریبی ایام میں رکھا جائے اور اگر

....

(۱) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۳۰۴۸ اور اس کی سند صحیح ہے

(۲) سورۃ البقرۃ:۱۹۶.

کوئی حج سے پہلے ان تینوں روزوں یاان میں سے بعض کونہیں رکھ سکا تو وہ ایام تشریق (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ) میں رکھ لے .جیسا کہ صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ: ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی صرف اسی کو رخصت ہے جو قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو(۱).

قربانی دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ قربانی کا گوشت خود کھائے اور صدقہ بھی کرے ارشاد باری تعالی ہے ﴿ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴾ (۲) پس تم بھی اس سے کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو کھلاؤ.

اسی طرح قربانی کے گوشت کو ھدیہ بھی کیا جاسکتا ہے، خواہ ھدیہ لینے والا مالدار ہی کیوں نہ ہو. آپ ﷺ نے اپنی قربانی کے گوشت کو کھایا تھا اور اس کے شوربہ کو پیا تھا، جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں ہے کہ پھر آپ ﷺ قربان گاہ تشریف لائے، وہاں آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ترسٹھ اونٹوں کو ذبح کیا، پھر چھری آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو دے دی جنہوں نے بقیہ جانوروں کی قربانی کی اور انہیں اپنی قربانیوں میں شریک کیا،، پھر آپ ﷺ ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لینے کا حکم دیا، جسے ہانڈی میں پکایا گیا،

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۹۹۷

(۲) سورۃ الحج ۲۸.

اور آپ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ نے اس گوشت سے کچھ کھایا اور اس کے شوربہ کو پیا.

ھدی کا جانور قربان کرنے والے پر اس کا گوشت کا کھانا ضروی نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے ھدی کے تمام جانوروں کا جن کی تعداد سوتھی نہیں کھایا، اوراس لئے بھی کہ کبھی کبھار آپ ﷺ مدینہ سے ھدی کا جانور مکہ مکرمہ بھیج دیتے تھے تاکہ وہیں ذبح کرکے اس کا گوشت مکہ تقسیم کردیا جائے، اس کا بھی گوشت آپ ﷺ نہیں کھاتے تھے.، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ قربانی کا جانور مدینہ سے مکہ بھیجتے تھے، چنانچہ میں ہی آپ کی قربانی کے جانور کا پٹہ بٹتی تھی، پھر آپ ﷺ مدینہ میں رہ کر ان ممنوعات میں سے کسی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے، جس سے محرم اجتناب کرتے ہیں.(۱)

۶-قربانی کے دن کا تیسرا کام بال منڈوانا یا ترشوانا ہے، جس کی تفصیل اعمال عمرہ کے بیان میں گزرچکی ہے.

۷-قربانی کے دن کا چوتھا کام طواف زیارت ہے، طواف زیارت حج کارکن ہے، اس کی اُدائیگی کے بغیر حج پورانہیں ہوگا، طواف زیارت کی رکنیت کے دلائل

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۹۸ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۱۹۴

گزر چکے ہیں،طواف زیارت کوایام تشریق اوراس کے بعد بھی ادا کرنا جائز ہے حج قران اور حج افراد کرنے والے اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کئے ہیں ،یا مکہ میں وقوف عرفہ [کا وقت ہو جانے] کے بعد داخل ہوئے ہیں تو طواف زیارت کے بعد سعی کریں گے، کیونکہ حج قران اور حج افراد کرنے والوں پر ایک ہی سعی ہے جس کی ادائیگی کا دو مقام ہیں ، ایک طواف قدوم کے ساتھ دوسرا طواف زیارت کے ساتھ،سوجس نے پہلے مقام میں سعی نہیں کی وہ دوسرے مقام میں ادا کرے.

البتہ اگر حج تمتع کر رہا ہے تو اس کے لئے طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ضروری ہے، کیونکہ ان پر دو طواف اور دو سعی کرنی واجب ہے،ایک طواف اور ایک سعی عمرہ کے لئے ،اور ایک طواف اور ایک سعی حج کے لئے ، حج تمتع کرنے والے پر حج کے سعی کے وجوب کی دلیل عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ان سے جب حج تمتع کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے: ''انصار،مہاجرین، نبی ﷺ،ازواج مطہرات نے،اور ہم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر احرام باندھا، پھر جب ہم مکہ پہونچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کرلو سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے اپنی قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا ہے، چنانچہ ہم نے بیت اللہ کا

طواف کیا اور صفا ومروہ کی سعی (اور بال کٹا کر حلال ہو گئے) اپنے بیویوں کے پاس آئے، اور اپنے کپڑوں کو پہن لیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: جنہوں نے اپنی قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا ہے وہ حلال نہیں ہونگے جب تک کی قربانی کے جانور اپنے مقام کو پہونچ جائے، پھر آپ ﷺ نے یوم الترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کی شام کو ہمیں حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں، چنانچہ جب ہم اعمال حج سے فارغ ہو گئے، تو ہم مکہ آئے بیت اللہ شریف کا طواف کیا، اور صفا ومروہ کی سعی کی'' (۱)

نیز ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری ومسلم میں مروی ہے وہ فرماتی ہیں: ''جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کر کے حلال ہو گئے، اور جب (حج کے بعد) منی سے واپس آئے تو انہوں نے حج کے لئے ایک دوسرا طواف کیا، رہے وہ لوگ جنہوں نے حج وعمرہ ساتھ کیا تھا (یعنی حج قران کیا تھا) تو انہوں نے صرف ایک طواف کیا''. (۲)

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۷۲، اس حدیث کو امام بخاری نے صیغہ جزم کے ساتھ معلق روایت کیا ہے، چنانچہ امام بخاری کے الفاظ ہیں: (**قال ابو کامل فضیل بن حسین البصری**) امام بیہقی نے اپنی سنن (۲۳/۵) کے اندر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے اس حدیث کو موصولا روایت کیا ہے.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۵۶ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۹۱۰. الفاظ صحیح مسلم کے ہیں.

حج کے لئے دوسرا طواف جو حج تمتع کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے سے مراد صفاومروہ کے درمیان سعی ہے، البتہ جہاں تک طواف افاضہ کا تعلق ہے تو یہ تمام حاجیوں کے لئے حج کا رکن ہے، اور اسے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا تھا.

رہی صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے صفاومروہ کے درمیان صرف ایک بار ہی سعی کی تھی یعنی پہلی سعی (۱). تو بظاہر جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث [میں جس میں ایک ہی سعی کا ثبوت ہے] اور عائشہ وعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث میں [جس میں دو بار سعی کا ثبوت ہے] تعارض لگ رہا ہے، لیکن ان میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ جمع کی صورت یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وہ صحابہ کرام مراد ہیں، جو اپنے ساتھ ھدی کا جانور لائے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ قربانی کے دن حلال ہوئے، (اور ان کا حج حج قران تھا،) اس لئے کہ ان لوگوں نے وہی ایک سعی کی تھی جو طواف قدوم کے ساتھ تھی البتہ حج تمتع کرنے والوں نے دو سعی کی تھی ایک عمرہ کے لئے اور دوسری حج کے لئے، اس طرح عائشہ وعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث میں حج تمتع کرنے والوں کے لئے ایک اضافی سعی کا اثبات ہے، جب کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زیادہ کی نفی ہے، اور قاعدہ ہے کہ

....

(۱) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۹۴۲.

مثبت منفی پر مقدم ہوتا ہے،اس موضوع کی مکمل وضاحت ہمارے شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے حج کے متعلق اپنی کتاب میں کی ہے.

ایام تشریق کی راتوں کو منی میں گزارنا

تمام حجاج کرام ۱۱رذی الحجہ اور ۱۲رذی رالحجہ کی رات کو منی میں گزاریں،اس کے بعد جو جلدی کرنا چاہیں وہ ۱۲رذی الحجہ کو تینوں جمرات کو(زوال کے بعد) کنکریاں مار کر سورج ڈوبنے سے پہلے منی سے نکل سکتے ہیں،اور جو حجاج تاخیر کرنا چاہتے ہیں وہ ۱۳رذی الحجہ کی رات کو منی میں گزار کر دن میں زوال کے بعد کنکریاں مار کر منی سے نکلیں.ارشاد باری تعالی ہے﴿فَمَن تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى ﴾[البقرۃ:۲۰۳]دودن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں.

جن دودنوں کو گزار کر حاجی[منی سے] کوچ کر سکتے ہیں وہ:۱۱اور ۱۲رذی الحجہ کا دن ہے اس میں قربانی کا دن شامل نہیں ہے جیسا کہ کچھ عوام الناس کو غلط فہمی ہے، کیونکہ قربانی ذبح کرنے کے چار دن ہیں: پہلا دن(یوم النحر)یعنی قربانی کا دن،دوسرا(یوم القر)یعنی ۱۱رذی الحجہ اس دن کا نام(یوم القر)اس لئے رکھا گیا کیونکہ آج کے دن تمام حجاج منی میں رکے ہوتے ہیں،تیسرا،۱۲رذی رالحجہ کا

دن اسے (يوم النفر الأول) کہا جاتا ہے [، یعنی جلدی کرنے والوں کے لئے کوچ کرنے کا پہلا دن،] اور تیسرا/۱۳/ذی/الحجہ کا دن اسے (يوم النفر الثانی) کہا جاتا ہے، یعنی تاخیر کرنے والوں کے لئے کوچ کرنے کا دوسرا دن.

۲- رات کا بیشتر حصہ منی میں گزارنے سے واجب ادا ہو جائے گا خواہ رات کے پہلے پہر میں گزارا ہو یا دوسرے پہر میں، اسی طرح سو کے گزارا ہو یا جاگ کے.

رات کے بیشتر حصہ منی میں آدھی رات سے زیادہ گزارنے سے حاصل ہو جائے گی، جس کی معرفت کے لئے ہم دیکھیں کہ سورج ڈوبنے اور فجر کی اذان ہونے کے درمیان کا وقفہ کتنا ہے، اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے لہذا حاجی رات کے پہلا نصف اور اس کے ساتھ دوسرے نصف کا کچھ حصہ گزارے یا دوسرا نصف پہلے نصف کا کچھ حصہ گزارے گا.

حاجی طواف کے لئے یا کسی اور غرض کے لئے مکہ جانا چاہتا ہو تو احتیاطا آدھی رات کے بعد ہی جائے، کیونکہ اگر آدھی رات سے پہلے جاتا ہے تو منی میں رات گزارنے کو خطرے میں ڈال رہا ہے.

۳/منی سے تاخیر سے نکلنا [یعنی ۱۳ویں کو] جلدی [یعنی ۱۲ویں کو] نکلنے سے افضل ہے اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ تاخیر سے نکلے تھے، اور اس لئے بھی کہ تاخیر میں عمل زیادہ ہے جس پر حاجی کو اجر ملے گا، یعنی ۱۳ویں رات کو مکہ میں گزارنا اور ۱۳ویں دن زوال کے بعد کنکریاں مارنا، اور نیز اس لئے بھی کی جلدی نکلنے جو بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے

اس سے بھی نجات ہے.

۴-منی میں جلدی کرنے والے کے لئے دو رات اور تاخیر کرنے والے کے لئے تین رات گزارنی واجب ہے، جیسا کہ واجبات حج کے بیان میں دلائل کا ذکر ہو چکا ہے.

۵-۱۲ رذی الحجہ کو سورج ڈوبنے سے پہلے اگر کوئی منی سے کوچ نہیں کرسکا، اور نہ ہی وہ کوچ کرنے کی تیاری کر رہا ہو، تو وہ پھر ۱۳ رذی الحجہ کی رات کو منی میں بسر کرے اور زوال کے بعد کنکریاں مارے جیسا کہ مؤطا امام مالک میں نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: جس پر منی میں درمیانی ایام تشریق کا سورج غروب ہو جائے، تو اسے کل کنکری مارنے سے پہلے کوچ نہیں کرنا چاہئے.

البتہ اگر کوئی غروب آفتاب سے پہلے سوار ہو چکا ہے لیکن حدود منی پار کرنے سے پہلے ہی سورج غروب ہو گیا، یا سواری کی تیاری کر رہا ہے، لیکن کوچ کرنے سے پہلے سورج غروب ہو گیا، تو [دونوں صورتوں میں] وہ منی سے کوچ کرسکتا ہے، اس پر منی میں رہنا لازم نہیں ہوگا.

ایام تشریق میں جمرات کو کنکری مارنا

۱-قربانی کے دن صرف جمرہ عقبہ کو اور تینوں جمرات کو ایام تشریق میں زوال کے بعد کنکری مارنا واجب ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل دلائل کے ساتھ واجبات حج کے

بیان میں گزر چکی ہے.

۲--جمرات کی رمی کے لئے کنکری چننے کی کوئی خاص جگہ نہیں ہے، لہذا مکہ منی مزدلفہ کہیں سے بھی چنی جا سکتی ہے، جلدی کرنے والوں کے لئے کنکریوں کی مجموعی تعداد (۴۹) ہے اور تاخیر کرنے والوں کے لئے (۷۰) ہے، اسی طرح حاجی بذات خود کنکری کو چن سکتا ہے، اور کوئی دوسرا بھی اس کے لئے چن سکتا ہے ، اور اگر کوئی بیچ رہا ہے تو اس سے خریدی بھی جاسکتی ہے، تمام کنکریوں کو بیک وقت چن سکتا ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ہر دن کی کنکری اسی دن چنے، آپ ﷺ کے لئے مزدلفہ سے جمرہ عقبہ جاتے وقت منی سے سات کنکریاں چنی گئی تھیں.(۱) اس کا ذکر صحیح مسلم میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مزدلفہ سے لوٹتے وقت جب آپ ﷺ وادی محسر میں پہونچے جو منی کا حصہ ہے تو آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ جمرہ کی رمی کے لئے تم خذف (۱) کی کنکریوں کے برابر چن لو(۲)

(۱) دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر جو کنکری پھینکی جاتی ہے اسے خذف کہتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں ویسے ہی ہونی چاہئے جیسے بچے کھیلنے کے لئے انگلیوں یا گوپھن پر رکھ کر پھینکتے ہیں، یعنی کابلی چنے یا مٹر سے کچھ بڑی.

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۰۸۹.

نیز سنن بیہقی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے قربانی کے دن کی صبح کو کہا: میرے لئے کنکریاں چن لاؤ، تو میں نے آپ کے لئے جب خذف کی کنکریوں کے برابر کنکریاں چن لایا اور آپ ﷺ کے ہاتھوں میں رکھ دیا، تو آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو دکھاتے ہوئے کہا تم اس طرح کی کنکری چنو! اور غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے قوموں کو دین میں غلو نے ہلاک کر دیا ہے.(۱)

نیز سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی ایک حدیث مرفوعا مروی ہے، جس میں چنی ہوئی کنکری کی تعداد سات بتائی گئی ہے(۲)، لیکن یہ حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مراسیل میں شمار کی جاتی ہے، اس لئے کہ کنکری چننے والے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو مزدلفہ سے جمرہ عقبہ تک اللہ کے رسول ﷺ کے ردیف رہے ہیں، رہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے کمزور لوگوں کے ساتھ پہلے ہی منی کے لئے روانہ کر دیا تھا جیسا کہ اس حدیث کی طرف اشارہ مزدلفہ میں رات گزارنے کے بیان میں گزر چکا ہے.

....

(۱) سنن بیہقی ۱۲۷/۵. اس حدیث کی سند حسن ہے.

(۲) سنن ابن ماجہ میں (حدیث نمبر: ۳۰۲۹) اس حدیث کی سند صحیح ہے.

۳--کنکری کا حجم خذف کے برابر ہونی چاہئے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، جو چنا کے دانہ سے معمولی بڑا ہوتا ہے .اس سے بڑی کنکری جائز نہیں ہے کیونکہ یہ دین میں غلو ہے [اور دین میں غلو کرنا ممنوع ہے]

کنکری کو چھوڑ کر کسی اور چیز سے رمی نہیں کی جائے گی، جیسے لکڑی، مٹی، لوہا، شیسہ، ہڈی وغیرہ، اور نہ کنکری کو دھلا جائے گا، کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے ، وقت ضرورت جمرات کے اردگرد گری ہوئی کنکریوں سے رمی کرنی جائز ہے ، کیونکہ یہ کنکریاں یا تو کسی حاجی کے ہاتھوں سے گر گئی ہوں گی، یا کسی حاجی نے دور سے ماری ہیں جو حوض تک پہونچنے سے پہلے ہی گر گئی ہیں، لہذا شرعی طور پر رمی کی ہوئی کنکریوں میں ان کا شمار نہیں ہوگا.

۴- ہر حاجی کو اس بات کی تحقیق کرلینی چاہئے یا کم از کم اسے غالب گمان ہوجائے کہ اس کی کنکری حوض میں پہونچ گئی ہے، ہر کنکری کی الگ الگ رمی کرنی ہے، اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہنا چاہئے، بیک مشت تمام کنکریوں کو ماردینا کافی نہ ہوگا، اور نہ ہی حوض میں کنکریوں کو رکھ دینا جائز ہے، کیونکہ رکھنے کو رمی نہیں کہا جاتا ہے.

۵-جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت قربانی کے دن کے اعمال میں بیان کیا جاچکا ہے، رہا ایام تشریق میں تینوں جمرات کی رمی کا وقت تو یہ ہر دن زوال آفتاب کے بعد ہے

اس سے پہلے جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ایام تشریق کے تینوں دن میں رمی زوال آفتاب کے بعد ہی کی ہے، اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے **(لتأخذوا عني مناسككم ، فاني لا أدري لعلي لا أحج بعد حجتي هذه)** تم مجھ سے اپنے حج کے احکام سیکھ لو کیونکہ مجھے معلوم نہیں ہے، شاید میں اپنے اس حج کے بعد دوبارہ حج نہ کرسکوں (۱) اسی طرح صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی چاشت کے وقت کیا تھا اور اس کے علاوہ دنوں میں زوال آفتاب کے بعد (۲). اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ہم انتظار کرتے رہتے تھے جب سورج کا زوال ہوجاتا تھا تو ہم رمی کرتے تھے. (۳) اورامام مالک نے اپنی مؤطا میں نافع سے روایت کیا ہے کہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ ایام تشریق کے تینوں دنوں میں کنکریاں نہ ماری جائیں یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے (۴) امام ترمذی رحمہ اللہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث نمبر (۸۹۴)

....

(۱) صحیح حدیث نمبر ۳۱۳۷. راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں

(۲) صحیح مسلم حدیث نمبر: ۳۱۴۱.

(۳) حدیث نمبر: ۱۷۴۶

(۴) موطا امام مالک ۱/۴۰۸.

روایت کرنے بعد لکھتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے کہ قربانی کے دن کو چھوڑ کر بقیہ ایام میں زوال آفتاب ہی کے بعد کنکری ماری جائے.

اور جو شخص غروب آفتاب سے پہلے کنکری نہ مار سکا تو وہ رات میں مارے، جیسا کہ اس سے پہلے قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کے متعلق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر گزر چکا ہے، جس میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی صفیہ اوران کی ساتھی عورت کو غروب آفتاب کے بعد رمی کرنے کی اجازت دی تھی. واضح رہے قربانی کے دن جمرہ عقبہ کے رمی کا وقت ایام تشریق میں رمی کے وقت کے مقابلہ میں زیادہ کشادہ ہے تو ایام تشریق میں بدرجہ اولی رات میں رمی کرنے کی اجازت ہونی چاہئے ،اور اس لئے بھی اللہ کے رسول ﷺ نے چرواہوں کو رات میں کنکری مارنے کی اجازت دی ہے(۱) .

۱۳ر ذی الحجہ کو غروب آفتاب کے بعد کنکری مارنے کا وقت ختم ہوجاتا ہے، لہذا اس دن غروب آفتاب کے بعد رمی جائز نہ ہوگی اس لئے جب سورج ڈوب گیا اور کوئی ابھی تک کنکری نہیں مار سکا ہے، تو اس پر فدیہ واجب ہوگا یعنی ایک بکری ذبح کرے یا گائے اور اونٹ کے ساتویں حصہ میں شریک ہو.

---

(۱) سنن بیہقی (۱۵۱/۵) بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حدیث کی سند حسن ہے شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ میں (۲۴۷۷) اس حدیث کے کئی شواہد ذکر کئے ہیں.

٦-ایام تشریق میں حاجی تینوں جمرات کو بالترتیب رمی کرے گا، چنانچہ پہلا جمرہ جو مکہ سے سب سے دور اور مسجد خیف کے قریب ہے وہاں سے رمی شروع کرے ، پھر جمرہ وسطی یعنی درمیانی جمرہ کی رمی کرے اور پھر جمرہ عقبہ یعنی بڑے جمرہ کی رمی کرے، اس ترتیب کی مخالفت جائز نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ایام تشریق میں اسی تریب کے ساتھ تینوں جمرات کی رمی کی ہے، پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد کھڑے ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے، جیسا کہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ جب مسجد خیف کے قریب والے جمرہ کی رمی کرتے، تو آپ ﷺ سات کنکری سے رمی کرتے، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے، پھر تھوڑا آگے بڑھ جاتے اور قبلہ رخ ہوکر کھڑے ہوجاتے ، اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے، اور دیر تک کھڑے رہتے، پھر دوسرے جمرہ کے پاس آتے اسے بھی سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے، پھر بائیں طرف وادی کی طرف اترتے، وہاں کھڑے ہوکر اور قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے، پھر آپ ﷺ اس جمرہ کے پاس آتے تھے جو عقبہ کے قریب ہے، اسے بھی سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے، پھر واپس ہوجاتے وہاں آپ ﷺ ٹھہرتے نہیں تھے .(١)

....

(١) صحیح بخاری حدیث نمبر:١٧٥٣.

۷- حاجی کے لئے جائز ہے کہ تینوں جمرات کو ہر طرف سے کنکریاں مار سکتا ہے، البتہ جمرہ عقبہ کی رمی کے وقت مستحب یہ ہے کہ منی اس کے دائیں طرف ہو اور مکہ اس کے بائیں طرف، چنانچہ عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا، تو دیکھا کہ آپ نے جمرہ عقبہ کو سات کنکری ماری، کنکری مارتے وقت بیت اللہ شریف اپنے بائیں اور منی دائیں کیا، اس کے بعد انہوں نے فرمایا: یہیں سے اس ذات نے کھڑے ہو کر کنکری ماری ہے جس پر سورہ بقرہ کا نزول ہوا(۱)

اس حدیث میں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ کا بطور خاص ذکر کیا ہے ،شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں بہت سارے اعمال حج کو ذکر کیا گیا ہے، جن میں سے ایک رمی جمرات بھی ہے، جو اللہ کے اس ذکر میں داخل ہے جس کا حکم اللہ تعالی کے اس قول میں دیا گیا ہے ﴿وَاذْكُرُواْ اللّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى ﴾(۲) اور اللہ کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو، دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں.

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۷۴۹ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۱۳۴. (۲) سورۃ البقرۃ: ۲۰۳.

۸--احرام کے بیان میں امام ابن منذر کا اجماع نقل کیا جا چکا ہے کہ جو بچہ بذات خود رمی نہیں کرسکتا ہے، اس کی طرف سے دوسرے شخص کو رمی کرنی جائز ہے، اور یہی حکم ان لوگوں کا بھی ہے جو کسی بیماری، یا پیرانہ سالی، یا حمل کی وجہ سے بذات خود رمی نہیں کر سکتے ہیں، ان کی طرف سے بھی کسی دوسرے شخص کو رمی کرنا جائز ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (۱) ''پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو'' اور اس لئے بھی کہ رمی کا وقت کا گزر جانے کے بعد رمی کرنی جائز نہیں .اعمال حج میں سے صرف رمی ہی ایک ایسا عمل ہے، جس میں نیابت کرنی جائز ہے، اس کے علاوہ جو اعمال ہیں جیسے وقوف عرفہ، مبیت مزدلفہ، مبیت منی، یہاں مریض وغیرہ کو رہنا ہی کافی ہے، رمی کے برخلاف طواف اور سعی کا وقت وسیع ہے، اسے قربانی کے دنوں میں، اس کے بعد حج کے مہینہ اور حج کے مہینہ کے بعد بھی ادا کیا جاسکتا ہے، کنکری مارنے میں نیابت کرنے والا پہلے ہر جمرہ کو رمی کرتے وقت اپنی طرف سے رمی کرے گا، اس کے بعد اس کی طرف سے جس کی وہ نیابت کر رہا ہے، نیابت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود حج کر رہا ہو، لہذا غیر حاجی کے رمی کا اعتبار نہ ہوگا، اس لئے کہ غیر حاجی کے لئے نہ اپنی طرف سے رمی جائز ہے اور نہ غیر کی

---

(۱) سورۃ التغابن: ۱۶.

طرف سے.

۹-مشروعیت رمی کا پس منظر یہ ہے، کہ جمرات کی جگہوں پر شیطان ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آیا تھا جسے انہوں نے سات سات کنکریوں سے مارا تھا چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام یہاں آئے، تو شیطان جمرہ عقبہ کے پاس آپ کے سامنے آیا جسے آپ نے سات کنکریوں سے مارا جس سے وہ زمین میں دھنس گیا، پھر دوبارہ دوسرے جمرہ کے پاس شیطان آپ کے سامنے آیا جسے پھر آپ نے سات کنکریوں سے مارا جس سے وہ زمین میں دھنس گیا، پھر تیسری بار تیسرے جمرہ کے پاس شیطان آپ کے سامنے آیا جسے پھر آپ نے سات کنکریوں سے مارا جس سے وہ زمین میں دھنس گیا.عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم شیطان کو رجم کرتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی اتباع کرتے ہو.(۱)

اس حدیث سے رمی کی مشروعیت کا پس منظر معلوم ہوتا ہے، اور اس سے پہلے سعی

---

(۱) مستدرک امام حاکم (۴۶۶/۱) امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے نیز دیکھئے شیخ البانی کی صحیح ترغیب وترہیب (حدیث نمبر:۱۱۵۶) امام حاکم کی سند میں حفص بن عبداللہ کو تصحیف کر کے جعفر بن عبداللہ لکھ دیا گیا ہے جسے امام بیہقی نے (۱۵۳/۵) امام حاکم سے روایت کرتے ہوئے درست روایت کیا ہے.

کے بیان میں ہمیں معلوم ہوا کہ سعی کی مشروعیت کا پس منظر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا فعل تھا، اسی طرح طواف کے بیان میں ذکر کیا گیا کہ (رمل) کی مشروعیت کا پس منظر عمرہ قضاء کے موقعہ پر آپ ﷺ کا اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کفار مکہ کے سامنے اظہار قوت تھا، یہ اعمال [اگرچہ ایک خاص پس منظر کے تحت معرض وجود میں آئے ہیں، لیکن] آپ ﷺ نے اپنے حج وعمرہ میں انہیں کیا جس کی وجہ سے یہ ایک مستقل سنت بن گئیں، آج مسلمان بھی اپنے رسول ﷺ کی پیروی میں انہیں کرتے ہیں، البتہ جمرات کو شیطان نہیں کہنا چاہئے جیسا کہ کچھ عوام الناس اسے کہتے ہیں، بلکہ اسے جمرات سے ہی تعبیر کرنا چاہئے.

الوداعی طواف

۱-الوداعی طواف سے مراد وہ طواف ہے جسے حاجی حج کے کام پورا کرنے کے بعد مکہ سے روانہ ہوتے وقت کرتا ہے، یہ طواف حج کے واجبات میں سے ہے ،حیض اور نفاس والی عورتوں کو چھوڑ کر بقیہ کسی اور کو اسے ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے، واجبات حج وغیرہ کے بیان میں دلائل کے ساتھ اس کا بیان گزر چکا ہے.

۲-عمرہ کرنے والے کے لئے مستحب ہے عمرہ کے بعد مکہ سے روانہ ہوتے وقت طواف وداع کرے اس لئے کہ اس کے وجوب کے سلسلے میں جو حدیثیں وارد ہیں ان کا تعلق حج سے ہے.

۳-اگر حاجی نے طواف زیارت کو سفر کے وقت تک موخر کر دیا ہے، اور پھر سفر کے وقت طواف زیارت اور الوداعی طواف دونوں کی نیت سے ایک ہی طواف کرتا ہے تو اس کے لئے کافی ہے ،اگر چہ طواف افاضہ کے بعد سعی بھی کرنی ہو کیونکہ درحقیقت سعی ،طواف کے تابع ہے، اور دونوں ذکر واذ کار اور دعاؤں پر مشتمل ہیں.

۴-جب الوداعی طواف سے فارغ ہو جائے تو سیدھے رخ چلے، الٹے قدم مسجد سے نہ نکلا جائے جیسا کہ کچھ جاہل لوگ کرتے ہیں، اس لئے کہ سنت سے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک نئی ایجاد کردہ بدعت ہے.

مسجد نبوی کی زیارت

مسجد نبوی کی زیارت کرنا مسلمانوں کے لئے مستحب ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد: المسجد الحرام ، ومسجد الرسول، ومسجد الاقصی ". صرف تین مساجد کی طرف (باقاعدہ) سفر کیا جائے :مسجد حرام ،مسجد نبوی، مسجد اقصی. (۱). نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "صلاة فی مسجدی هذا خير من ألف صلاةفيما سواه الا المسجد الحرام " . میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب دیگر مساجد میں ادا کرنے کے مقابلہ میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے .(۲).

مسلمانوں کو چاہئے کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ مدینہ میں اور دیگر مشروع عمل کو بجا لائیں جیسے مسجد قباء کی زیارت کو جائیں وہاں نماز پڑھیں، آپ ﷺ ،اور آپ کے صاحبین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت کریں، مقبرہ بقیع اور شہداء احد کی بھی زیارت کریں، یہی وہ پانچ جگہیں ہیں

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۸۹، صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۳۸۴، الفاظ صحیح بخاری کے ہیں.

(۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۹۰ صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۳۷۵

مدینہ میں جن کی زیارت کرنی مشروع ہے،ان کے علاوہ دلیل نہ ہونے کی وجہ سے کسی اور جگہ کی مدینہ میں زیارت کرنی مشروع نہیں ہے.قبر کی زیارت کے وقت زیارت کا شرعی طریقہ ہونا چاہیئے،جس سے زیارت کرنے والے کوموت یاد ہو، اوراس کی تیاری کرے،جیسا کہ ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے قبر کی زیارت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:''فزورو االقبور ،فانھاتذکرکم الموت''(۱)تم قبروں کی زیارت کرو،کیونکہ یہ تمہیں آخرت کو یاددلاتی ہے .

اسی طرح مردوں کو فائدہ ہو،بایں طور کی زیارت کرنے والے ان کے لئے دعا کریں،کیونکہ نبی ﷺ اہل بقیع کی زیارت کرتے اوران کے لئے دعا کرتے تھے

زیارت کرنے والوں کوان بدعتی زیارتوں سے بچنا چاہیئے،جن میں قبروالوں سےفریادکی جاتی ہے،ان سےمرادیں مانگی جاتی ہے،انہیں حاجت روائی کے لئے پکارا جاتا ہے،کیونکہ دعا عبادت ہےاور ہرعبادت صرف اللہ کے لئے بجا لانی چاہیئے،جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَداً﴾(۲)اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں،پس اللہ کےساتھ کسی اورکو نہ پکارو!

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر:۲۲۵۹.

(۲) سورۃ الجن:۱۸.

بنابریں صرف اللہ سے ہی دعا کرنی چاہئے اس کے علاوہ اور کسی سے دعا کرنی جائز نہیں ہے، بلکہ لوگوں کے لئے اس سے دعا کی جائے.

یادرہے حج وعمرہ سے مسجد نبوی کی زیارت کا کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ حج وعمرہ اور زیارت کی نیت سے ایک ہی سفر کرے، اور یہ بھی جائز ہے کہ صرف حج وعمرہ کرے اور زیارت نہ کرے، اور یہ بھی جائز ہے کہ صرف زیارت کے لئے آئے اس کے ساتھ حج وعمرہ کی نیت نہ ہو، مدینہ منورہ کی زیارت سے متعلقہ مسائل کو میں نے ایک مستقل کتابچہ میں وضاحت سے بیان کردیا ہے اس کا نام ہے (فضل المدینة وآداب سکناها وزیارتها).

اللہ رب العالمین سے میں دعا گوہوں کہ تمام حاجیوں کو اپنے پسندیدہ طریقہ پر ادائیگی حج کی توفیق عطا فرمائے جس سے انہیں اس کی قربت حاصل ہو، ان کے حج کو شرف قبولیت سے نوازے، ان کے گناہوں کی مغفرت فرمائے، اوران کی محنتوں اور کوششوں کو بارآور کرے، انہیں اپنی زندگی کو پہلے سے بہتر بنانے کی توفیق دے ،تا کہ ان کی زندگی نابہ سے بہتر اور خوب سے خوب تر ہوجائے آمین! اس رسالہ کی تالیف سے فراغت ،۱۲جمادی الآخر ۱۴۲۸ھ کو ہوئی ہے

والحمد لله رب العالمين وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين .

مترجم/محمد عرفان محمد عمر ۱۴۳۲/۱۰/۷ھ بوقت شام ۶/۱۰